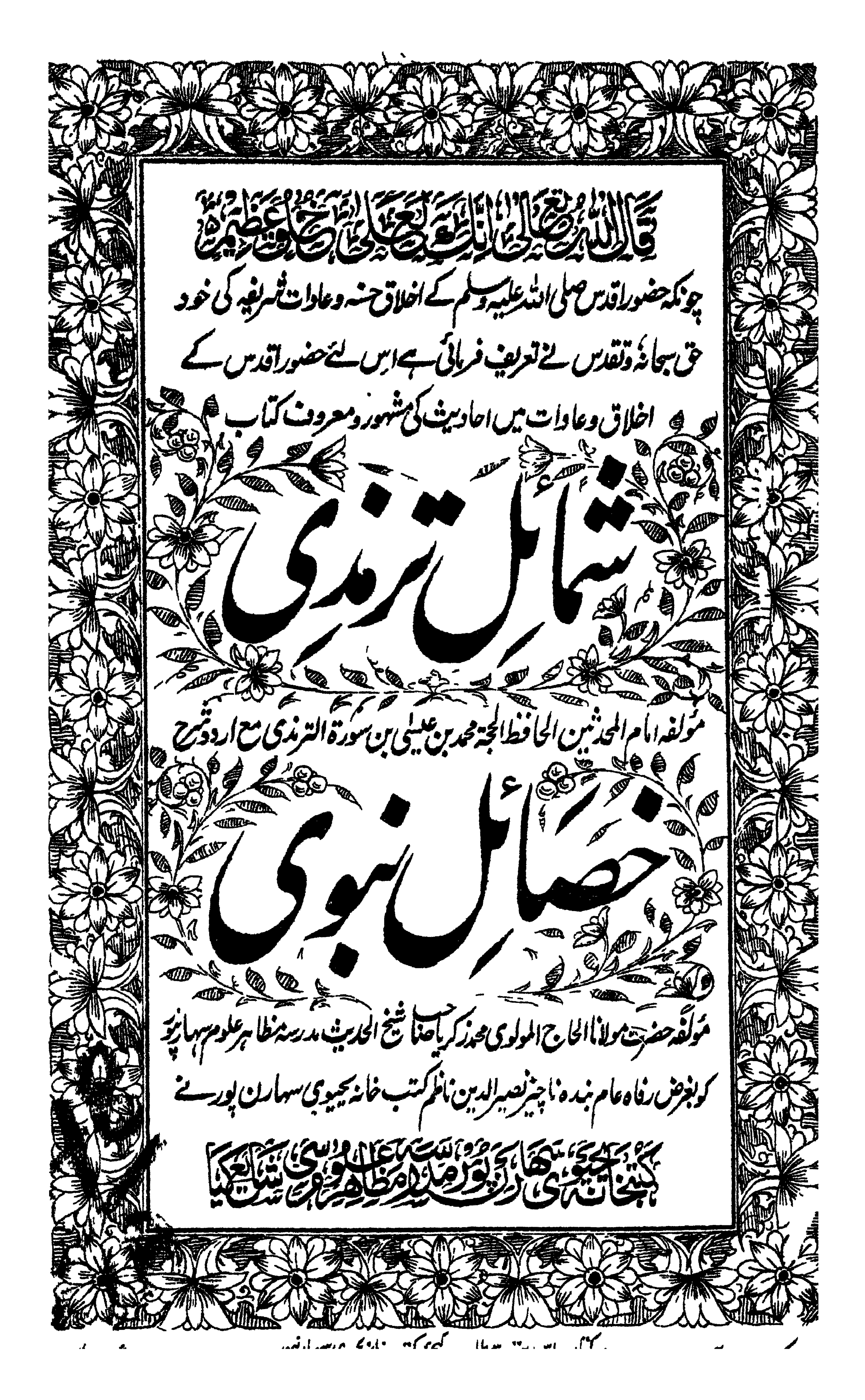


قال اللہ تعالیٰ انک لعلیٰ خلق عظیم

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ وعادات شریفہ کی خود
حق سبحانہٗ وتقدس نے تعریف فرمائی ہے اس لئے حضور اقدس کے
اخلاق وعادات میں احادیث کی مشہور ومعروف کتاب

شمائل ترمذی

مؤلفہ امام المحدثین الحافظ الحجۃ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی مع اردو شرح

خصائل نبوی

مؤلفہ حضرت مولانا الحاج المولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

کو بغرض رفاہ عام بندہ ناچیز نصیر الدین ناظم کتب خانہ یحیوی سہارن پور نے

کتبخانہ یحیوی سہارنپور مدرسہ مظاہر علوم سے شائع کیا

یحیوی کتب خانہ

جو تقریباً تیس برس سے اپنی انوکھی خصوصیات کے ساتھ دینی کتب کی خدمات کر رہا ہے وہ علم دوست حضرات سے مخفی نہیں۔ مگر دینی کتب کی بے رغبتی علمی مذاق کی بدمزگی نے دینی تجار کے حوصلوں کو جس قدر پست کر دیا ہے وہ بھی ظاہر و روشن ہے یہی وجہ ہے کہ دینی کتب رکھنے والے تجار ایک عرصہ تک پریشانیوں کا شکار رہکر یا تھک کر تجارت کتب کو خیرباد کہتے ہیں یا دینی کتب کے علاوہ بازاری کتب ناول وغیرہ فروخت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ یحیوی کتب خانہ محض حق تعالیٰ شانہٗ کے فضل و انعام اور بانی نور اللہ مرقدہٗ کی حسن و نیت کی برکات کی بدولت ان تمام حوادث کو ٹھکراتے ہوئے بدستور اشاعت علوم میں مشغول ہے۔ کتب خانہ کا مطمح نظر اگرچہ ہمیشہ سے یہی رہا کہ دینی کتب اور مستند[عہ] علماء کی تالیف کی اشاعت جس طرح ممکن ہو کی جاوے۔ مگر **نوید جانفزا** یہ ہے کہ چند روز سے کتب خانہ نے کتب حدیث کی طرف خصوصی توجہ کی ہے۔ چنانچہ تقریباً پانچ سال سے بذل المجہود فی حل ابی داؤد کی جو مقدار طبع ہوتی گئی وہ کتب خانہ کے واسطے سے طالبین تک پہنچتی رہی اُس ہی سلسلہ میں رسالہ ہذا کی طباعت ہے جسکو منتظمین کتب خانہ نے بڑے موانع کے باوجود طبع کرا کر شائقین تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ چونکہ اسکی تالیف فرمائشی تھی اس لئے دو سال تک حضرت مؤلف دام مجدہم نے اسکی اشاعت کی اجازت نہ دی۔ اس سب کے علاوہ اس وقت خصوصی مسرت انگیز مژدہ یہ ہے کہ کتب خانہ نے حضرت مؤلف کی دوسری جدید تالیف اوجز المسالک شرح عربی موطا امام مالک کی طباعت کا اہتمام شروع کر دیا اور جلد اول بحمد اللہ زیر طبع ہے جو انشاء اللہ بہت جلد تیار ہونے والی ہے۔ خریداروں کی سہولت کے خیال سے ہر جلد کی تیاری پر اسکی فروختگی شروع کر دی جائے گی۔ اور **سونے پر سہاگہ** کتب خانہ کی طرف سے اس امر کا اعلان کیا جاتا ہے کہ جلد اول کی تیاری تک جو حضرات اسکی خریداری میں نام لکھائیں گے اُن کو تاجرانہ قیمت یعنی ایک چوتھائی کمیشن پر کتاب دی جائے گی۔ فالغنیمۃ الباردۃ یا راغبین۔ وہل علی الرسل الا البلاغ۔

ضروری امر یہ ہے کہ پیشگی دام کوئی صاحب ارسال نہ فرمائیں۔ صرف خریداروں میں نام لکھانے کی شرط ہے۔ کتاب تیاری پر بذریعہ ویلو ارسال کی جاوے گی۔ خط و کتابت کے لئے مندرجہ ذیل پتہ کافی ہے۔

نصیر الدین

ناظم کتب خانہ یحیوی سہارنپور

عہ مکمل فہرست کتب بذریعہ طلب مفت ارسال ہو سکتی ہے

فہرست مضامین خصائل نبوی ؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلے علی رسولہ الکریم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

بندۂ ناچیز کو اواخر ۱۳۴۳ھ میں بامتثال حکم حضرت اقدس آقائی حضرت الحاج مولانا خلیل احمد صاحب ادام اللہ ظلال برکاتہم بذل المجہود فی حل ابی داؤد کی طباعت کے لئے متفرق طور پر چند روز شہر دہلی رہنے کا اتفاق ہوا، وہاں میرے ایک کرم فرما جناب محترم محمد عثمان خاں صاحب زاد مجدہم نے شمائل ترمذی کے مختصر سے ترجمہ کا حکم کیا میں اپنی نااہلیت کا معترف ہرگز بھی اسکا اہل نہیں تھا، اور اسی وجہ اس سے قبل کسی تحریر یا تقریر کی کہیں نوبت بھی نہیں آئی تھی لیکن ممدوح نے اپنے حسن ظن کی بنا پر میری کسی معذرت کو بھی قبول نہ کیا، میں اپنے عجز وقصور کی وجہ سے ہرگز بھی امتثال نہ کرتا۔ مگر چونکہ موصوف کے میرے والد ماجد نور اللہ مرقدہٗ وبرد مضجعہ سے خصوصی مراسم تھے اور بمقتضائے حدیث (انّ من ابر البر صلۃ الرجل اہل ودّ ابیہ بعد ان یولّی رواہ مسلم) ترجمہ، بہترین صلہ رحمی والد کے بعد اُس کے دوستوں کی ساتھ حسن سلوک ہے۔ اسلئے مجھے اس بغیر چارہ کار ہی نہ ہوا کہ اپنی حیثیت کے موافق مختصر سا ترجمہ لکھکر پیش کروں اور ناظرین سے اپنے اقرار عجز کے بعد عرض کروں کہ ان اوراق کی پریشانی عبارت اور الفاظ کی غرابت مضامین کے تشتت سے تسامح فرماتے ہوئے اصل مقصد اور آقائے عالم نبی اکرم علیہ الف الف صلوات وتحیات کے اخلاق واوصاف عادات ومعمولات کی طرف توجہ فرماویں کہ عقلمند شخص بدنما برقعہ کی وجہ سے حسین چہرہ سے بے توجہی نہیں کرتا۔ اور سمجھدار آدمی بدمزہ چھلکے کی وجہ سے لذیذ گودے کو نہیں پھینکتا۔ ،، +

اس ترجمہ میں چند امور کا خاص طور سے اہتمام کیا گیا ہے۔ ،،

نمبر ۱ اکثر مضامین اکابر قدماء کی کلام سے لئے گئے ہیں اور خود رائی وغیرہ سے احتراز کیا گیا۔ ،، +

نمبر ۲ جمع الوسائل ملا علی قاری حنفی کی مناوی، شیخ عبد الرؤف مصری کی مواہب لدنیہ شیخ ابراہیم بیجوری کی تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رسالہ کا زیادہ تر ماخذ رہی ہیں۔ ،، +

نمبر ۳ ترجمہ چونکہ عوام کے لئے کیا گیا اسلئے مطلب خیز ترجمہ کیا گیا لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی گئی۔ ،،

نمبر ۴ ترجمہ سے زائد امور بطور فائدہ کے ذکر کئے گئے اور اُن کے شروع میں **ف** کا لفظ بھی لکھدیا۔ ،،

نمبر ۵ اکثر جگہ ترجمہ سے زائد امور جو بطور ربط کے بڑھائے گئے وہ (قوس) میں لکھے گئے۔ ،،

نمبر ۶ احادیث کا اگر بظاہر آپس میں تعارض معلوم ہوا تو اُسکو مختصر طور سے رفع کیا گیا۔ ،،

نمبر ۷ اختلاف مذاہب کا بھی مختصر طور پر کہیں کہیں ذکر کیا گیا، مگر مذہب حنفیہ کو اکثر جگہ خاص طور سے ذکر کیا ہے کہ قرب و جوار کے باشندے اکثر حنفی ہیں ۔ ،، +

نمبر ۸ حنفیہ کے قول کی دلیل بھی کہیں کہیں حسب ضرورت مختصر طریقہ سے بیان کی گئی ۔ ،، +

نمبر ۹ جس جگہ حدیث میں کسی غزوہ یا قصہ کی طرف اشارہ تھا فائدہ میں اُس قصہ کو مختصر طور سے ذکر کردیا گیا ،،

نمبر ۱۰ جس حدیث کی باب سے مناسبت خفی تھی اُس کو بھی واضح کیا گیا ۔ ،، +

نمبر ۱۱ جو مضامین خاص طلبہ کے لئے مفید تھے عوام کو کارآمد نہیں تھے، اُن کو عربی حاشیہ میں لکھا گیا بالخصوص سند حدیث کے متعلق اگر راوی کے نام ضبط کرنیکی ضرورت محسوس ہوئی یا عربی عبارت میں کسی نحوی ترکیب کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی ،،

نمبر ۱۲ جو مضامین اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کئے گئے ۔ اکثر جگہ اُن کتب کا حوالہ لکھدیا جہاں وہ مفصل مل سکتے ہیں ۔ ،، +

نمبر ۱۳ ان سب امور میں اختصار کو نہایت مدنظر رکھا گیا کہ پڑھنے والونکی طبائع طول سے اکتانہ جاویں ۔ ،،

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

زکریا عفی عنہ کاندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور وارد حال دھلی ۸ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۴ھ جمعہ

له اختلفت النسخ فی وجود هذه الخطبة فیوجد فی بعضها ولا یوجد فی بعضها والاولی ابقائها اذ یوجد فی بعض النسخ فلا یبقی حاجة الجواب عن الاشکال المشهور الا انه یورد علی هذه الخطبة بعض الایرادات مثل انفرادا لسلام عن الصلوة علی من هب من کره ذلک واستقلال السلام علی غیر الانبیاء ان ارید العموم بعباده الذین اصطفی وهذا المختصر او یتحملها ۔ ،،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی قال الشیخ الحافظ ابو عیسٰی محمد ابن عیسٰی بن سورة الترمذی

باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اخبرنا ابو رجاء قتیبة بن سعید عن مالک بن انس عن ربیعة بن ابی عبد الرحمن عن انس بن مالک انه سمعه یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالطویل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان

ف مصنف نے اس باب میں وہ احادیث ذکر فرمائی ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کو کما حقہ تعبیر کر دینا یہ ناممکن ہے، نور مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے لیکن اپنی ہمت و وسعت کیموافق حضرات صحابہؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُس کو ضبط فرمایا جسکا کچھ بیان یہ ہے، باوجودیکہ قرطبی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا ورنہ آدمی حضورؐ کے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔ ع

انچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ؛ تاہم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا امت پر نہایت ہی بڑا احسان ہے کہ حضورؐ کے کمالات معنوی علوم و معارف کیساتھ کمالات ظاہری حسن و جمال کی بھی امة تک تبلیغ فرمائی کہ یہ بھی خیال یار سے کے لئے معین و مددگار ہوتا ہے، نامراد عاشق جب وصال سے محروم ہوتا ہے تو محبوب کے گھر یا ہر خط و خال کو یاد کر کے اپنے کو تسلی دیا کرتا ہے اور عادات و حالات ہی سے دل بہلاتا ہے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن میں سے چار سو احادیث لیکر اس رسالہ کو مرتب فرمایا اور اُن چار سو احادیث کو ۵۶ بابوں پر تقسیم فرما کر اس باب اول میں چودہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ۔ ،، ؛

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نہ بہت لانبے قد تھے نہ پستہ قد (جسکو ٹھنگنا کہتے ہیں بلکہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا) اور تنیر رنگ کے اعتبار

له الشیخ من کان استاذا کاملا فی فن وهو ان یقتدی به ولو کان شابا ولا یختص بمن دون سن هو مصدر شاخ الشیخ حمل علیه مبالغة او صفة علی زنة سید فخفف قاله المناوی والحافظ فی اصطلاحهم من احاط علمه بمائة الف حدیث متنا وسندا وهو احد المراتب الخمسة للمحدثین اولها الطالب وهو المبتدی ثم المحدث وهو من تحمل روایته ثم الحافظ وقد ذکر ثم الحجة وهو من احاط بثلثمائة الف حدیث ثم الحاکم وهو من احاط بجمیع الاحادیث المرویة ۔ ۱۲

له الترمذی قال النووی فیه ثلثة اوجه کسر التاء والمیم وهو الاشهر وضمهما وفتح التاء وکسر المیم وقال المناوی فی الراجح من هذه اللغات خلاف وهی بلدة قدیمة بطرف نهر بلخ المسمی بجیحون ۱۲

له انه سمعه ای سمع ربیعة انسا والغرض ان ربیعة اخذ هذا الحدیث بطریق التحدیث لا بالاخبار قاله القاری قیل ویحتمل ان الضمیرین لمالک وقتیبة قاله المناوی قلت ولکن فیه بعد ۱۲ ـ

سے نہ بالکل سفید تھے چونہ کی طرح نہ بالکل گندم گوں کہ سانولہ پن آجاوے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن پُرنور اور کچھ ملاحت لئے ہوئے تھے) حضورؐ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل پیچدار (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالہ پن تھا) چالیس[۱] برس کی عمر ہوجانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو نبی بنایا اور پھر دس[۱] برس مکہ مکرمہ میں رہے (اس میں کلام ہے جیساکہ فوائد میں آتا ہے) اس مدت کے درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھی نازل ہوتی رہی اس کے بعد دس[۱] سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور پھر ساٹھ سال کی عمر میں حضورؐ نے وصال فرمایا اُس وقت آپ کے سر اور آپ کی ڈاڑھی میں بیس[۲] بال بھی سفید نہ تھے۔ (اس کا بیان مفصل باب فی شیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آویگا۔

ف، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیانہ تھا لیکن میانہ پن کیساتھ کسیقدر طول کی طرف کو مائل چنانچہ ہند بن ابی ہالہ وغیرہ کی روایت میں اس کی تصریح ہے ان دونوں روایتوں پر اُس حدیث سے اشکال ہوتا ہے جس میں آیا ہے کہ حضور جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے لیکن یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ معجزہ کے طور پر تھا جیساکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کمالات معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں صورت ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو، نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام دس برس اس حدیث میں ذکر ہوا ہے اور اسی بنا پر حضورؐ کی عمر ساٹھ سال کی ذکر کی گئی ہے لیکن یہ روایت اُن سب روایات کے خلاف ہے جنمیں حضورؐ کا قیام تیرہ برس بتلایا گیا ہے اور ترسیٹھ[۶۳] سال کی عمر ذکر کی گئی، بعض روایات میں ۶۵ سال کی عمر آئی ہے چنانچہ اواخر کتاب میں تینوں روایتیں آنے والی ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ترسیٹھ[۶۳] سال کی روایتیں زیادہ ہیں علماء نے اُن احادیث میں دو طرح جمع فرمایا ہے، اول یہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو چالیس[۴۰] سال کی عمر میں نبوت ملی اور تین سال بعد رسالت ملی، اُس کے بعد دس[۱] سال مکہ مکرمہ قیام ہوا، اس بنا پر اس حدیث میں اُن تین سالوں کا ذکر چھوٹ گیا، جو نبوت اور رسالت کے درمیان تھے دوسری توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ عموماً اعداد میں کسر کو شمار نہیں کیا جاتا۔ اسی بنا پر حضرت انس کی روایت میں دونوں

البائن ولا بالقصير ولا بالابيض الامهق ولا بالآدم ولا بالجعد القطط ولا بالسبط بعثه الله تعالى على رأس اربعين سنة فاقام بمكة عشر سنين وبالمدينة عشر سنين فتوفاه الله تعالى على رأس ستين سنة وليس في رأسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء حدثنا حميد بن مسعدة البصري ثنا عبد الوهاب الثقفي عن حميد عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ربعة وليس بالطويل ولا بالقصير حسن الجسم وكان شعره ليس بجعد ولا سبط اسمر اللون اذا مشى يتكفأ حدثنا محمد بن بشار يعني

جگہ دہائیں ذکر کردی اور کسر کو چھوڑ دیا، ایسے ہی ۶۵ سال والی روایت میں سنہ ولادت و وفات کو مستقل شمار کیا گیا، غرض سب روایات کا حاصل ایک ہی ہے، اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اصح قول کے موافق ۶۳ سال کی ہوئی اس لئے باقی روایات کو بھی اسی طرف راجع کیا جاویگا

نمبر ۲ دوسری روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے نہ زیادہ طویل نہ کچھ ٹھگنے، نہایت خوبصورت معتدل بدن والے، حضور کے بال نہ بالکل پیچدرہ تھے نہ بالکل سیدھے (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھونگریالہ پن تھا) نیز آپ گندمی رنگ تھے جب حضور راستہ چلتے تو آگے کو جھکتے ہوئے چلتے۔

ف، اس حدیث میں خود حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور کے رنگ مبارک کو گندمی فرماتے ہیں پہلی روایت بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تھی اس میں اس کی نفی کی گئی تھی وہاں ترجمہ میں اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہمقاد ونوں میں کچھ تعارض نہیں حاصل دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ حضور کا رنگ بالکل گندمی نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے روشنی وحسن میں کچھ کمی آوے بلکہ وہ چمک دمک اور خوبروئی تھی کہ اپنی ساتھ تھوڑی سی گندمیت بھی ملائے ہوئے تھی، نیز اس حدیث میں حضور کی رفتار کے بارہ میں یتکفا کا لفظ واقع ہوا ہے، اس کے ترجمہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض لوگ جلدی چلنے کا ترجمہ فرماتے ہیں اور بعض لوگ آگے کو جھکنے کا ترجمہ کرتے ہیں اور بعض شراح قوت سے قدم اٹھانے کا

۱؎ البائن بالهمزة دون الياء من بان بمعنى ظهر او بمعنى بعد وفي تخصيص الطول بالبائن دون القصر بمقابلة اشارة الى انه عليه السلام كان ربعة لكنه الى الطول اقرب ۱۲

۲؎ الامهق اي شديد البياض فالنفي راجع الى القيد فقط ورواية المص في جامعه امهق ليس بابيض مقلوبة كما ذهب اليه الحافظ او وهم كما قاله عياض او مؤول بان المهقة قد يطلق على الخضرة ايضا ۱۲

العبدی[1] ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن ابی اسحٰق قال سمعت[3] البراء بن عازب یقول کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رجلا مربوعا بعید ما بین المنکبین عظیم الجمة الی شحمة اذنیه علیه حلة حمراء ما رأیت شیئا قط احسن منه حدثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحاق عن البراء ابن عازب قال ما رأیت من ذی لمة[2] فی حلة حمراء احسن من رسول اللّٰہ

ترجمہ کرتے ہیں تینوں ترجمے صحیح ہیں اسلئے کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی رفتار تینوں صفتوں کے ساتھ متصف ہوتی تھی اور لفظ بھی تینوں معنی کو محتمل ہے حضور والا تیز رفتاری کیساتھ چلتے تھے محبوبین زمانہ کیطرح عورتوں کی چال نہیں چلتے تھے نیز حضور کی عادت جھک کر چلنے کی تھی متکبرانہ رفتار سینہ نکالکر نہیں چلتے تھے نیز مردانہ رفتار پاؤں زمین سے اٹھا کر چلتے تھے نہ یہ کہ زمین پر پاؤں گھسٹتے ہوئے چلیں۔

نمبر ۳ حضرت براء بن عازب رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایک مرد میانہ قد تھے (قد سے درازی مائل جیسا کہ پہلے گذر چکا) آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے اوروں سے زائد فاصلہ تھا جس سے سینہ مبارک کا چوڑہ ہونا بھی معلوم ہوگیا گنجان بالوں والے تھے جو کان کی لو تک آتے تھے آپ پر ایک سُرخ دھاری کا جوڑا یعنے لنگی اور چادر تھی میں نے آپ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی ف اس حدیث میں رجلا مربوعا کا لفظ ہے جسکا ترجمہ جیم کے پیش کی ساتھ مرد کا کیا گیا یہ صحیح ہوسکتا ہے اس قسم کے الفاظ کلام عرب میں ربط کے واسطے آجاتے ہیں لیکن چونکہ اس میں کوئی خاص صفت نہیں ظاہر ہوتی اسلئے بعض محدثین کی رائے ہے کہ یہ لفظ جیم کے زبر کی ساتھ ہے جس کے معنے سیدھے پن اور ٹیڑھے پن کے درمیان کے ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے اس صورت میں یہ صفت حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے بالوں کی ہوگی جیسا کہ پہلے گذر چکا۔ کہ حضور کے بال مبارک کچھ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے، اس حدیث سے بعض علماء نے سرخ کپڑے کا مردوں کے لئے مطلقاً پہننا جائز قرار دیا ہے حنفیہ کے نزدیک اس میں تفصیل ہے جو کپڑے کی تعیین کے بعد علماء سے تحقیق کیجا سکتی ہے، نمبر ۴ حضرت براء ہی سے یہ بھی روایت ہے

[1] العبدی نسبة الی عبد قیس قبیلة مشهورة من ربیعة ۱۲

[2] لمة بکسر اللام و تشدید المیم قال القاری الوفرة الشعر الی شحمتی الاذن واللمة دون الجمة سمیت بذلك لانها المت بالمنکبین والجمة من شعر الراس ما سقط علی المنکبین انتهی و سیاتی فی باب شعره صلی اللّٰہ علیه وسلم شئ من البسط ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم لہ شعر یضرب منکبیہ بعید ما بین المنکبین لم یکن بالقصیر ولا بالطویل حدثنا محمد بن اسمعیل ثنا ابو نعیم ثنا المسعودی عن عثمان بن مسلم بن ہرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل ولا بالقصیر شثن الکفین والقدمین ضخم الراس ضخم الکرادیس طویل المسربۃ اذا مشی تکفا تکفؤا کانما ینحط من صبب لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم

(حواشی بین السطور: معاً ۱۲ — عبد الرحمن ۱۲ — الامام البخاری ۱۲ — ۵ — الفضل بن دکین ۱۲ — یمیل والانصرف ۱۲ — ای غلیظہما — ای تفسیرہ ۱۲ — الشادہ ۱۲ — جمع کردوس راس العظم ۱۲)

کہ میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا حضورؐ کے بال مونڈھوں تک آرہے تھے آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑہ تھا اور آپ نہ زیادہ لانبے تھے نہ ٹھنگنے۔ **ف**، حضورؐ کے بالوں کے بارہ میں یہ روایت پہلی روایت سے مخالف ہوگئی، اس لئے کہ اُسمیں کان کی لو تک بتلایا تھا لیکن حقیقۃً کوئی اختلاف نہیں اسلئے کہ بال ایک حالت پر نہیں رہا کرتے کبھی کم ہوتے ہیں کبھی زائد اور قصداً بھی کبھی کم کئے جاتے ہیں کبھی بڑھائے جاتے ہیں۔

نمبر ۵ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے تھے نہ کوتاہ قد ہتیلییں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اسلئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور کا سر مبارک بھی بڑا تھا اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں سینہ سے لیکر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے گویا کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ حضورؐ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا **ف**، اس قسم کی عبارت سے کہ میں نے فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا مبالغہ مقصود ہوا کرتا ہے اُسکے مثل نہ ہونا نہیں لیکن حضورؐ کے اوصاف میں مبالغہ نہیں اسلئے کہ وہاں کمال جمال ہی تعبیر سے باہر ہے مناوی نے لکھا ہے کہ ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصاف جمیلہ کے

ل تکفأ اما بالھمز فیھما فیقرأ المصدر بضم الفاء کتقدم تقدما او بلا ھمز فیقرء بکسرھا کتسمی تسمیا وعلی کل فھو مصدر مؤکد وقولہ کانما الخ مبالغۃ فی التکفؤ ۔ ۱۲ ؎

حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا ابی عن المسعودی بهذا الاسناد نحوه بمعناه حدثنا احمد بن عبدة الضبی البصری وعلی بن حجر وابو جعفر محمد ابن الحسین وهو[1] ابن ابی حلیمة والمعنی واحد قالوا ثنا عیسی بن یونس عن عمر ابن عبد الله مولی غفرة قال حدثنی ابراهیم[2] بن محمد من ولد علی بن ابی طالب قال کان علی اذا وصف رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم بالطویل الممغط[3] ولا بالقصیر المتردد وکان ربعة من القوم ولم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط کان جعدا رجلا ولم یکن بالمطهم ولا بالمکلثم وکان فی وجهه تدویر ابیض مشرب ادعج العینین اهدب الاشفار جلیل المشاش[4] والکتد اجرد[5] ذو مسربة شثن الکفین والقدمین اذا مشی تقلع کانما ینحط فی صبب واذا التفت التفت معا بین کتفیه خاتم النبوة

ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا اُن اوصاف میں حضورؐ جیسا نہیں ہو سکتا۔"

نمبر ۶ ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یعنے پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ جب حضورؐ کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے تھے نہ زیادہ پستہ قد بلکہ میانہ قد لوگوں میں تھے، حضورؐ کے بال نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے، نہ آپ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی سی گولائی آپ کے چہرہ میں تھی (یعنے چہرۂ انور نہ بالکل گول تھا نہ بالکل لانبا بلکہ دونوں کے درمیان تھا) حضورؐ کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا آپکی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں اور پلکیں دراز بدن کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کہنیاں اور گھٹنے) ایسے ہی دونوں مونڈھوں کے درمیان کی جگہ بھی موٹی اور پُر گوشت تھی، آپکے بدن مبارک پر (معمولی طور سے زائد) بال نہیں تھے (یعنے بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے بدن پر بال ہی بال ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خاص خاص حصوں کے علاوہ جیسے بازو پنڈلیاں وغیرہ انکے علاوہ اور کہیں بال نہیں تھے

[1] وہو ابن ابی حلیمة الضمیر للحسین او ابیہ محمد مختلف عند الشراح وکتب الرجال ویؤید الاول وصفه به لان محمد بن الحسین ابا جعفر رجل آخر ایضا فی الرواة کما یظهر من کتب الرجال وہو ایضا من هذه الطبقة فنبه المصنف لیتمیز

[2] ابراهیم ہو ابن محمد بن الحنفیة وہی امة لعلی بن ابی طالب رض من سبی بنی حنیفة وابراهیم هذا لم یسمع من علی لانه ولد بعده قال الملا فی جامعه بعد ایراد الحدیث اسناده لیس بمتصل۔" ۱۲

[3] الممغط بضم المیم الاولی وفتح الثانیة مشددة وبکسر الغین المعجمة بعدها طاء مهملة واصله المنمغط قلبت النون میما وادغمت فی المیم والمغط مد شیء لین کما فی القاموس

[4] المشاش بالضم معجمتین بینهما الف جمع مشاشة وہی رؤس العظام ۱۲

[5] الاجرد ای غیر الشعر وہو من بعض الشعر سائر بدنه قال الجرد خلاف ولیس المعنی انه لم یکن علی بدنه شعر لانه کث اللحیة طویل المسربة وکان الشعر علی مواضع من بدنه کما ترے فالاجردیة باعتبار اغلب المواضع ۱۲

وہو خاتم النبیین اجود الناس صدرًا واصدق الناس لہجۃ والینہم عریکۃ واکرمہم عشیرۃً من رآہ بدیہۃ ہابہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو عیسی رحمہ اللہ سمعت ابا جعفر محمد بن الحسین یقول سمعت الاصمعی یقول فی تفسیر صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الممغط الذاہب طولًا قال وسمعت اعرابیا یقول فی کلامہ تمغط فی نشابتہ ای مدہا مدًا شدیدًا والمتردد الداخل بعضہ فی بعض قصرًا واما القطط فالشدید الجعودۃ والرجل الذی فی شعرہ حجونۃ ای تثن قلیلًا واما المطہم فالبادن الکثیر اللحم والمکلثم المدور الوجہ والمشرب الذی فی بیاضہ حمرۃ والادعج الشدید سواد العین والاہدب الطویل الاشفار والکتد مجتمع الکتفین

آپکے سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی آپکے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے جب آپ تشریف لے چلتے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں جب آپ کسی کیطرف توجہ فرماتے تو پورے بدن کی ساتھ توجہ فرماتے (یعنے یہ کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اسلئے کہ اس طرح دوسرے کی ساتھ لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہوجاتی ہے۔ بلکہ سینہ مبارک سمیت اُس طرف توجہ فرماتے بعض علماء نے اسکا مطلب یہ بھی فرمایا ہے کہ جب آپ توجہ فرماتے تو تمام چہرے سے فرماتے کن انکھیوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے مگر یہ مطلب اچھا نہیں) آپکے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ ختم کرنیوالے تھے نبیوں کے، آپ سب سے زیادہ سخی دل والے تھے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے سب سے زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب سے زیادہ شریف گھرانیوالے تھے (غرض آپ دل و زبان طبیعت خاندان اوصاف ذاتی اور نسبی ہر چیز میں سب سے افضل تھے) آپکو جو شخص یکایک دیکھتا مرعوب ہوجاتا تھا (یعنے آپکا وقار اسقدر زیادہ تھا کہ اول وہلہ میں دیکھنے والا رعب کیوجہ سے ہیبت میں آجاتا تھا) البتہ جو شخص پہچانکر میل جول کرتا تھا وہ آپکے اخلاق کریمہ و اوصاف جمیلہ کا گھائل ہوکر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا آپکا حلیہ بیان کرنیوالا

---

۵۱ عشیرۃ علی وزن قبیلۃ ومعناہ وفی بعض النسخ عشرۃ بکسر اولہا وسکون ثانیہا ای صحبۃ ورؤیۃ ماسینقلہ لم عن الاصمعی وکلا المعنیین صحیح فی حقہ علیہ السلام ان قبیلتہ اشرف ومخالفتہ اکرم ۱۲

۵۲ الناعت اسم فاعل من نعت اذا وصفہ قال الحافظ ابو موسی النعت وصف الشی بما فیہ من حسن مالہ الجلیل ولا یقال فی المذموم الا بتکلف فیقول نعت سوء فاما الوصف فیقال فیہ ای فی المحمود والمذموم

۵۳ قال ای الاصمعی ووہم من زعم ان فاعلہ ابو جعفر ولا بعد من جواز احتمال الرجوع الی المص قالہ القاری وھذا استدلال للاصمعی فیما قالہ قبل ۱۲

الکتفین وھو الکاھل والمسربۃ ھو الشعر الدقیق الذی کانہ قضیب من الصدر الی السرۃ والشثن الغلیظ الاصابع من الکفین والقدمین والتقلع ان یمشی بقوۃ والصبب الحدور تقول انحدرنا فی صبوب وصبب و قولہ جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشرۃ الصحبۃ والعشیر الصاحب والبدیھۃ المفاجاۃ یقال بدھتہ بامرای فجئتہ حدثنا سفین بن وکیع قال ثنا جمیع بن عمیر بن عبد الرحمن العجلی املاء علینا من کتابہ قال اخبرنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبد اللہ عن ابن لابی ھالۃ عن الحسن بن علی قال سالت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئا اتعلق بہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخما مفخما یتلالؤ وجھہ تلالؤ القمر لیلۃ البدر اطول من المربوع واقصر

صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے حضور اکرم جیسا با جمال و با کمال نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔

نمبر ۷ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت سے بیان کیا کرتے تھے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ سے کچھ میرے سامنے بھی ذکر کریں تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کر کے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں (حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر حضور کے وصال کے وقت سات سال کی تھی، اس لئے حضور کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کم سنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا) ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے ذی شان تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا آپ کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا

۱؎ عمیر بالتصغیر فیہما علی ما قال الحافظ ابن حجر فی تقریبہ قال القاری ووقع فی نسخ الشمائل بکسر او کذا اوردہ المزنی فی تہذیبہ والذہبی فی میزانہ اھ وکذا فی شفاء قاضی عیاض علی ما فی بعض الحواشی وکتب فی تہذیب التہذیب لفظ عمیر بلا واو وکذا فی اکثر نسخ الشمائل قال القاری فی مواضع من شرحہ صوابہ عمیر ۱۲

۲؎ ابن اسمہ ہند کاسم ابیہ واسم جدہ فہذا ممن یوافق اسمہ اسم ابیہ وجدہ کذا فی الشروح لکن المحدثین تکلموا علی ہذا الاسناد ۱۲

۳؎ قولہ ای اطول عن المربوع الحقیقی فلا ینافی ما سبق من انہ علیہ السلام کان مربوعا وہذا دلیل علی انہ علیہ السلام کان مائلا الی الطول ۱۲

من المشذب عظیم الہامۃ رجل الشعر ان انفرقت عقیقتہ فرق والا فلا یجاوز شعرہ شحمۃ اذنیہ اذا ھو وفرہ ازھر اللون واسع الجبین ازج الحواجب سوابغ من غیر قرن بینہما عرق یدرہ الغضب اقنی العرنین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتامل اشم کث اللحیۃ سہل الخدین ضلیع الفم مفلج الاسنان دقیق المسربۃ کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضۃ معتدل الخلق بادن متماسک سواء البطن والصدر عریض ما بین منکبین ضخم الکرادیس انور المتجرد موصول

لیکن زیادہ لانبے قد والے سے پست تھا سر مبارک اعتدال کیساتھ بڑا تھا بال مبارک کسیقدر بل کھائے ہوئے تھے اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ آپ خود مانگ نکالنیکا اہتمام نہ فرماتے تھے (یہ مشہور ترجمہ ہے اس بنا پر اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے ثابت ہے اس اشکال کے جواب میں علما یہ فرماتے ہیں کہ اسکو ابتدائے زمانہ پر حمل کیا جاوے کہ اولاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہتمام نہیں تھا لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اسلئے مشکل ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کیوجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی اسکے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی اسلئے اچھا ترجمہ جسکو بعض علما نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے، کہ اگر بسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے تھے اور اگر کسی وجہ سے بسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اُسوقت نہ نکالتے کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے) جس زمانہ میں حضور کے بال مبارک زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے آپکا رنگ نہایت چمکدار تھا اور پیشانی کشادہ آپکے ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کیوقت ابھر جاتی تھی آپکی ناک بلندی مائل تھی اور اُسپر ایک چمک اور نور تھا ابتداً دیکھنے والا آپکو بڑی ناک والا سمجھتا لیکن غور سے معلوم ہوتا کہ حسن و چمک کیوجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں آپکی ڈاڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی، آنکھ کی پتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار ہلکے تھے، گوشت لٹکے

(حواشی متن)
الطویل البائن ۱۲ — ای لایکون دقیقۃ ولا طویلۃ ۱۲ — عقاقہ ۱۲ — الحسن ۱۲ — کشادہ پیشانی ۱۲ — کاملات ۱۲ — وہو طول الانف ۱۲ — اے لایکون دقیقۃ ولا طویلۃ ۱۲ — الصورۃ المصورۃ ۱۲ — ای یمسک بعضہ بعضا ۱۲

(حاشیہ)
لہ المشذب اصلہ النخلۃ الطویلۃ التی شذب عنہا جریدھا ای قطع ۱۲
لہ ازج الزجج بزای وجیمین دقۃ الحاجبین مع طول کما فی القاموس اودقۃ الحاجبین مع سبوغہما کما فی الفائق وانما قال ازج الحواجب دون مزجج الحواجب لان الزجج خلقۃ والتزجیج صنعۃ والخلقۃ اشرف ۱۲
لہ العرنین قال المناوی بکسر المہملۃ وسکون الراء وکسر النون الاولی ماصلب من عظم الانف اوکلہ اوما تحت مجتمع الحاجبین اواولہ ۱۲
لہ مفلج بصیغۃ المفعول والفلج الفراج ما بین الثنایا والظاہر اختصاص الانفراج بالثنایا ویؤید اضافتہ الی الثنیتین فی بعض الروایات وما قالہ العصام انہ یحتمل انفراج مطلقا یردہ ان المقام مقام المدح وقد صرح جمع من شراح الشفاء ان انفراج جمیع الاسنان عیب ۱۲ +
لہ بادن الروایۃ الی ھہنا بالنصب ومن ھہنا الی اخر الحدیث بالرفع قالہ القاری عن الحنفی والمعنی انہ علیہ السلام کان سمینا معتدلا یعنی لم یکن سمینا جدا ولا نحیفا جدا قالہ البیجوری ۱۲

مابین اللبۃ والسرۃ بشعر یجری کالخط عاری الثدیین والبطن مما سوی ذلک اشعر الذراعین والمنکبین واعالی الصدر طویل الزندین رحب الراحۃ شثن الکفین والقدمین سائل الاطراف او قال شائل الاطراف[1] خمصان الاخمصین[2] مسیح القدمین ینبو عنہما الماء اذا زال زال قلعا یخطو تکفیا ویمشی ھونا ذریع المشیۃ اذا مشی کانما ینحط من صبب واذا التفت التفت جمیعا خافض الطرف نظرہ الی

ہوئے نہیں تھے آپکا دہن مبارک اعتدال کی ساتھ فراخ تھا یعنی تنگ منہ نہ تھا آپکے دندان مبارک باریک آبدار تھے اور انمیں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل بھی تھا سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا آپکی گردن مبارک ایسی خوبصورت وباریک تھی جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف وخوبصورت تھی آپکے سب اعضا نہایت معتدل اور پُرگوشت تھے گٹھے ہوئے بدن کے تھے پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا جوڑونکی ہڈیاں قوی اور کلاں تھی (جو قوت کی دلیل ہوتی ہے) کپڑا اتارنے کی حالت میں آپکا بدن روشن وچمکدار نظر آتا تھا (یا یہ کہ بدن کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا روشن اور چمکدار تھا چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو بندہ کے نزدیک یہ ترجمہ اچھا ہے) ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کیطرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی اس لکیر کے علاوہ دونو چھاتیں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا البتہ دونوں بازو اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے آپکی کلائیں دراز تھیں اور ہتیلیں فراخ نیز ہتیلیں اور دونوں قدم گداز پُرگوشت تھے ہاتھ پاؤنکی انگلیاں تناسب کیساتھ لانبی تھیں آپکے تلوے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی انکے صاف ستھرا اور انکی ملاست کیوجہ سے انپر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور آگے کو جھک کر تشریف لیجاتے قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا آپ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اتر رہے ہیں، جب کسیطرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے آپکی نظر نیچی رہتی تھی آپکی نگاہ بہ نسبت

[1] او قال شائل شک من الراوی وسائل الاطراف بالمھملۃ ای طویلھا وشائل بالمعجمۃ قریب منہ من شالت المیزان ارتفعت ای کان مرتفع الاطراف بلا انقباض فی الاحل یلاب ۱۲ ـ ۱۲

[2] قولہ خمصان الاخمصین الاخمص من القدم موضع لا یلصق بالارض منہا عند الوطی والخمصان المبالغ منہ ای ان ذلک الموضع من اسفل قدمہ شدید التجافی عن الارض ۱۲۔ مجمع البحار۔

الارض اکثر من نظرہ الی السماء جل نظرہ الملاحظۃ یسوق اصحابہ ویبدر[1] من لقی بالسلام حدثنا ابو موسی محمد بن المثنی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن سماک بن حرب قال سمعت جابر بن سمرۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم اشکل العین منہوس العقب قال شعبۃ قلت لسماک ما ضلیع الفم قال عظیم الفم قلت ما اشکل العین قال طویل[2] شق العین قلت ما منہوس العقب

آسمان کے زمین کیطرف زیادہ رہتی تھی (اس میں یہ اشکال ہے کہ ابوداود شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ عادت شریفہ تو زمین ہی کیطرف نگاہ رکھنے کی تھی لیکن چونکہ وحی کا بھی انتظار رہتا تھا اسلئے اُسکے انتظار میں گاہ بگاہ آسمان کیطرف بھی ملاحظہ فرماتے تھے) آپکی عادت شریفہ عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی غایۃ شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہجاتے جس سے ملتے اول سلام فرماتے **ف** حضورؐ کا پیچھے رہجانا علماء نے اسکو تواضع پر حمل فرمایا ہے لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک اگر یہ حالت سفر پر محمول ہو تو انسب ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ سفر میں پس ماندگان اور ضعفاء کی خبر گیری کے لئے آپ پیچھے رہا کرتے تھے یہ حدیث بہت طویل حدیث ہے جسمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ اخلاق عادات جملہ انواع مذکور ہیں امام ترمذی نے مضامین کی مناسبتوں سے اسکو کئی بابوں میں ذکر کیا ہے چنانچہ اس کا کچھ حصہ حضورؐ کی گفتگو کے باب میں اور کچھ حصہ حضور کی تواضع کے ذکر میں آئے گا۔۔ +

نمبر ۸ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فراخ دہن تھے آپ کی آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے ایڑی مبارک پر گوشت بہت کم تھا **ف** اہل عرب مرد کے لئے فراخ دہنی پسندیدہ سمجھتے ہیں اور بعض لوگوں کے نزدیک اس جگہ فراخ دہنی سے فصاحت مراد ہے آنکھوں کی تعریف میں جو ترجمہ کیا گیا وہ صحیح قول کے موافق لکھا گیا ورنہ اس حدیث کے ترجمہ میں امام ترمذی نے اس حدیث کے ایک راوی سے فراخ چشم کا ترجمہ نقل کیا ہے وہ اہل لغت کے نزدیک غلط ہے

[1] یبدء ومن البداءۃ وفی بعض النسخ یبدر بضم الدال والراء المہملتین والمعنی متقارب ۔ ۱۲
[2] ھذا التفسیر خلت عنہ کتب اللغۃ المتداولۃ ومن ثم جعل القاضی عیاض وھما والصواب ما اتفق علیہ العلماء وجمیع اصحاب الغریب ان الشکلۃ حمرۃ فی بیاض العین ۱۲

قال قلیل لحم العقب حدثنا هناد بن السری ثنا عبثر بن القسم عن اشعث
یعنی ابن سوار عن ابی اسحاق عن جابر بن سمرة قال رأیت رسول الله صلی الله
علیه وسلم فی لیلة اضحیان وعلیه حلة حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فلهو عندی
احسن من القمر حدثنا سفین بن وکیع ثنا حمید بن عبد الرحمن الرواسی
عن زهیر عن ابی اسحاق قال سأل رجل البراء بن عازب اکان وجه رسول الله
صلی الله علیه وسلم مثل السیف قال لا بل مثل القمر حدثنا ابو داود المصاحفی
سلیمان بن سلم ثنا النضر بن شمیل عن صالح بن ابی الاخضر عن ابن شهاب
عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیض کانما

کالربع ۱۲ — فیه اشارة الی انه کان نورانیا منورا ۱۲ — ضعیف ۱۲ — بفتح السین وسکون اللام ۱۲ — محمد بن مسلم ۱۲ — اختلف فی اسمه علی اربعین قولا ۱۲

نمبر ۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایکمرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا حضور اُسوقت سُرخ جوڑا زیب تن فرمائے میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ کو، بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چاند سے کہیں زیادہ جمیل وحسین اور منور ہیں۔ "

نمبر ۱۰: ابو اسحاق کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضرت براء سے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح شفاف تھا انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ بدر کیطرح روشن گولائی لئے ہوئے تھا۔

ف: تلوار کی تشبیہ میں یہ نقصان تھا کہ اُس سے زیادہ طویل ہونیکا شبہ پیدا ہوتا تھا نیز اُس کی چمک میں سفیدی غالب ہوتی ہے نورانیت نہیں اس لئے حضرت براء نے تلوار سے انکار کرکے چاند سے تشبیہ دی، یہ تشبیہات سب تقریبی ہیں، ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاند میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نور نہیں ہو سکتا، ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے ممدوح کو عیب ہی لگانا ہے تو اُسے چودہویں رات کے چاند سے تشبیہ دیدے اُسکے عیب لگانیکے لئے یہی کافی ہے۔ "

نمبر ۱۱: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر صاف شفاف حسین وخوبصورت تھے گویا چاندی سے آپکا بدن ڈھالا گیا ہے آپکے بال مبارک قدرے خمدار گھنگرالے تھے

سله هناد بتشدید النون آخره دال مهملة والسری بفتح السین المهملة المشددة وکسر الراء المهملة بعدها یاء مشددة والحدیث علی ما قال النسائی خطاء وانما هو مسند الی البراء ورد بان البخاری صحح اسناده الی البراء وجابر کلیهما ۱۲

سله اضحیان بکسر الهمزة وسکون الضاد المعجمة وکسر الحاء المهملة وتخفیف التحتانیة آخره نون منونة ای لیلة مقمرة من اولها الی آخرها ۱۲

سله الرواسی بضم الراء وفتح الهمزة آخره سین مهملة بعدها یاء منسوب لجد رؤاس وهو الحارث ابن کلاب بن ربیعة وقیل منسوب الی بیع الرؤس وهو غلط روایة ودرایة ۱۲ قاری

سله المصاحفی قال البیجوری بفتح المیم وکسر الحاء نسبة الی المصاحف لعله لکتابته لها او بیعه وکان القیاس ان ینسب الی المفرد وهو مصحف بتثلیث المیم ۱۲

صیغ من فضۃ رجل الشعر حدثنا قتیبۃ بن سعید نا اللیث بن سعد عن ابی الزبیر عن جابر[2] بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال عرض علیّ[1] الانبیاء فاذا موسے علیہ السلام ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورایت عیسے بن مریم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا عروۃ[2] بن مسعود ورأیت ابراھیم علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ الکریمۃ ورأیت جبرئیل علیہ السلام فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا دحیۃ[3] حدثنا

(محمد بن مسلم ۱۲) (قبیلۃ فی الیمن ۱۲) (الکلبی ۱۲)

ف، سب سے پہلی روایت جو حضرت انس رضی اللہ کی گذر چکی ہے اُس میں بالکل سفید رنگ کی نفی کی گئی تھی اس لئے اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ چاندی کی طرح سے بالکل سفید رنگ تھے بلکہ سفیدی سُرخی مائل تھی۔ اور چمک وحسن غالب تھا۔

نمبر ۱۲، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں، کہ مجھ پر سب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام پیش کئے گئے یعنی مجھے دکھائے گئے پس حضرت موسٰی علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو وہ ایک پتلے دبلے بدن کے آدمی ہیں گویا کہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں اور حضرت عیسے علیہ السلام کو دیکھا تو ان سب لوگوں سے جو میری نظر میں ہیں عروہ بن مسعود اُنسے زیادہ ملتے جلتے معلوم ہوتے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے ہیں خود ہی اُن سے زیادہ مشابہ ہوں ایسے ہی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو اُن کیساتھ زیادہ مشابہ اُن لوگوں میں سے جو میری نظر میں ہیں دحیہ کلبی ہیں **ف**، یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا کو دیکھنا یا شب معراج میں ہوا ہے یا خواب کی حالت میں ہوا ہے بخاری شریف میں دونوں طرح کی روایتیں ہیں اور اس اختلاف میں اشکال نہیں اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ دونوں مرتبہ دیکھا ہو۔ نیز حضرت موسی علیہ السلام کے ذکر میں ہلکے بدن کا ترجمہ اپنے نزدیک راجح قول پر کیا۔ ورنہ بعض علما نے اس کے ترجمہ میں اور بھی اقوال فرمائے ہیں۔ ان تین انبیا کا ذکر اسلئے فرمایا کہ حضرت موسٰی وحضرت عیسی علیہما السلام بنی اسرائیل کے انبیا میں تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام علاوہ ازیں کہ حضورؐ کے اجداد میں تھے جملہ عرب اُن کو مانتے تھے۔

[1] عرض علیّ ای فی لیلۃ المعراج کما یدل علیہ روایۃ للبخاری او فی المنام کما یدل علیہ الروایۃ الاخری ۱۲

[2] عروۃ بن مسعود ای الثقفی لا الہذلی کما توہم ولا یخفی علیک ان اقرب مبتدأ خبرہ عروۃ ومن موصلۃ عائدہا محذوف ای اقرب الذی رأیتہ وبہ متعلق بشبہا المنصوب علی انہ تمیز للنسبۃ وصلۃ القرب محذوفۃ ای الیہ او منہ ۔ ۱۲

[3] دحیۃ کسدرۃ وقد تفتح اولہ معناہ فی الاصل رئیس الجند صحابی مشہور وکان جبرئیل یاتی غالباً علی صورتہ وان عادۃ العرب قبل الاسلام اذا ارسلوا رسولا الی ملک لم یرسلوہ الا مثل دحیۃ فی الجمال او الفصاحۃ فانہ کان بارعاً فی الجمال حتی تضرب بہ الامثال قالہ البیجوری ۱۲

محمد بن بشار سفیان بن وکیع المعنی واحد قالا انا یزید بن هارون عن سعید الجریری[۱۳] قال سمعت ابا الطفیل[۱] یقول رأیت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وما بقی علی وجه الارض احد راه غیری قلت صفه لی قال کان ابیض ملیحا مقصدا[۲] صلوات اللّٰه وسلامه علیه حدثنا عبد اللّٰه بن عبد الرحمن انا ابراهیم بن المنذر الحزامی[۳] انا عبد العزیز بن ثابت الزهری ثنی اسمعیل بن ابراهیم بن اخی موسی بن عقبة عن کریب عن ابن عباس[۱۴] رضی اللّٰه عنهما قال کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم افلج الثنیتین اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثنایاه

(نسبة بجرة جریر مصغرا ۱۲ — خفیفة روفی علمہ ۱۲ — منذر فی النسخ والصواب عبد العزیز بن ثابت ۱۲ — نعت لاسمعیل ۱۲ — ہو فرجة ما بین الثنایا والرباعیات ۱۲)

نمبر ۱۳ سعید بن جریر کہتے ہیں کہ میں نے ابو الطفیل رضی اللّٰہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ حضور اقدس صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی نہیں رہا میں نے اُنسے کہا کہ مجھ سے حضورؐ کا کچھ حلیہ مبارک بیان کیجئے انھوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے ملاحت کی ساتھ یعنی سُرخی مائل اور معتدل جسم والے تھے، **ف** ابو الطفیل رضی اللّٰہ عنہ نے صحابہ میں سب سے اخیر میں وفات فرمائی ہے اُنکی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی ہے اسی بنا پر انھوں نے کہا کہ میرے سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ علماء فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان پر حضرت عیسے علیہ السلام آپ کے دیکھنے والوں میں موجود تھے۔ ”

نمبر ۱۴ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اگلے دانت کچھ کشادہ تھے یعنی اُنمیں کسیقدر ریخیں تھیں گنجان نہ تھے جب حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا **ف** علماء کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ یہ تشبیہ ہے حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے کلام کو جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا اُسکو نور کی ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن علامہ مناوی کی رائے یہ ہے کہ کوئی حسی چیز تھی تشبیہ نہیں جو بطور معجزہ کے حضور اقدس صلی اللّٰہ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی، الغرض حلیہ مبارک میں سر ہر چیز کمال حسن کو پہونچی ہوئی تھی۔

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار ٭ گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

---

[۱] ابا الطفیل عامر بن واثلة کان من جماعة علی وصحبیه ولد عام الهجرة او عام احد ومات سنة عشر ومائة علی الصحیح علی ما قاله البیجوری فی شرح الشمائل واختاره الحافظ فی تقریبه فصح حینئذ قوله ما بقی علی وجه الارض احد راه غیری ۱۲

[۲] مقصدا بتشدید الصاد المفتوحة علی انه اسم مفعول من باب التفعیل ای متوسطا یقال رجل مقصد ای متوسط کما یقال رجل قصد ای وسط قوله تعالی وعلی اللّٰه قصد السبیل ۱۲

[۳] الحزامی بحاء مهملة مکسورة وزای بعدها الف فمیم نسبة الی جده حزام فانه ابراهیم بن المنذر بن المغیرة بن عبد اللّٰه بن خالد بن حزام القرشی ۱۲

باب ماجاء فی خاتم النبوۃ[1]

حدثنا قتیبۃ بن سعید نا حاتم بن اسمعیل عن الجعد بن عبد الرحمن قال سمعت السائب بن یزید یقول ذہبت بی خالتی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابن اختی وجع فمسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسی[2] ودعا لی بالبرکۃ وتوضأ فشربت من وضوءہ وقمت خلف ظہرہ فنظرت الی

(اخرج حدیث خاتم الستۃ ۱۲ لسعد راوی الشیخین وغیرہما ۱۲)

یعنے جیسے آپ جمال معنوی میں منتہا پر تھے، ایسے ہی آپ جمال ظاہری میں بھی انتہا پر تھے

اللہم صل علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہ وجمالہ

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا بیان

ف ، یہ مضمون حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے ذیل میں داخل ہونے کیوجہ سے پہلے باب کا جز ہونا چاہئے تھا، مگر شدت اہتمام کیوجہ سے اور نیز اسوجہ سے کہ یہ معجزہ اور علامات نبوت سے بھی ہے اسکو علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے، مہر نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر ولادت ہی کے وقت سے تھی جیسا فتح الباری نے بواسطہ یعقوب بن حسن حضرت عائشہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور حضور کی وفات میں جب بعض صحابہ کو شک ہوا تو حضرت اسماء نے مہر نبوت کے نہ ہونے سے وصال پر استدلال کیا اُسوقت وہ نہیں رہی تھی چنانچہ مناوی نے اس قصہ کو مفصل نقل کیا ہے، اسمیں اختلاف ہے کہ اس مہر نبوت پر کچھ لکھا ہوا تھا یا نہیں ابن حبان وغیرہ نے اس کی تصحیح کی ہے کہ اُسپر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسپر (سر فانت المنصور) لکھا ہوا تھا بعض اکابر کی رائے یہ ہے کہ یہ روایتیں ثبوت کے درجہ کو نہیں پہونچی ہیں اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ ٭

نمبر ۱ ، سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجکو میری خالہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیگئیں اور عرض کیا کہ یہ میرا بھانجا بیمار ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی (بعض علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پر ہاتھ پھیرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُنکے سر میں کوئی تکلیف تھی لیکن بندۂ ضعیف کے نزدیک اچھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن کے سر پر

باب ماجاء فی خاتم النبوۃ

[1] خاتم ہو بفتح التاء وکسرہا والکسر اشہر واضافتہ للنبوۃ لکونہ من آیاتہا وانما افردہ بباب مع انہ من جملۃ الخلق اہتماما لشانہ ۱۲

[2] راسی خص الراس بالمسح لانہ مدار البقاء والصحۃ ومناط السلامۃ بین ودعلی سلامۃ الدماغ وبینہ وبین الاعضاء الرئیسۃ ارتباط واشتراک ولانہ اشرف اعضاء البدن ومن تم مسحہ صلی اللہ علیہ وسلم ان راسہ لم یزل اسود مع شیب ما سواہ ۱۲

الخاتم الذی بین کتفیہ فاذا ھو مثل زر الحجلۃ[1] حدثنا سعید بن یعقوب الطالقانی[2] نا ایوب بن جابر عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال رأیت الخاتم بین کتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدۃ[3] حمراء مثل بیضۃ الحمامۃ حدثنا

(حاشیہ: تقرس من المعاشرۃ ۱۲ — ھذا التشبیہ فی المقدار لا فی اللون ۱۲)

ہاتھ پھیرنا شفقت کے لئے تھا اسلئے کہ ۲ھ میں اُنکی ولادت ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کیوقت تک بھی اُنکی عمر آٹھ نو سال سے زائد کی نہیں تھی اس لئے یہ ہاتھ پھیرنا شفقت کا تھا جیسے کہ بزرگوں کا معمول ہوتا ہے اور علاج کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی پلوایا جیسا کہ آگے آتا ہے یا کوئی اور تجویز فرمائی بالخصوص جبکہ بخاری شریف کی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے پاؤں میں کوئی تکلیف تھی) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمائی تو میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وضو کا پانی پیا (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وضو ممکن ہے کہ اپنی کسی غرض سے ہو لیکن ظاہر یہ ہے کہ اُنکی دوا اور پانی پلانے ہی کی غرض سے حضورؐ نے وضو فرمایا) میں اتفاقاً یا قصداً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت کھڑا ہوا تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی (جو کبوتر کے بیضہ کی برابر بیضوی شکل میں اُس پردہ میں لگی ہوئی ہوتی ہے جو مسہری پر لٹکایا جاتا ہے علماء اُس لفظ کے ترجمہ میں مختلف ہوئے ہیں جس کا میں نے یہ ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اور طرح سے ترجمہ فرمایا ہے لیکن امام نووی نے جو مسلم شریف کے مشہور شارح ہیں انھوں نے ان ہی معنے کو ترجیح دی ہے) **ف** اس حدیث میں اگر وضو کے پانی سے وضو کا بچا ہوا پانی مراد ہے تب تو کوئی اشکال و اختلاف ہی نہیں اور اگر وضو کا وہ پانی مراد ہے جو بدن سے دھوکر گرتا ہے جسکو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اسلئے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فضلات تک بھی پاک ہیں پھر ماء مستعمل کا کیا ذکر " +

نمبر ۲ ۔ جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان دیکھا جو سرخ رسولی جیسی تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی ۔"

ف ۔ مہر نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں کچھ مختلف ہیں قرطبی نے انمیں اسطرح تطبیق دی ہے کہ وہ کم و زیادہ بھی ہوجاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی ۔ بندہ ناچیز کے نزدیک دوسری طرح جمع یہ بھی

[1] زر الحجلۃ بتقدیم الزای المکسورۃ علی الراء المھملۃ المشددۃ علی ما صوبہ النووی وقیل بتقدیم الراء المھملۃ قیل الاول اوفق مظاھر الحدیث لکن الروایۃ لا تساعدہ فعلی الاول الزر واحد الازرار والحجلۃ بفتحتین وقیل بالضم و بالکسر مع سکون الجیم قبۃ صغیرۃ تعلق علی السریر وعلی الثانی الرز البیض والحجلۃ الطائر المعروف ۱۲

[2] الطالقانی بکسر اللام وقد تفتح نسبۃ الی طالقان بلدۃ من بلاد قزوین ۱۲

[3] غدۃ بضم المعجمۃ و تشدید الدال المھملۃ لحم یحدث بین الجلد واللحم یتحرک بالتحریک وکونہ حمراء معناہ مائلۃ الی الحمرۃ لئلا ینافی روایۃ مسلم انہ کان علی لون جسدہ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ القاری ۔ ۱۲

ابو مصعب المدنی انا یوسف بن الماجشون عن ابیہ عن عاصم بن عمر بن قتادۃ
عن جدتہ رمیثۃ[1] قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولو اشاء[2] ان اقبل
الخاتم الذی بین کتفیہ من قربہ لفعلت یقول لسعد بن معاذ یوم مات اھتز لہ[3]
عرش الرحمٰن حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی وعلی بن حجر وغیر واحد قالوا
انا عیسٰی بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولی غفرۃ قال ثنی ابراھیم بن محمد

ممکن ہے کہ حقیقت میں یہ سب تشبیہات ہیں اور تشبیہ ہر شخص کی اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے جو تقریبی حالت ہوتی ہے اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا بندہ کے نزدیک یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے۔"

نمبر ۳ رمیثہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون سُنا اور میں اُس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی قریب تھی کہ اگر چاہتی تو مہر نبوت کو چوم لیتی، وہ مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن معاذ کے حق میں یہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اُن کی موت کی وجہ سے حق تعالٰی جل شانہ کا عرش بھی اُن کی روح کی خوشی میں جھوم گیا **ف** اس میں اختلاف ہے کہ عرش کے حرکت کیا وجہ اور کیا معنے مشہور قول یہ ہے جسکے موافق ترجمہ لکھا گیا بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ عرش کے جھومنے سے مراد اہل عرش ہیں بعض کی رائے ہے کہ عرش سے مراد سعد کا اپنا تخت ہے وغیرہ وغیرہ مگر راجح قول اول ہی ہے، یہ سعدؓ بن معاذ بڑے جلیل القدر صحابہ میں ہیں انکا اور بھی فضائل کتب حدیث میں آتے ہیں ستر ہزار فرشتے اُن کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تھوڑی دیر کی تنگی اُنکے لئے بھی پیش آئی بڑی عبرت کی جگہ ہے آدمی کو عذاب قبر سے کسیطرح غافل نہیں ہونا چاہیئے ہر وقت اُس سے توبہ کرتے رہنا چاہیئے حضرت عثمانؓ جب عذاب قبر کا ذکر آتا تھا تو اسقدر روتے تھے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی جسکا قصہ کتب حدیث میں مذکور ہے، اللھم احفظنا منہ، امام ترمذی کی غرض اس جگہ سعد کے قصہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں مہر نبوت کا ذکر آگیا اسلئے انھوں نے ذکر فرمایا اور حضرت رمیثہ کی غرض مہر نبوت کے بیان کرنے سے اپنے قریب ہونے کا بیان ہے کہ میں بہت ہی قریب تھی جبکہ میں نے یہ مضمون سُنا سننے میں کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا احتمال نہیں، **نمبر ۴** ابراہیم بن محمد

[1] رمیثۃ بضم الراء المہملۃ وفتح المیم وسکون الیاء صحابیۃ لہا حدیثان احدھما ھذا والثانی فی صلوۃ الضحٰی رواہ عن عایشۃ خرج لہا النسائی قالہ البیجوری وغیرہ ۱۲

[2] ولو اشاء الخ جملۃ معترضۃ بین الحال وہو جملۃ یقول الخ وبین صاحبہا وہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغرض منہ بیان قربہا منہ صلی اللہ علیہ وسلم جدًا تحقیقًا لسماعہا وعبرت بالمضارع اشارۃ الی ان تلک الحال کالمشاہدۃ ثم الحدیث لا یدل علی جواز النظر الی الاجنبیۃ فلا حاجۃ الی الجواب ولو سلم فیمکن ان یأول بمثل انہ کان مخصوصا لہ علیہ السلام ۱۲

[3] یوم مات یحتمل ان یکون من قولہ فہو ظرف لقولہ اھتز والظاہر انہ من کلام رمیثۃ فظرف لقولہا یقول ۱۲

سله علباء بکسر العین المهملة وسکون اللام بعدها موحدة وممد ۱۲ سله یا ابازید الخ الحدیث اخرجه ابن سعد بهذا السند عن ابی زمعة بلفظ قال قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابازمعة ادن منی امسح ظهری فدنوت منه فمسحت ظهره ثم وضعت اصابعی علی خاتم فغمزتها

من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علی رضی اللہ عنہ اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث بطولہ وقال بین کتفیہ خاتم النبوۃ وخاتم النبیین

حدثنا محمد بن بشار انا ابو عاصم انا عزرۃ بن ثابت ثنی علباء بن احمر ثنی عمرو ابن اخطب الانصاری قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابازید ادن منی فامسح ظہری فمسحت ظہرہ فوقعت اصابعی علی الخاتم قلت وما الخاتم قال شعرات مجتمعات حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث الخزاعی انا علی بن حسین بن واقد ثنی ابی ثنی عبد اللہ بن بریدۃ قال سمعت ابی بریدۃ یقول جاء سلمان الفارسی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ بمائدۃ علیہا رطب

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تو بہت سی صفتیں بیان کرتے اور حدیث مذکور سابق ذکر کی منجملہ اُن کے یہ بھی کہتے کہ حضور کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے **ف** یہ حدیث پہلے باب میں مفصل گذر چکی ہے اس لئے یہاں مختصر طور سے اُس کی طرف اشارہ کر دیا۔ اور چونکہ اس میں مہر نبوت کا ذکر تھا اس لئے اُس کو خاص طور سے ذکر کر دیا، یہ وہی حدیث ہے جو باب اول کے آٹھویں نمبر پر گذری ہے۔

نمبر ۵ علباء ابن احمر کہتے ہیں کہ مجھ سے عمرو بن اخطب صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کمر ملنے کے لئے ارشاد فرمایا میں نے حضور کی کمر ملنی شروع کی تو اتفاقاً میری انگلی مہر نبوت پر لگ گئی، علباء کہتے ہیں کہ میں نے عمرو سے پوچھا کہ مہر نبوت کیا چیز تھی انھوں نے جواب دیا کہ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔ **ف** یہ پہلی روایات کے خلاف نہیں ہوئی اس لئے کہ اُس کے اطراف میں بال بھی تھے انھوں نے صرف اُن کا ذکر کر دیا۔ +

نمبر ۶ بریدۃ بن الحصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک خوان لیکر آئے جس پر تازہ کھجوریں تھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں انھوں نے

قلت له ما الخاتم قال شعر مجتمعة عند کتفه فقیل یحتمل ان یکون احد الطریقین وهذا وقیل یحتمل ان یکون للحدیث طریقان ورجحه البیجوری عن المناوی قلت ولکن الراجح عندی هو الاول فان تحریف ابی زید الی زمعة اقرب کیف واتحاد السند ولفظ الحدیث یؤیده وذکر القاری فی جمع الوسائل حدیث ابن سعد هذا بلفظ ابی رمثة ۱۲

سله بمائدة هی خوان علیه طعام والا فهو خوان لا مائدة فهی من الاشیاء التی تختلف سماءها باختلاف الاوصاف کالبستان فانه لا یقال له حدیقة الا اذا کان علیه حائط۔ ۱۲

سله علیها رطب لا ینافی ما رواه احمد والبزار بسند جید عن سلمان فاحتطبت حطبا فبعته فصنعت به طعاما فاتیت به النبی صلی الله علیه وسلم وما رواه الطبرانی فاشتریت جزور بدرهم ثم طبخته فجعلته قصعة من ثرید فاحتملتها علی عاتقی لاحتمال تعدد الواقعة او ان المائدة کانت مشتملة علی کلها قلت ان لفظ فاهن من جمع الروایات والظاهر هو الثانی ۱۲

فوضعہا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا سلمان ما ھذا فقال صدقۃ علیک[1] وعلی اصحابک فقال ادفعہا فانا لا ناکل الصدقۃ قال فرفعہا فجاء الغد بمثلہ فوضعہ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ھذا یا سلمان فقال ھدیۃ لک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاصحابہ ابسطوا[2] ثم نظر الی الخاتم علی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فآمن بہ وکان للیہود فاشتراہ[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکذا وکذا درھما علی ان یغرس لہم نخیلا فیعمل سلمان فیہ

عرض کیا کہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اسلئے میرے پاس سے اٹھالو (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے بعض کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا، اور بعض کے نزدیک جماعت انبیاء مراد ہے اور بعض کے نزدیک حضورؐ اور حضورؐ کے وہ اقارب جنکو زکوۃ کا مال جائز نہیں، وہ مراد ہیں بندہ ناچیز کے نزدیک یہ تیسرا احتمال راجح ہے، اور علامہ مناوی کے اعتراضات جو اس تیسری صورت میں ہیں زیادہ وقیع نہیں) دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ سلمان کھجوروں کا طبق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپکے لئے ہدیہ ہے حضورؐ نے صحابہؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا چنانچہ بیجوری نے اس کی تصریح کی ہے (حضرت سلمان کا اسطرح دونوں دن لانا یہ حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا بنانیکا امتحان تھا اسلئے کہ سلمانؓ پرانے زمانہ کے علماء میں تھے، اڑھائی سو برس اور بعض کے قول پر ساڑھے تین سو برس کی عمر ہوئی ہے انھوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب ہیں پڑھ رکھی تھی یہ بھی دیکھا تھا کہ وہ صدقہ نوش نہیں فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے ہیں اور آپکے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہے پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہوگئے (سلمانؓ اسوقت یہود بنی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خریدا۔ (مجازاً خرید کے لفظ سے تعبیر کردیا ورنہ حقیقت میں انھوں نے سلمانؓ کو مکاتب بنایا تھا اور بدل کتابۃ

[1] علیک وقیل فی التعبیر بعلی ھنا والاول فیما سبق اشارۃ الی الفرق بین الصدقۃ والھدیۃ بان المقصود من الصدقۃ الترحم ومن الھدیۃ الاکرام ۱۲

[2] ابسطوا قیل یوخذ منہ ان یستحب للمھدی الیہ ان یعطی الحاضرین مما اھدی الیہ وتائید بحدیث ضعیف من اھدی لہ ھدیۃ فجلساؤہ شرکاؤہ والمراد بالشرکاء الذین یداومون مجلسہ لا کل من حضر اذا تقرر ذلک فالاولی فی الاصول حکی ان بعض الاولیاء اھدی الیہ ھدیۃ من الدراھم فقال بعض جلسائہ یا مولانا الھدیۃ مشترکۃ وقال لا نحب الاشتراک فخذھا کلہا فاعجب ذلک الشیخ بعض خدمہ فاعانہ وحکی انہ اھدی الی ابی یوسف ھدیۃ من الدراھم والدنانیر فقال بعض جلسائہ یا مولانا الھدیۃ مشترکۃ فقال الالف فی الھدیۃ للعھد والمعھود ھدیۃ الطعام فللہ درھما اذ عمل کل منھا بما ناسب حال تکلم فی الفصلین من کثیر الغرائب والعجائب

[3] فاشتراہ ای نسب فی کتابہ الیہود لامرہ بذلک فتجوز بالشراء وقصۃ کتابتہ مشہورۃ وکان کتابتہ علی ثلثمائۃ ... [illegible]

ای انہ اشتراہ فی کتابتہ ... [illegible]

حتی تطعم فغرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النخل الا نخلۃ واحدۃ غرسہا عمر[1]
رضی اللہ عنہ فحملت النخل من عامہا ولم تحمل نخلۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما شان ہذہ النخلۃ فقال عمر یا رسول اللہ انا غرستہا فنزعہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فغرسہا فحملت من عامہ حدثنا محمد بن بشار انا بشر بن الوضاح
انا ابو عقیل[2] الدورقی عن ابی نضرۃ[3] قال سألت ابا سعید الخدری عن خاتم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خاتم النبوۃ فقال فی ظہرہ بضعۃ[4] ناشزۃ (پارہ گوشت ۱۲)
حدثنا ابو الاشعث احمد بن المقدام العجلی (منسوب الی بنی العجل ۱۲) البصری انا حماد بن زید
انا عاصم الاحول عن عبد اللہ بن سرجس[5] قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہو فی ناس من اصحابہ فدرت ہکذا من خلفہ فعرف الذی ارید
(لعلہ اشارۃ الی کیفیۃ الدوران ۱۲)

بہت سے دراہم قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمان اُنکے لئے (تین سو) کھجور کے درخت لگائیں اور اُن درختوں کی پھل لانے تک اُن کی خبرگیری کریں پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے حضورؐ کا معجزہ تھا کہ سب درخت اُسی سال پھل لے آئے مگر ایک درخت نے پھل نہیں دیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا نہ تھا حضورؐ نے اُسکو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا حضورؐ کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم درخت لگایا اور اُسی سال پھل لے آیا ف اس حدیث میں علماء نے بہت سی علمی تحقیقات فرمائی ہیں مثلاً یہ کہ جب سلمان غلام تھے تو اُنکا صدقہ اور ہدیہ جائز تھا یا نہیں نیز ہدیہ اور صدقہ میں فرق کیا کیا ہے وغیرہ وغیرہ طویل بحثیں ہونے کی وجہ سے اختصاراً ترک کر دیگئیں"

نمبر ۷ ابو نضرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کو پوچھا تو انھوں نے یہ بتلایا کہ آپ کی پشت پر ایک گوشت کا ابھرا ہوا ٹکڑا تھا"

نمبر ۸ عبد اللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضورؐ کے پاس اُس وقت مجمع تھا میں نے اس طرح حضورؐ کے پس پشت چکر لگایا (راوی نے اس جگہ غالباً چکر لگا کر فعلی صورت بیان کی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا منشا سمجھ گئے اور اپنی پشت مبارک سے چادر اتار دی

---

[1] عمر قیل ان قصۃ غرس عمر وعدم حملہا من عامہا غیر منقولۃ الا عند الترمذی ولیس فیما سواہ من اخبار سلمان ۱۲

[2] ابو عقیل بفتح العین المہملۃ وکسر ثانیۃ الدورقی نسبۃ لدورق بفتح الدال المہملۃ وسکون الواو بلد بفارس ۱۲

[3] ابی نضرۃ بفتح نون وسکون ضاد معجمۃ علی الصحیح ومن ضبطہ بموحدۃ فمہملۃ ساکنۃ فقد غلط واسمہ المنذر بن مالک ۱۲

[4] بضعۃ الخ بالنصب علی انہ خبر کان واسمہ ضمیر الی الخاتم وہو بفتح الباء وقد تکسر قطعۃ لحم والناشزۃ المرتفعۃ ۱۲

[5] سرجس کنرجس وقیل کجعفر منع عن الصرف للعلمیۃ والعجمۃ قالہ البیجوری ۱۲

فالقی الرداء عن ظہرہ فرأیت موضع الخاتم علی کتفیہ مثل الجمع[1] حولہا خیلان کانہا ثآلیل فرجعت حتی استقبلتہ فقلت غفر اللہ لک یا رسول اللہ فقال ولک فقال القوم[2] استغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم ولکم ثم تلا ھذہ الآیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات

باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا علی بن حجر انا اسمعیل بن ابراھیم عن حمید عن انس بن مالک قال کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی نصف اذنیہ حدثنا ھناد بن السری انا عبد الرحمن بن ابی الزناد عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عایشۃ رضی اللہ عنہا

میں نے مہر نبوت کی جگہ کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مٹھی کے ہمشکل دیکھا جسکے چاروں طرف تل تھے جو گویا مسوں کی برابر معلوم ہوتے تھے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں کا بیان

ف: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پٹھوں کی مقدار میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا اور ان میں کچھ تعارض نہیں اس لئے کہ بال بڑھنے والی چیز ہے ایک زمانہ میں اگر کان کی لو تک تھے تو دوسرے زمانہ میں اس سے زائد اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر منڈانا چند مرتبہ ثابت ہے تو جس نے قریب کا زمانہ نقل کیا اس نے چھوٹے بال نقل کئے اور جس نے بال منڈے ہوئے عرصہ ہو جانے کے وقت کو نقل کیا اس نے زیادہ بال نقل کئے بعض علماء نے اس طرح پر بھی جمع فرمایا ہے کہ سر مبارک کے اگلے حصہ کے بال نصف کانوں تک پہونچ جاتے تھے اور وسط سر کے اس سے نیچے تک اور اخیر سر کے مونڈھوں کے قریب تک۔ اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱: حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے،

نمبر ۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ایسے پٹھوں سے جو کان کی لو تک

[1] مثل الجمع بضم الجیم وجوز الکسائی کسرھا ھو ھیئۃ بعد جمع الاصابع وخیلان جمع خال ھی نقط تضرب الی السواد وثآلیل کمصابیح جمع ثؤلول کعصفور خراج صغیر نحو الحمصۃ یظہر علی الجسد لہ نتوء واستدارۃ ۱۲

[2] فقال القوم فقیل المراد بالقوم الصحابۃ فقائل ھذا القول ہو عبد اللہ وھو الظاہر وقیل الذین یحدثہم عبد اللہ بن سرجس فقائل ھذا الکلام ہو عاصم الاحول قالہ القاری ۱۲

قالت كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد وكان له شعر فوق الجمة[1] ودون الوفرة حدثنا احمد بن منيع انا ابو قطن نا شعبة عن ابى اسحاق عن[3] البراء بن عازب قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مربوعًا بعيد ما بين المنكبين وكانت جمته تضرب شحمة اذنيه حدثنا محمد بن بشار انا وهب بن جرير بن حازم ثنى ابى عن[4] قتادة قال قلت لانس كيف كان شعر رسول الله

ہوا کرتے ہیں اُن سے زیادہ تھے اور اُن سے کم تھے جو مونڈھوں تک ہوتے ہیں یعنی نہ زیادہ لانبے تھے نہ چھوٹے بلکہ متوسط درجہ کے تھے **ف** اس حدیث سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہر دو حضرات ننگے نہاتے تھے، اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا محل ستر اور حضور نے میرا محل شرم کبھی نہیں دیکھا، نیز برتن کے ایک ہونے سے اسپر حجت بھی نہیں اسکی کئی صورتیں ایسی ممکن ہیں کہ غسل بھی ہو جائے اور دوسرے کے سامنے ننگا بھی نہ ہونا پڑے۔ ،،

نیز اس حدیث سے عورت اور مرد کا ایک برتن سے اکٹھے نہانا ثابت ہوتا ہے، علماء کا امام نووی کے قول کیموافق اس صورت کے جواز پر اجماع ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ مرد پہلے غسل کرے اُسکے بچے ہوئے پانی سے عورت غسل کرے یہ بھی بالاتفاق سب کے نزدیک جائز ہے، تیسری صورت اس کا برعکس کہ عورت پہلے نہاوے مرد اُس کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، یہ صورت حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ سب حضرات کے نزدیک جائز ہے، حنابلہ اس کو جائز نہیں بتلاتے البتہ اگر عورت کے غسل کے وقت مرد وہاں موجود ہو تو وہ بھی جائز فرماتے ہیں، اُن حضرات کا استدلال اور جمہور کی طرف سے اُسکا جواب علمی بحث ہونیکی وجہ سے یہاں سے ترک کر دیئے گئے، مختصراً عربی حاشیہ میں ذکر کئے گئے۔ ،،

نمبر ۳، حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم متوسط القامۃ تھے آپکے دونوں شانوں کا درمیان وسیع تھا آپ کے بال کانوں کی لو تک ہوتے تھے **ف** یہ حدیث حلیہ شریف میں مفصل گذر بھی چکی ہے بالوں کے ذکر کیوجہ سے یہاں پھر اسکو مختصراً ذکر کر دیا گیا۔

نمبر ۴، قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] الجمة الخ بضم الجيم وتشديد الميم ما وصل من شعر الراس الى المنكبين والوفرة ما لم يصل اليهما واللمة ما جاوز شحمة الاذن سواء وصل الى المنكبين اولا وقيل انها بين الجمة والوفرة فعلى هذا ترتيبها وبجح اى الوفرة ثم اللمة ثم الجمة وهذه الثلثة قد اضطرب اقوال اهل اللغة فى تفسيرها واقرب ما وفق به ان فيها لغات كما يظهر من القاموس والمجمع وايا ما كان فالغرض ان شعره كان وسطا لا طويلا ولا قصيرا ثم فى الحديث دليل على جواز فضل المرأة كما قال به الثلثة خلافا للحنابلة اذ قالوا لا يجوز فضلها الا ان تستعمل بحضره لرواية نهى عن فضل المرأة واجيب عنه بالضعف وان المراد بالفضل المستعمل او غير ذلك كما بسط فى بذل المجهود فى حل ابى داؤد ۱۲

[2] البراء الخ تقدم حديثه مفصلا فى الباب الاول واعاده هناك مختصرا للترجمة فيه ۱۲

(Interlinear glosses: مربوعا — ای بين الطويل والقصير ۱۲؛ بعيد — ای عريض ۱۲؛ شحمة اذنيه — ما يصل الى شحمة الاذن ۱۲ — as printed: كبيرا ۱۲ / ما يصل الى شحمة الاذن ۱۲ / بتحتين ۱۲)

صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ

حدثنا محمد بن یحیی بن ابی عمر المکی انا سفیٰن بن عیینۃ عن ابن ابی نجیح (اسمہ یسار ۱۲)

عن مجاہد عن ام ہانی (۵) بنت ابی طالب (شقیقۃ علی اختلف فی اسمہا ۱۲) قالت قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علینا مکۃ قدمۃ ولہ اربع غدائر (الغدائر الذوائب یعنی ناقتہ ۱۲) حدثنا سوید بن نصر (بمہملات مصغرا ۱۲) انا عبد اللہ بن المبارک

عن معمر (ابن راشد ۱۲) عن ثابت (البنانی ۱۲) عن انس (۶) ان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الی

انصاف اذنیہ حدثنا سُوَیدُ بن نصر انا عبد اللہ بن المبارک عن یونس بن

یزید عن الزہری (محمد بن مسلم بن شہاب ۱۲) انا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ بن عبد اللہ عن ابن عباس (۷)

رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون

کے بال مبارک کیسے تھے، انھوں نے فرمایا نہ بالکل پیچیدہ نہ بالکل کھلے ہوئے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی اور گھنگرالہ پن لئے ہوئے تھے جو کانوں کی لو تک پہونچتے تھے۔"

نمبر ۵، ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد ایکمرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کے بال چار حصہ مینڈھیوں کے طور پر ہو رہے تھے **ف** ہجرت کے بعد مشہور قول کیموافق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ کو تشریف آوری چار مرتبہ ہوئی، اول عمرۃ القضا میں جو ۷ھ میں تھا پھر فتح مکہ میں ۸ھ پھر اسی سفر میں عمرۃ الجعرانہ کے لئے، پھر ۱۰ھ میں حج کے لئے، یہ تشریف آوری جسکا اس حدیث شریف میں ذکر ہے، بیجوری کے قول کیموافق فتح مکہ کے وقت ہوئی اور یہی مظاہر حق میں لکھا ہے بعض علماء نے اور اوقات بھی تحریر فرمائے ہیں مردوں کے لئے عورتوں کی طرح سے مینڈھیں مکروہ ہیں اس حدیث میں مینڈھیوں سے وہی مراد لی جاویں جسمیں تشبہ نہ ہو۔"

نمبر ۶، حضرت انس رض سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک ہوتے تھے

نمبر ۷، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اولاً بالوں کو بغیر مانگ نکالے ویسے ہی چھوڑ دیا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور اہل کتاب نہیں نکالتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتداءً ان امور میں جنمیں کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تھا اہل کتاب کی

يفرقون رؤسهم وكان اهل الكتاب يسدلون رؤسهم وكان يحب موافقة اهل الكتب فيما لم يؤمر فيه بشئ ثم فرق رسول الله صلى الله عليه وسلم راسه حدثنا محمد ابن بشار انا عبد الرحمن بن مهدی عن ابراهيم بن نافع المكى عن ابن ابى نجيح عن مجاهد عن ام هانی قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ذا ضفائر اربع

باب ما جاء فی ترجل رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثنا اسحاق بن موسى الانصاری ثنا معن بن عيسى ثنا مالك بن انس عن هشام بن عروة عن ابيه عن عايشة رضی الله عنها قالت كنت ارجل راس رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا حائض حدثنا يوسف بن عيسى انا وكيع انا الربيع بن صبيح عن يزيد بن ابان هو الرقاشی عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر دهن راسه وتسريح لحيته ويكثر القناع حتى كان ثوبه

موافقت کو پسند فرماتے تھے لیکن اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مخالفت اہل کتاب فرمانے لگے۔ نمبر ۸ ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چار گیسوؤں والا دیکھا۔ ف بظاہر یہ وہی حدیث ہے جو پہلے گذر چکی ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھا کرنے کا بیان

ف بالوں میں کنگھا کرنا مستحب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب بھی فرمائی ہے اور اپنے بالوں میں کنگھا فرماتے تھے امام ترمذی نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں کنگھا کرتی تھی، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔ ف اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ ثابت فرمایا ہے کہ حائضہ کو حالت حیض میں مرد کی خدمت کرنا جائز ہے حیض سے اس کے بدن کی کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی صحبت وغیرہ البتہ ناجائز ہے

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر کپڑا

ؐ ابان بفتح الہمزۃ و تخفیف الموحدۃ کسحاب قیل بکسر الاول و تشدید الثانی غیر منصرف عند الاکثر وصرفہ بعضہم حتی قال من لم یصرف ابان فہو اتان ۱۲

ؑ ثوبہ المراد بہ الثوب الذی فوق القناع لا مطلق الثوب فلا ینافی نظافتہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

نوب زیارت حدثنا ہناد بن السری انا ابو الاحوص عن اشعث بن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیحب التیمن فی طہورہ اذا تطہر وفی ترجلہ اذا ترجل وفی انتعالہ اذا انتعل حدثنا محمد بن بشار انا یحیی بن سعید عن ہشام بن حسان عن الحسن البصری عن عبد اللہ بن مغفل قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الترجل الا غبا حدثنا الحسن بن عرفۃ قال ثنا عبد السلام بن حرب عن یزید بن ابی خالد عن ابی العلاء الاودی عن حمید بن عبد الرحمن عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یترجل غبا

لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔ ف یعنی تیل سے چونکہ کپڑے خراب ہو جاتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظافت کے خلاف ہے اس لئے اسکی حفاظت کیلئے حضور ایک کپڑا سر پر ڈال لیتے تھے تاکہ عمامہ وغیرہ خراب نہ ہو۔

نمبر ۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کرنے میں کنگھی کرنے میں جوتہ پہننے میں (غرض ہر امر میں) دائیں کو مقدم رکھتے تھے یعنی پہلے دائیں جانب کنگھا کرتے پھر بائیں جانب ف ان تین چیزوں کی جو حدیث میں ذکر کی گئی ہیں کچھ قید نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر چیز دائیں سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے اسی وجہ سے ترجمہ میں ہر چیز کا اضافہ کر دیا اور اسکا قاعدہ اصل یہ ہے کہ جس چیز کا وجود زینت اور شرافت ہے اُسکے پہننے میں دایاں مقدم ہوتا ہے جیسے کپڑا جوتہ اور نکالنے میں بایاں مقدم اور جس چیز کا وجود زینت نہیں اُس کے کرنے میں بایاں مقدم کرنا چاہئے جیسے پاخانہ جانا کہ اُسمیں جاتے وقت بایاں پاؤں مقدم ہونا چاہئے اور نکلتے وقت دایاں بخلاف مسجد کے کہ اُسکا قیام شرافت اور بزرگی ہے

نمبر ۴ عبد اللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے مگر گاہے گاہے ف قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ گاہے گاہے سے مراد تیسرا دن ہے۔

نمبر ۵ حمید بن عبد الرحمن ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گاہے گاہے کنگھی کیا کرتے تھے

---

۱ حسان صیغۃ مبالغۃ من الحسن فیصرف ان کان نونہ حینئذ اصلیۃ فان کان من الحس فلا یصرف للعلمیۃ و زیادۃ الالف والنون ونظیرہ ما قیل لبعض انصرف عفان ام لا فقال ان جعلتہ اتہ علی الاول من العفو وعلی الثانی من عفۃ ۱۲

۲ غبا بمعجمۃ مکسورۃ وموحدۃ مشددۃ ورود الابل الماء یوما وترکہ یوما ثم استعمل فی فعل الشئ حینا وترکہ حینا والمراد نہی دوام التسریح قال ابن العربی موالاتہ تصنع وترکہ تدنس واغبابہ سنۃ ۱۲

۳ عن رجل لم یسم وابہام الصحابی لا یضر لعدالتہم واختلف فی اسمہ فقیل ہو الحکم بن عمرو وقیل عبد اللہ بن سرجس وقیل عبد اللہ بن مغفل ۱۲

باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا محمد بن بشار انا ابو داؤد[2] نا ھمام عن قتادۃ قال قلت لانس بن مالک ھل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یبلغ ذلک انما کان شیبا فی صدغیہ ولکن ابوبکر خضب بالحناء والکتم حدثنا اسحاق بن منصور و یحیی بن موسی قالا ثنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن انس قال ما عددت فی راس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لحیتہ الا اربع عشرۃ شعرۃ بیضاء حدثنا محمد بن المثنی انا ابو داؤد انا شعبۃ

اما تمیز او مستثنی منہ ۱۲

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آجانے کا ذکر

ف، اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

نمبر ۱، قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ حضور کے بالوں کی سفیدی اس مقدار ہی کو نہ پہونچی تھی کہ خضاب کی نوبت آتی سفیدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دونوں کنپٹیوں میں تھوڑی سی تھی، البتہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حنا اور کتم سے خضاب فرمایا کرتے تھے ف، کتم ایک گھاس ہے جس سے خضاب کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سیاہ ہوتا ہے اور مہندی کی ساتھ ملا کر سرخ ہوتا ہے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ صرف کتم کا خضاب سبز ہوتا ہے اور مہندی کی ساتھ ملا کر مائل بسیاہی ہوجاتا ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ غلبہ کا اعتبار ہوتا ہے اگر غلبہ کتم کا ہوتا ہے تو خضاب سیاہ ہوجاتا ہے اور اگر غلبہ مہندی کا ہوتا ہے تو سرخ، الغرض خضاب دونوں سے جائز ہے مگر سیاہ نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ سیاہ خضاب کی ممانعت احادیث سے ثابت ہے۔

نمبر ۲، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں چودہ[۱۴] سے زائد سفید بال نہیں گنے، ف، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال بہت ہی کم تھے لیکن اُن کی تعداد میں اختلاف ہے اس روایت سے چودہ معلوم ہوتے ہیں بعض روایات سے سترہ[۱۷] اٹھارہ[۱۸] اور بعض سے تقریباً بیس[۲۰] معلوم ہوتے ہیں یہ کچھ ایسا اختلاف نہیں مختلف زمانوں پر بھی محمول ہو سکتی

---

[1] شیب بفتح الشین المعجمۃ ابیضاض الشعر المسود کما فی المصباح ویطلق علی بیاض الشعر والشعر الابیض ایضا ۱۲

[2] ابو داود الطیالسی و ھمام بہاء مفتوحۃ ثم میم مشددۃ ابن یحیی العوذی ۱۲ - ۱۲

عن سماك ابن حرب قال سمعت جابر بن سمرة يسئل عن شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كان اذا دهن راسه لم ير منه شيب فاذا لم يدهن رئى منه حدثنا محمد بن عمر بن الوليد الكندى الكوفى انا يحيى بن آدم عن شريك عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال انما كان شيب رسول الله صلى الله عليه وسلم نحوا من عشرين شعرة بيضاء حدثنا ابو كريب محمد بن العلاء انا معاوية ابن هشام عن شيبان عن ابى اسحاق عن عكرمة عن ابن عباس قال قال ابو بكر يا رسول الله قد شبت قال شيبتنى هود والواقعة والمرسلات وعم يتساءلون و

ہیں اور گننے کے فرق پر بھی حمل کی جا سکتی ہیں سفید بالوں کی قلت سب میں مقصود ہے۔

نمبر ۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بالوں کے بارہ میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیل کا استعمال فرماتے تھے تو وہ محسوس نہیں ہوتے تھے ورنہ کچھ سفیدی کہیں کہیں محسوس ہوتی تھی۔ **ف**: تیل کے استعمال کے وقت میں چونکہ سب بال چمکنے لگتے تھے اسلئے بالوں کی سفیدی تیل کی چمک میں مخلوط ہو جاتی تھی۔

نمبر ۴: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال تقریباً بیس تھے

ف: یہ پہلے گذر چکا کہ یہ روایت اوروں کے کچھ خلاف نہیں۔

نمبر ۵: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ بوڑھے ہوگئے (اس کی کیا وجہ حالانکہ آپ کا اعتدال اس کا مقتضی تھا کہ آپ جوان ہی رہتے یا آپ کی عمر شریف کا مقتضے یہ تھا کہ آپ اسوقت تک جوان ہوتے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ عم یتساءلون، سورۂ اذا الشمس ان سورتوں نے بوڑھا بنا دیا۔

ف: ان سورتوں کی قید نہیں ان کے علاوہ سورۃ الحاقہ، سورۃ القارعہ، سورۂ غاشیہ وغیرہ کا بھی ذکر آیا ہے مقصود وہ سب سورتیں ہیں جن میں دہشت انگیز امور کا ذکر ہے، جیسے قیامت جہنم، صور، شقی لوگوں کا انجام وغیرہ وغیرہ اسی لئے ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

له دهن قال المناوى عن القسطلانى لكن اوقع فى اصل سماعنا من الثلاثى المجرد ولكن قوله لم يدهن وفى بعض النسخ ادهن من الافتعال وعلى التقديرين يكون راسه مفعولا لكن فى المغرب دهن راسه اذا طلاه بالدهن وادهن من غير ذكر المفعول وادهن شاربه خطاء اهـ واطال الكلام فيه القارى فى جمع الوسائل ۱۲

له الكندى بكسر الكاف نسبة لكندة محلة بالكوفة لا القبيلة كما توهم قاله البيجورى قلت قال السمعانى فى الانساب نسبة الى كندة قبيلة مشهورة باليمن وعلى منها رجالا ليس هذا منه ۱۲

سه شيبتنى النسبة مجازية لكونها سببا من باب انبت الربيع البقل ۱۲

اذا الشمس کورت حدثنا سفین بن وکیع انا محمد بن بشر عن علی بن صالح عن ابی اسحاق عن ابی جحیفۃ[1] قال قالوا یا رسول اللہ نراک قد شبت قال شیبتنی ھود واخواتھا حدثنا علی بن حجر قال انبانا شعیب بن صفوان عن عبد الملک بن عمیر عن ایاد[2] بن لقیط العجلی عن ابی رمثۃ التیمی تیم الرباب[3] قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعی ابن لی قال فاریتہ[4] فقلت لما رأیتہ ھذا نبی اللہ وعلیہ ثوبان اخضران ولہ شعر قد علاہ الشیب وشیبہ احمر حدثنا احمد بن منیع انا

(بکسر الموحدۃ وسکون المعجمۃ ۱۲ — ای اشباھہا ۱۲ — مصغراً ۱۲ — بتقدیم الحاء علی الجیم ۲ — کعطشان ۱۲ — تصدیقا ۱۲ — حقا ۱۲ — ای بلا انہ او بالخضاب ۱۲)

کرچکا ہوں میں جانتا ہوں اگر تمھیں معلوم ہو جاتے تو ہنسنا بہت ہی کم کر دیتے اور اکثر اوقات روتے رہا کرتے حتی کہ بیبیوں کے پاس جانا بھی چھوڑ دیتے (او کما قال ۲)

نمبر ۶، ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کچھ ضعف وغیرہ اثر بڑھاپے کا محسوس ہوتے لگا حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود جیسی سورتوں نے ضعیف کر دیا

ف، زمخشری کہتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ ایک شخص شام کے وقت بالکل سیاہ بال جوان تھا ایک ہی رات میں بالکل سفید ہو گیا لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے رات قیامت کا منظر دیکھا ہے کہ لوگ زنجیروں سے کھینچکر جہنم میں ڈالے جا رہے ہیں اس کی دہشت مجھ پر کچھ ایسی غالب ہوئی کہ اس نے ایک ہی رات میں مجھے اس حالت پر پہنچا دیا اللہ اکبر۔"

نمبر ۷، ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، لوگوں نے مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ یہ تشریف فرما ہیں غالبًا یہ پہلے سے پہچانتے نہ ہوں گے) میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو مجھے معًا کہنا پڑا کہ واقعی یہ اللہ کے سچے نبی ہیں اسوقت حضور دو سبز کپڑے پہن رہے تھے (یعنی حضورؐ کی لنگی بھی سبز تھی اور چادر بھی سبز) اور آپکے چند بالوں پر بڑھاپے کے کچھ آثار غالب ہو گئے تھے لیکن وہ بال سرخ تھے **ف** اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب فرمایا یا نہیں بعض خضاب کے قائل ہیں وہ اس سرخی کو خضاب پر محمول فرماتے ہیں اور بعض لوگ قائل نہیں وہ فرماتے ہیں کہ بال جب سفید ہوتا ہے تو اکثر مرتبہ اوّل

[1] ابی جحیفۃ بضم جیم ثم حاء مہملۃ مصغراً ہو وھب السوائی صحابی جلیل یحبہ علی ؓ وجعلہ علی بیت المال وسماہ وھب الخیر ۱۲

[2] ایاد بکسر الھمزۃ وتخفیف المثناۃ التحتیۃ ثم دال مہملۃ ولقیط بقاف کبدیع ۲

[3] تیم الرباب منصوب بتقدیر اعنی وقال القاری مجرور فی اصل سماعنا واحترز بہ عن تیم قریش قبیلۃ من بکر والرباب بکسر الراء وتخفیف الموحدتین وضبطہ الحافظ فی شرح البخاری بفتح الراء وھم خمس قبائل ذبۃ وثور وعکل وتیم وعدی غمسوا ایدیھم فی رب وتحالفوا علیہ فصاروا یدا واحدۃ ۔م ۱۲

[4] فاریتہ بالبناء للمجہول ای ارانی وعرفنی بعض الحاضرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحتمل ان یکون بالبناء للفاعل ای ارأیت ابنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والاول اوجہ ۔م ۱۲

سریج بن النعمان انا حماد بن سلمۃ عن سماک بن حرب قال قیل لجابر بن سمرۃ اما کان فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیب قال لم یکن فی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیب الا شعرات فی مفرق رأسہ اذا ادھن واراھن الدھن

باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع انا ھشیم انا عبد الملک بن عمیر عن ایاد بن لقیط قال اخبرنی ابو رمثۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابن لی فقال

سُرخ ہوتا ہی یہ سُرخی اصلی تھی خضاب کی نہیں تھی خضاب کا بیان مستقل دوسرے باب میں آنیوالا ہے،

نمبر ۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں سفید بال تھے، انھوں نے کہا کہ صرف چند بال مانگ پر تھے جو تیل لگانیکی حالت میں ظاہر نہیں ہوتے تھے

ف یہ روایت بظاہر اُس روایت سے کچھ خلاف ہے جو حضرت انس رض سے شروع باب میں گذری ہی لیکن کوئی ایسا اشکال نہیں اس لئے کہ وہ دوچار بال مانگ میں تھے جو بالوں میں مستور ہوجاتے تھے اور تیل نہ ملنے کے وقت ظاہر ہوتے تھے اس لئے اگر کسی روایت میں اُنکا ذکر نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب فرمانے کا ذکر

ف اس بارہ میں مختلف روایتیں ہیں، امام ترمذی نے اُن میں سے چار حدیثیں اس باب میں ذکر فرمائی ہیں انہی روایات مختلفہ کی بنا پر علماء میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ حضورؐ نے خضاب فرمایا یا نہیں امام ترمذی کا میلان خضاب نہ کرنے کی طرف ہی حنفیہ بھی اسی طرف مائل ہیں چنانچہ درمختار میں اس کی تصریح کی ہی کہ حضورؐ کا خضاب کرنا زیادہ صحیح ہے اور علامہ شامی نے اس کی یہی وجہ بتلائی ہے کہ حضور کی ڈاڑھی اور سر مبارک میں بخاری وغیرہ کی روایت کے موافق سترہ بال سفید تھے۔ +

اور بیجوری شافعی شارح شمائل اس کے قائل ہوئے ہیں کہ حضورؐ نے کبھی کبھی خضاب فرمایا اور اکثر نہیں کیا مسئلہ علمائے حنفیہ کے نزدیک خضاب مستحب ہے، لیکن مشہور قول کیموافق سیاہ خضاب مکروہ ہی، اور علمائے شافعیہ کے نزدیک خضاب سنت ہے مگر سیاہ خضاب حرام ہے، **نمبر ۱** ابو رمثہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس

سه الظاهر انه بصيغة الامر اى كن شاهدا على اقرارى ويحتمل انيكون بصيغة المضارع اى اعترف واقربه ۱۲

سه احسن الخ كثيرا ما يقول المص فى جامعه هذا اصح شئ فى الباب ولايلزم من هذه العبارة كما قاله النووى فى الاذكار صحة الحديث فانهم يقول

ابنك هذا فقلت نعم اشهد به[1] قال لايجنى عليك ولا تجنى عليه قال ورأيت الشيب احمر قال ابو عيسى هذا احسن[2] شئ روى فى هذا الباب وافسر لان الروايات الصحيحة ان النبى صلى الله عليه وسلم لم يبلغ الشيب وابو رمثة اسمه رفاعة بن يثربى[3] التيمى حدثنا سفين بن وكيع قال انا ابى عن شريك عن عثمان[4] بن موهب قال سئل ابو هريرة هل خضب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قال ابو عيسى[5] وروى ابو عوانة هذا الحديث عن عثمان بن عبد الله بن موهب فقال عن ام سلمة حدثنا ابراهيم بن هرون قال انبانا النضر بن زرارة عن ابى جناب[6] عن اياد بن لقيط عن الجهذمة امرأة بشير بن الخصاصية قالت انا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

(بن عبد الله) (بجيمة) كالكراهية بالتخفيف وجوز بالتشديد ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک لڑکے کو ساتھ لیکر حاضر ہوا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تیرا یہ بیٹا ہے، انھوں نے عرض کیا کہ ہاں حضرت یہ میرا بیٹا ہے آپ اس کے گواہ رہیں حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی جنایت کا بدلا تجھ پر نہیں اور تیری جنایت کا بدلا اس پر نہیں (فائدہ میں اس کی وضاحت آئے گی) ابو رمثہ کہتے ہیں کہ اُس وقت میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بالوں کو سُرخ دیکھا، امام ترمذی کہتے ہیں کہ خضاب کے بارہ میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور واضح ہے **ف** زمانہ جاہلیت کا دستور تھا کہ بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ ہوجاتا تھا، ابو رمثہ نے اُسی قاعدہ کی بنا پر یہ عرض کیا تھا کہ اگر کبھی اس امر کی ضرورت پیش آوے تو آپ اس کے گواہ رہیں کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے حضورؐ نے زمانہ جاہلیت کی اس رسم کا رد فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ اسلام کا یہ قاعدہ نہیں کہ کوئی کرے اور کوئی بھرے اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی شخص دوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں۔" +

نمبر ۲، ابو ہریرہؓ سے کسی شخص نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا انھوں نے کہا کہ ہاں کیا۔"

نمبر ۳ جہذمہ جو بشیر بن خصاصیہ کی بیوی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان سے باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ حضورؐ نے غسل فرما رکھا تھا اس لئے سر مبارک کو جھاڑ رہے تھے اور آپ کے سر پر حنا کا اثر تھا۔" +

هذا اصح ما فى الباب وان كان ضعيفا ومرادهم انه ارجح ما ورد فى الباب ۱۲

سه ابن يثربى قال القارى نسبة الى يثرب وهو من اسماء الجاهلية للمدينة والتيمى نسبة الى قبيلة تيم واختلف فيه فقيل هكذا وقيل التميمى بميمين كما فى التهذيب وغيره اختلف فى اسمه ايضا على اقوال ۱۲

سه عثمان منسوب الى جده لان عثمان بن عبد الله ابن موهب بكسر الهاء او بفتحها قولان للعلماء ودرج شراح الشمائل فتحها ۱۲

سه قال ابو عيسى الخ يعنى ان ابا عوانة جعل الحديث من مسانيد ام سلمة بدل ابى هريرة والغرض بيان الاختلاف بين شريك وابى عوانة تلميذى عثمان وحقق القارى ان الوهم فيه من شريك والصواب رواية ابى عوانة يعنى كونها من مسانيد ام سلمة فتامل ۱۲

سه ابو جناب بجيم مفتوحة ونون كسحاب هو يحيى بن ابى حية الكلبى كذا فى الشروح وكتب الرجال فما فى النسخ من غيره غلط ۱۲ ۱۲

يخرج من بيته ينفض رأسه وقد اغتسل وبرأسه ردع او قال ردغ من حناء شك في هذا الشيخ حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا عمرو بن عاصم نا حماد بن سلمة نا حميد عن انس قال رأيت شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم مخضوبا قال حماد وانا عبد الله بن محمد بن عقيل قال رأيت شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم عند انس بن مالك مخضوبا

باب ما جاء في كحل رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمد بن حميد الرازي انبانا ابو داود الطيالسي عن عباد بن منصور عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اكتحلوا بالاثمد فانه يجلو البصر وينبت الشعر وزعم ان النبي صلى الله عليه وسلم كانت له مكحلة يكتحل منها كل ليلة ثلثة في هذه وثلاثة في هذه حدثنا عبد الله

نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا **ف**، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب میں مختلف روایتیں ہیں جیسا کہ مفصل گذر چکا لیکن اس روایت میں ایک خاص اشکال ہے وہ یہ کہ اس سے پہلے باب کی سب سے پہلی حدیث میں خود حضرت انس رض سے خضاب کی نفی مذکور ہو چکی ہے لیکن دونوں روایتیں اگر صحیح مان لی جاویں تو مختلف اوقات پر محمول ہو سکتی ہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سُرمہ کا بیان

ف، سرمہ آنکھ میں ڈالنا مستحب ہے آدمی کو چاہئے کہ ثواب کی نیت سے سرمہ ڈالے کہ اُس میں آنکھ کو فائدہ پہنچنے کے علاوہ اتباع کا ثواب بھی ہے، امام ترمذی نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

نمبر ۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اثمد کا سُرمہ آنکھوں میں ڈالا کرو اس لئے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو بھی تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی زیادہ اگاتا ہے حضرت ابن عباس یہ بھی کہتے تھے کہ حضور کے پاس ایک سُرمہ دانی تھی جس میں سے تین تین سلائی ہر رات آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے **ف**، اثمد ایک خاص سُرمہ کا نام ہے جو سیاہ سُرخی مائل ہوتا ہے، بلاد مشرقیہ میں پیدا ہوتا ہے

سله ردغ الخ يعني شك الشيخ ابراهيم في هذا اللفظ في انه اسمعه من شيخه النضر بالعين المهملة او بالغين المعجمة لكن قال القسطلاني اتفق المحققون على ان الردغ بالمعجمة غلط في هذا الموضع لاتفاق اهل اللغة على انه بالمهملة لطخ من زعفران ۱۲

سله مخضوبا قال القاري قد مر في الاحاديث الصحيحة عن انس انه صلى الله عليه وسلم لم يخضب فلعله اراد بالنفي اكثر احواله وبالاثبات ان صح عنه الاقل ويجوز احدهما على الحقيقة والاخر على المجاز ۱۲

سله الكحل بالضم كل ما يوضع في العين للاستشفاء وبالفتح جعل الكحل في العين قال القسطلاني المسموع من الرواة الضم وان كان للفتح وجه بحسب المعنى ۱۲

سله الرازي نسبة الى الري مدينة كبيرة مشهورة من بلاد الديلم وزادوا الزاي في النسب اليها ۱۲

سله الشعر بفتح العين للازدواج وهو الرواية ۱۲

سله مكحلة بضم الاول والثالث وكان القياس الكسر فهو من النوادر ۱۲

ابن الصباح الهاشمی البصری انا عبید الله بن موسی انا اسرائیل عن عباد بن منصور ح[1] وحدثنا علی بن حجر ثنا یزید بن هرون انبانا عباد بن منصور عن عکرمة عن ابن عباس قال كان النبی صلی الله علیه وسلم یکتحل قبل ان ینام بالاثمد ثلثا فی کل عین وقال یزید[2] بن هرون فی حدیثه ان النبی صلی الله علیه وسلم كانت له مکحلة یکتحل منها عند النوم ثلثا فی کل عین حدثنا احمد بن منیع انبانا محمد ابن یزید عن محمد بن اسحاق عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالاثمد عند النوم فانه یجلو البصر وینبت الشعر حدثنا قتیبة بن سعید قال انا بشر بن المفضل عن عبد الله بن عثمان بن خثیم[3] عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

بعض اکابر اس سے اصفہانی سُرمہ مراد بتلاتے ہیں اور بعض نے تو تیا بتلایا ہے علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تندرست آنکھوں والے اور وہ لوگ ہیں جنکو موافق آجائے ورنہ مریض آنکھ اُس سے زیادہ دکھنے لگتی ہے سلائی کے بارہ میں بھی مختلف روایتیں ہیں بعض روایات میں دونوں آنکھ میں تین تین وارد ہوئی ہیں اور بعض روایات میں دائیں آنکھ میں تین بائیں میں دو وارد ہوئی ہیں، یہ مختلف اوقات پر محمول ہیں کہ بعض مرتبہ حضور ایسا فرماتے تھے اور بعض مرتبہ ایسا۔ ،، ٭

نمبر ۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل ہر آنکھ میں تین تین سلائی اثمد کے سرمہ کی ڈالا کرتے تھے اور ایک روایت میں ابن عباسؓ ہی سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے سونے کے وقت تین تین سلائی آنکھ میں ڈالا کرتے تھے

نمبر ۳ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اثمد کا سُرمہ ضرور ڈالا کرو وہ نگاہ کو روشن بھی کرتا ہے اور پلکیں بھی خوب اُگاتا ہے۔ ،، ٭

نمبر ۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے سب سُرموں میں سرمہ اثمد عمدہ سرمہ ہے آنکھ کو بھی روشنی پہنچاتا ہے اور پلکیں بھی اُگاتا ہے۔ ،،

[1] هذه علامة التحويل من سند الی سند آخر فانهم یکتبون عند الانتقال من سند الی آخر لفظ ح رمزا للاختصار وهی فی کتب المتاخرین اکثر من کتب المتقدمین ثم هی مختصرة من التحویل او من الحائل او من صح او من الحدیث اقوال للعلماء وایضا هل ینطق بها مفردة ح مر فی قرائته او ینطق بلفظ ما رمز بها له او لا ینطق بها اصلا ثلثة اقوال لاهل الاصول والجمهور علی الاول وملتقی السندین ههنا عباد بن منصور

[2] وقال یزید الخ لیس بمعلق ولا مرسل کما توهم بل هذا بیان الاختلاف الرواة فی روایة ابن عباس ۱۲

[3] خثیم بخاء معجمة فمثلثة مصغرا کذا ضبطه المناوی والبیجوری فما فی النسخ خیثم بتقدیم التحتانیة غلط وکذا سعید بن جبیر بجیم مضمومة فموحدة مفتوحة وسکون یاء کما فی المغنی ۱۲

ان خیر ما اکتحلتم به الاثمد یجلو البصر وینبت الشعر حدثنا ابراهیم بن المستمر البصری ثنا ابو عاصم عن عثمان بن عبد الملك عن سالم عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم علیکم بالاثمد فانه یجلو البصر وینبت الشعر

باب ما جاء فی لباس رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثنا محمد بن حمید الرازی انبانا الفضل بن موسی وابو تمیلة وزید بن حباب عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بریدة عن ام سلمة قالت کان احب الثیاب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم القمیص حدثنا علی بن حجر ثنا الفضل بن موسی عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد الله بن بریدة عن ام سلمة قالت کان احب الثیاب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم القمیص حدثنا زیاد

نمبر ۵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کیا کہ اثمد ضرور ڈالا کرو وہ نگاہ کو بھی روشن کرتا ہے اور پلکیں بھی اگاتا ہے **ف** ان سب روایتوں میں اثمد کی ترغیب ہے لیکن ان سے وہی آنکھیں مراد ہیں جنکو موافق آجائے ورنہ بعض عوارض کی وجہ سے بعض لوگوں کو سرمہ موافق نہیں آتا جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا ذکر

ف اس باب میں مصنف نے سولہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں، لباس کے بارہ میں علماء فرماتے ہیں، کہ آدمی کا لباس کوئی واجب ہوتا ہے کوئی مستحب کوئی حرام کوئی مکروہ اور کوئی مباح، آدمی کو لباس کے وقت اہتمام سے مندوبات کی طرف رغبت اور مکروہات سے اجتناب ہونا چاہئے واجب وہ مقدار لباس ہے جس سے ستر عورت کیا جاوے، اور مندوب وہ ہے جس کے پہننے کی شریعت میں ترغیب آئی ہو جیسے عمدہ کپڑا عید بقرعید کے لئے اور سفید کپڑا جمعہ کے لئے مکروہ وہ ہے جس کے نہ پہننے کی ترغیب آئی ہو جیسے غنی کے لئے ہمیشہ پھٹے پرانے کپڑے پہننا حرام وہ ہے جسکے پہننے کی ممانعت آئی ہو جیسے مرد کے لئے ریشمی کپڑا بلا عذر پہننا

نمبر ا و ۲ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب کپڑوں میں کرتہ کو زیادہ

ا ابو تمیلة بالمثناة الفوقانیة مصغراً ووهم من قال بالمثلثة هو یحیی بن واضح الانصاری اعرج حدیثه السنة ۱۲

۲ حباب بمهملة وموحدتین بینهما الف کتراب ابو الحسین العکلی الخراسانی

۳ عبد المؤمن یعنی ان الفضل وابا تمیلة وزیداً کلهم یروون عن عبد المؤمن وعبد المؤمن لیس له عند المص الا هذا الحدیث ۱۲

۴ القمیص المشهور فی الروایة ان اذا احب اسم کان فیکون مرفوعاً والقمیص خبره فیکون منصوباً وروی عکسه ایضاً والمراد بالقمیص ما کان بالقطن والکتان دون الصوف لانه یتاذی منه الانسان سیما الرجل ۱۲

۵ علی بن حجر انه لم یختلف متن الروایة فی هذه الاحادیث الثلثة وانما کررها لاختلاف السند من عبده وفی الطریق الثالث زیدت لفظ یلبسه ۱۲

۶ زیاد بکسر زای فمثناة تحتیة کعماد البغدادی نسبة الی البلد المشهور وهو مدینة السلام قیل فی وجه تسمیته بغ اسم لصنم لاهل المشرق وداد بمعنی العطیة ای عطیة صنم بغ ولذا کره ذلك الاسم بعض العلماء ۱۲

۵ سخال بن مخلد ۱۲ · بصیغة الفاعل ۱۲ · ای تعرفوا ۱۲

سلہ قال ابو عیسیٰ الخ غرض المصنف بهذا الکلام ان عبد المؤمن روی عنہ الفضل بن موسیٰ وزید بن حباب فقالا عن عبد اللہ ابن بریدۃ عن ام سلمۃ ولم یذکرا

ابن ایوب البغدادی ثنا ابو تمیلۃ عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہ القمیص قال ابو عیسیٰ ھکذا قال زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ وھکذا روی غیر واحد عن ابی تمیلۃ مثل روایۃ زیاد بن ایوب وابو تمیلۃ یزید فی ھذا الحدیث عن امہ وھو اصح حدثنا عبد اللہ بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن ھشام ثنی ابی عن بدیل العقیلی عن شہر بن حوشب عن اسماء بنت یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسغ حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث

پسند فرماتے تھے **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کو زیادہ پسند فرمانے کی وجوہ علماء نے مختلف تحریر فرمائی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھکا جاتا ہے بخلاف لنگی وغیرہ کے اسلئے وہ پسند تھا بعض کہتے ہیں کہ کم قیمت اور بدن پر بوجھ نہیں بخلاف چادر وغیرہ کے، بعض کی رائے ہے کہ اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا، برخلاف بعض اور کپڑوں کے بندۂ ناچیز کے نزدیک اسکی وجہ بظاہر یہ ہے کہ کرتہ میں ستر عورت بھی اچھی طرح سے ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تجمل و زینت بھی اچھی ہوجاتی ہے برخلاف اور کپڑوں کے کہ اُن سے یا تجمل میں کمی رہیگی جیسے لنگی، یا ستر عورت میں جیسے چادر، اس باب کی آٹھویں حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے، اُس کی ساتھ تطبیق اُسی جگہ ذکر کی جائے گی۔

نمبر ۳ ایسے ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے لئے سب کپڑوں میں سے کرتہ زیادہ پسند تھا۔

نمبر ۴ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی **ف** یہ روایت بظاہر اُس روایت کے خلاف ہے جس میں آستین کا پہنچے سے نیچے ہونا وارد ہوا ہے علماء نے ان دونوں روایتوں کو چند طریق سے جمع کیا ہے اول آیہ کہ تعدد اوقات پر عمل کیجاوے کہ کبھی ایسی ہوتی تھیں اور کبھی اس طرح، دوم یہ کہ آستین جسوقت میں سکڑی ہوتی تھی تو پہنچے تک اور جس وقت کہ سیدھی ہوتی تھی تو پہنچے سے نیچے تک بھی ہوجاتی تھی بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تخمینہ

واسطۃ ام بریدۃ وروی عنہ ابو تمیلۃ ایضا لکن اختلف علیہ فی اسنادہ فروی عنہ ابن حمید بدون ذکر الواسطۃ وروی عنہ زیاد ابن ایوب بواسطۃ الام و تابع زیادا علی ھذہ الزیادۃ غیر واحد فالراجح وجود الواسطۃ فی ھذہ الروایۃ قال المصنف فی جامعہ سمعت محمد بن اسمعیل قال حدیث ابن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ اصح

۲ قیل ھذا الکلام تاکید لما سبق وقیل معناہ ای اباتمیلۃ یزید فی ھذا الحدیث بعد قولہ عن امہ لفظ وھو اصح فیکون وھو لفظ اصح حینئذ مفعول یزید لا یکون مجرد تکرار ۱۲

۳ بدیل بدال المھملۃ مصغرا ھو ابن میسرۃ کما فی نسخۃ والعقیلی مصغرا نسبۃ الی عقیل بن کعب ابن عامر ۱۲

۴ الرسغ بضم الراء بسکون السین او الصاد لغتان ثم غین معجمۃ وھو مفصل ما بین الکف و الساعد والحکمۃ فیہ انہ ان جاوز الید منع لبسہ سرعۃ الحرکۃ والبطش و ان قصر عن الرسغ تاذی الساعد بالحر والبرد ۱۲

حدثنا ابو نعیم انا زهیر عن عروة بن عبد الله بن قشیر[1] عن معاوية بن قرة عن ابيه[5] قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من مزينة لنبايعه وان قميصه لمطلق او قال زر قميصه مطلق قال فادخلت يدي في جيب قميصه فمسست الخاتم حدثنا عبد بن حميد ثنا محمد بن الفضل نا حماد بن سلمة عن حبيب بن الشهيد عن الحسن عن انس[6] بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج وهو متكئ على اسامة ابن زيد عليه ثوب قطري[2] قد توشح به فصلى بهم وقال عبد بن حميد قال محمد بن الفضل سألني يحيى[3] بن معين عن هذا الحديث اول ما جلس الي فقلت ثنا حماد بن سلمة فقال لو كان من كتابك فقمت لاخرج كتابي فقبض على ثوبي ثم قال امله[4] علي فاني اخاف ان لا القاك قال فامليته عليه ثم اخرجت كتابي فقرأت عليه حدثنا

(قبیلہ وگروہ ۱۲ — اسم قبیلۃ من العرب سمیت باسم احد ابائہم ۱۲ — کشادہ ۱۲ — التوشح قلادہ درگردن افگندن ۱۲ — ای لکان اوثق ۱۲)

پر عمل فرمایا ہے، اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔" ۱۲

نمبر ۵ ۔ قرہ بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا تکمہ کھلا ہوا تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر تبرکاً مہر نبوت کو چھوا۔" +

نمبر ۶ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ پر سہارا لگائے ہوئے مکان سے تشریف لائے اسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا جسمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لپٹے ہوئے تھے پس حضورؐ نے باہر تشریف لاکر صحابہؓ کو نماز پڑھائی **ف** یہ قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ہے چنانچہ دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے اسی لئے حضورؐ نے حضرت اسامہ پر سہارا لگا رکھا تھا اور غالب یہ ہے کہ مرض الوفات کا قصہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اس میں پیش آئے ہیں"، اس حدیث کی سند کے متعلق ایک عجیب قصہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے جس سے حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث کی ساتھ شدت اشتیاق اور دنیا کی بے ثباتی معلوم ہوتی ہے، محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ یحیی بن معین جو علم حدیث کے بڑے جلیل القدر امام ہیں حتی کہ بعض علماء نے لکھا ہے

[1] قشیر بقاف وشین معجمة مصغرا وكذلك الحسين وحويرث ونعيم وزهير وكلهم مصغرون وقرة بضم القاف وتشديد الراء ۱۲

[2] قطري بكسر القاف وسكون الطاء بعدها راء ثم ياء النسب نسبة الى القطر وهو نوع من البرود اليمنية يتخذ من قطن وفيه حمرة واعلام مع خشونة او نوع من حلل جياد من بلد بالبحرين اسمها قطر بفتحتين فكسرت القاف وسكنت الطاء على خلاف القياس ۱۲

[3] يحيى بن معين امام من ائمة الجرح والتعديل كتب بيده الف الف حديث ۱۲

[4] امله بلام مشددة مفتوحة مع كسر الميم من الاملال وهو بمعنى الاملاء او بسكون الميم وكسر اللام مخففة من الاملاء يقال امللت الكتاب وامليته اذا القيته على الكاتب ليكتب والمعنى حدثني بالاملاء ولا تقبل ان تجيئني بالكتاب وفيه كمال التحريض على تحصيل العلم ۱۲

سلہ قال ابو عیسیٰ الخ غرض المص بہذا الکلام ان عبد المؤمن روی عنہ الفضل بن موسیٰ وزید بن حباب فقالا عن عبد اللہ ابن بریدۃ عن ام سلمۃ ولم یذکرا واسطۃ ام بریدۃ وروی عنہ

ابن ایوب البغدادی ثنا ابو تمیلۃ عن عبد المؤمن بن خالد عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ[۳] قالت کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہ القمیص قال ابو عیسیٰ[۱] ھکذا قال زیاد بن ایوب فی حدیثہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ وھکذا روی غیر واحد عن ابی تمیلۃ مثل روایۃ زیاد بن ایوب وابو تمیلۃ یزید[۲] فی ھذا الحدیث عن امہ وھو اصح حدثنا عبد اللہ بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن ھشام ثنی ابی عن بدیل[۳] العقیلی عن شہر بن حوشب عن اسماء[۴] بن یزید قالت کان کم قمیص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الرسغ[۵] حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث

پسند فرماتے تھے **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کو زیادہ پسند فرمانے کی وجوہ علماء نے مختلف تحریر فرمائی ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس سے بدن اچھی طرح ڈھانکا جاتا ہے بخلاف لنگی وغیرہ کے اسلئے وہ پسند تھا بعض کہتے ہیں کہ کم قیمت اور بدن پر بوجھ نہیں بخلاف چادر وغیرہ کے بعض کی رائے ہے کہ اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا برخلاف بعض اور کپڑوں کے بندۂ ناچیز کے نزدیک اسکی وجہ بظاہر یہ ہے کہ کرتہ میں ستر عورت بھی اچھی طرح سے ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تجمل اور زینت بھی اچھی ہوجاتی ہے برخلاف اور کپڑوں کے کہ ان سے یا تجمل میں کمی رہیگی جیسے لنگی، یا ستر عورت میں جیسے چادر، اس باب کی آٹھویں حدیث بظاہر اس حدیث کے مخالف ہے، اس کی ساتھ تطبیق اسی جگہ ذکر کی جائے گی۔ +

نمبر ۳ ایسے ہی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہننے کے لئے سب کپڑوں میں سے کرتہ زیادہ پسند تھا۔ +

نمبر ۴ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچے تک ہوتی تھی **ف** یہ روایت بظاہر اُس روایت کے خلاف ہے جس میں آستین کا پہنچے سے نیچے ہونا وارد ہوا ہے علماء نے ان دونوں روایتوں کو چند طرق سے جمع کیا ہے اول آنکہ تعدد اوقات پر محمول کیجاویں کہ کبھی ایسی ہوتی تھیں اور کبھی اس طرح، دوم یہ کہ آستین جسوقت میں سکڑی ہوتی تھی تو پہنچے تک اور جس وقت کہ سیدھی ہوتی تھی تو پہنچے سے نیچے تک بھی ہوجاتی تھی بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تخمینہ

ابو تمیلۃ ایضا لکن اختلف علیہ فی اسنادہ فروی عنہ ابن حمید بدون ذکر الواسطۃ وروی عنہ زیاد ابن ایوب بواسطۃ الام وتابع زیاداً علی ھذہ الزیادۃ غیر واحد فالراجح وجود الواسطۃ فی ھذہ الروایۃ قال المصنف فی جامعہ سمعت محمد بن اسمعیل قال حدیث ابن بریدۃ عن امہ عن ام سلمۃ اصح ١٢

سلہ قیل ھذا الکلام تاکید لما سبق وقیل معناہ ای ابا تمیلۃ یزید فی ھذا الحدیث بعد قولہ عن امہ لفظ وھو اصح فیکون وھو لفظ اصح حینئذ مفعول یزید ولا یکون مجرد تکرار ١٢

سلہ بدیل بدال المہملۃ مصغراً ھو ابن میسرۃ کما فی نسخ وا لعقیلی مصغراً نسبۃ الی عقیل بن کعب ابن عامر ١٢

سلہ الرسغ بضم الراء بسکون السین او الصاد لغتان ثم غین معجمۃ وھو مفصل ما بین الکف والساعد والحکمۃ فیہ انہ ان جاوز الید منع لابسہ سرعۃ الحرکۃ والبطش وان قصر عن الرسغ تاذی الساعد بالحر والبرد ١٢

انا ابو نعیم انا زهیر عن عروة بن عبد الله بن قشیر[1] عن معاویة بن قرة عن ابیه[5] قال اتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رهط من مزینة لنبایعه وان قمیصه لمطلق او قال زر قمیصه مطلق قال فادخلت یدی فی جیب قمیصه فمسست الخاتم

(قبیلہ و گروہ ۱۲ — اسم قبیلۃ من العرب مسماۃ باسم احد جدہم ۱۲ — کشادہ ۱۲)

حدثنا عبد بن حمید ثنا محمد بن الفضل نا حماد بن سلمة عن حبیب بن الشهید عن الحسن عن انس بن مالک[6] ان النبی صلی الله علیه وسلم خرج وهو متکئ علی اسامة ابن زید علیه ثوب قطری[2] قد توشحه به فصلی بهم وقال عبد بن حمید قال محمد بن الفضل سألنی یحیی بن معین[3] عن هذا الحدیث اول ما جلس الی فقلت ثنا حماد بن سلمة فقال لو کان من کتابک فقمت لاخرج کتابی فقبض علی ثوبی ثم قال امله[4] علی فانی اخاف ان لا القاک قال فاملیته علیه ثم اخرجت کتابی فقرأت علیه حدثنا

(التوشح قلادہ در گردن افگندن ۱۲ — اسے لکان او فوق ۲)

پر حمل فرمایا ہے، اس صورت میں کوئی اشکال ہی نہیں۔" ۱۲

نمبر ۵ قرۃ بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کے لئے حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کا تکمہ کھلا ہوا تھا میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈالکر تبرکاً مہر نبوت کو چھوا۔"

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہؓ پر سہارا لگائے ہوئے مکان سے تشریف لائے اسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا جسمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم لپٹے ہوئے تھے پس حضورؐ نے باہر تشریف لاکر صحابہؓ کو نماز پڑھائی **ف** یہ قصہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا ہے چنانچہ دارقطنی نے اس کی تصریح کی ہے اسی لئے حضورؐ نے حضرت اسامہؓ پر سہارا لگا رکھا تھا اور غالب یہ ہے کہ مرض الوفات کا قصہ ہے کہ اس قسم کے واقعات اُس میں پیش آئے ہیں۔" اس حدیث کی سند کے متعلق ایک عجیب قصہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے جس سے حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا حدیث کی ساتھ شدت اشتیاق اور دنیا کی بے ثباتی معلوم ہوتی ہے، محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ یحیی بن معین جو علم حدیث کے بڑے جلیل القدر امام ہیں حتی کہ بعض علماء نے لکھا ہے

---

[1] قشیر بقاف وشین معجمة مصغراً وکذلک الحسین وحریث ونعیم وزهیر وکلهم مصغرون وقرة بضم القاف وتشدید الراء ۔ ۱۲

[2] قطری بکسر القاف وسکون الطاء بعدها راء ثم یاء النسب نسبة الی القطر وهو نوع من البرود الیمنیة یتخذ من قطن وفیه حمرة واعلام مع خشونة او نوع من حلل جیاد من بلد بالبحرین اسمها قطر بفتحتین فکسرت القاف وسکنت الطاء علی خلاف القیاس ۔ ۱۲

[3] یحیی بن معین امام من ائمة الجرح والتعدیل کتب بیده الف الف حدیث ۔" ۱۲

[4] امله بلام مشددة مفتوحة مع کسر المیم من الاملال وهو بمعنی الاملاء او بسکون المیم وکسر اللام مخففة من الاملاء یقال امللت الکتاب واملیته اذا القیته علی الکاتب لیکتب والمعنی حدثنی بالاملاء ولا قبل ان تجیئ بالکتاب وفیه کمال التحریض علی تحصیل العلم ۔" ۱۲

سوید بن نصر انا عبد اللہ بن المبارک عن سعید بن ایاس الجریری عن ابی نضرة[1]
عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استجد[2] ثوبا سماہ
باسمہ امامة او قمیصا او رداءً ثم یقول اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ[3] اسألک خیرہ و
خیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ وشر ما صنع لہ حدثنا ھشام بن یونس الکوفی
انبانا القاسم بن مالک المزنی عن الجریری عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ حدثنا محمد بن بشار انبانا معاذ بن ھشام
ثنی ابی عن قتادة عن انس[8] بن مالک قال کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ

کہ انھوں نے دس لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں، یحییٰ بن معین نے بیٹھتے ہی اس حدیث کو مجھ سے دریافت کیا میں نے سنانا شروع کیا تو وہ فرمانے لگے کہ کاش اپنی کتاب سے سُناتے تاکہ زیادہ قابل اطمینان ہوتی، محمد بن فضل کہتے ہیں کہ میں کتاب لینے کے لئے اندر جانے لگا تو یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ نے میرا کپڑا پکڑ لیا اور یہ کہنے لگے کہ پہلے مجھے لکھا دو موت حیات کا کچھ اعتبار نہیں ممکن ہے کہ میں پھر مل سکوں نہ مل سکوں کتاب دیکھکر دوبارہ سنا دینا محمد بن فضل کہتے ہیں کہ اول میں نے حفظ سنائی، اور پھر کتاب لاکر دوبارہ دیکھکر سنائی اللہ اکبر اُنکو طرفین کی حیات کا اسقدر بھی اطمینان نہیں تھا کہ اندر سے کتاب لانے تک زیست کا یقین ہو،،

نمبر ۷ ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کپڑا پہنتے تو اظہار مسرت کے طور پر اُس کا نام لیتے مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ کرتہ مرحمت فرمایا یا ایسی ہی کرتہ چادر وغیرہ پھر یہ دعا پڑھتے۔ اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسألک خیرہ وخیر ما صنع لہ واعوذ بک من شرہ و شر ما صنع لہ (**ترجمہ**) یا اللہ تمھارے ہی لئے سب تعریفیں ہیں اور اس کپڑے کے پہنانے پر تمھارا ہی شکر ہے یا اللہ تم سے ہی اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں (کہ خراب نہ ہو ضائع نہ ہو) اور اُن مقاصد کی بھلائی اور خوبی چاہتا ہوں جنکے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اور تم ہی سے اس کپڑے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اُن چیزوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جنکے لئے یہ کپڑا بنایا گیا،،

نمبر ۸ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی منقش چادر کپڑوں میں

---

[1] ابی نضرة بنون مفتوحة وضاد معجمة ساکنة تقدم فی باب الخاتم فارجع الیہ ۱۲

[2] استجد ای لبس ثوبا جدیدا وقولہ سماہ باسمہ زاد فی بعض النسخ عمامة او قمیصا او رداءً او غیرھا ای یقول ھذہ عمامة مثلاً وتعقب بان کلامہ علیہ السلام مصان عن الخلو عن الفائدة وھذہ لا فائدة فیہ واجیب بان القصد اظہار النعمة او یقول کسانی اللہ ھذا القمیص مثلاً قلت والاوجہ عندی انہ بیان لضمیر کسوتنیہ ای یقول فی القمیص مثلاً اللھم لک الحمد کما کسوتنی ھذا القمیص وکذا فی غیر القمیص من العمامة وغیرہ ولم ار ھذا فی کلام المشائخ بل کلام شراح الشمائل الی ما ثمہ فتامل ۱۲

[3] کما کسوتنیہ الکاف للتعلیل ای لک الحمد علی کسوتک لی ایاہ او للتشبیہ فی الاختصاص ای الحمد مختص بک کاختصاص الکسوة ۔ ۱۲

علیہ وسلم یلبسہ الحبرۃ حدثنا محمود بن غیلان انبانا عبدالرزاق انبانا سفیان عن عون بن ابی جحیفۃ عن ابیہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کانی انظر الی بریق ساقیہ قال سفیان اراھا حبرۃ حدثنا علی بن خشرم انا عیسی بن یونس عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن البراء بن عازب قال ما رأیت احدا من الناس احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کانت جمتہ لتضرب قریبا من منکبیہ حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمن بن مھدی انبانا عبیداللہ بن ایاد عن ابیہ عن ابی رمثۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

زیادہ پسندیدہ تھی **ف** یہ حدیث بظاہر باب کی پہلی حدیث کے مخالف ہے جس میں کرتہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ ہونا بیان کیا گیا ہے علماء نے اس کی مختلف توجیہیں فرمائی ہیں سب سے زیادہ سہل تو یہ کہ ان میں کچھ منافات ہی نہیں وہ بھی زیادہ پسند تھا اور یہ بھی یا یہ کہا جاوے کہ پہننے کے کپڑوں میں کرتہ زیادہ پسند تھا اور اوڑھنے کے کپڑوں میں چادر بعض لوگوں نے ثبوت کے لحاظ سے اس حدیث کو زیادہ قوی بتلایا بعض لوگوں نے اس پہلی حدیث کو اقسام لباس پر محمول کیا ہے کہ کپڑوں کی سب قسموں میں کرتہ زیادہ پسند تھا اور اس حدیث کو الوان پر یعنی رنگ کے لحاظ سے منقش چادر کا رنگ پسند تھا۔

نمبر ۹ ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب بھی میرے سامنے ہے سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں وہ سرخ جوڑا منقش جوڑا تھا **ف** یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے جیسا کہ بخاری وغیرہ کی روایت میں بالتصریح موجود ہے۔ سفیان اس روایت کی مراد میں منقش جوڑا اسلئے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑے کی ممانعت آئی ہے اسی وجہ سے علماء کا اس میں اختلاف ہے چنانچہ حنفیہ کے بھی اس میں مختلف اقوال ہیں۔

نمبر ۱۰ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی سرخ جوڑے والے کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پٹھے حضور کے مونڈھوں کے قریب تک آرہے تھے **ف** یہ حدیث پہلے باب میں گذر چکی ہے یہاں سرخ جوڑے کی وجہ سے مکرر ذکر کی گئی۔

نمبر ۱۱ ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا،

حاشیہ:

ف۱ الحبرۃ بالنصب خبر کان واجب بالرفع اسمہا علی ما صحح فی اکثر نسخ الشمائل و یجوز عکسہ وھو الذی ذکرہ الزمخشری فی تصحیح المصابیح والحبرۃ کعنبۃ برد یمانی من قطن محلا ای مزین ولا یعارض ما تقدم من کون القمیص احب الثیاب لما اشتہر فی مثلہ من ان المراد انہ من جملۃ احب الثیاب اوھما باعتبار الوقتین مثلا کان القمیص احب حین یکون فی منزلہ والحبرۃ حین یکون بین اصحابہ۱۲

ف۲ ابی جحیفۃ بضم الجیم وفتح حاء مہملۃ وسکون یاء وبفاء ھو وھب الخیر تقدم فی باب الشیب ۱۲

ف۳ خشرم کجعفر بخاء و شین معجمتین معروف ۱۲

(بین السطور: ۱۲ جبین برد یمنی — ۱۲ نعم المعنی — ای لمعان ساقیہ ۱۲ — فیہ خطوط حمر ۱۲ — ان مخففۃ واسمہا ضمیر الشان ۱۲ — یصل الی منکبیہ ۱۲)

وعلیہ بردان اخضران حدثنا عبد بن حمید نا عفان بن مسلم قال انبأنا عبد اللہ بن حسان العنبری عن جدتیہ دحیبۃ[1] وعلیبۃ عن قیلۃ بنت مخرمۃ قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ اسمال ملیتین کانتا بزعفران وقد نفضتہ وفی الحدیث قصۃ طویلۃ[2] حدثنا قتیبۃ بن سعید نا بشر بن المفضل عن عبد اللہ

(البرد ثوب مخطط ۱۲ قاموس — مصغرا ۱۲ — مصبوغتین ۱۲ — جمع سمل وہو الثوب الخلق ولاضافۃ بیانیۃ ۱۲)

نمبر ۱۲ قیلہ بنت مخرمہ کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور والا پر دو پرانی لنگیں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن زعفران کا کوئی اثر اُنپر نہیں رہا تھا اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ بھی ہے **ف** زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے اسی لئے اس حدیث میں اُس طرف اشارہ کر دیا کہ اُس زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا تاکہ اُن احادیث سے اختلاف واقع نہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرانی دو چادریں پہننا تواضع کی وجہ سے تھا اسی وجہ سے صوفیانے شکستگی کی حالت کو اختیار فرمایا کہ یہ تواضع کی طرف لیجانیوالی ہے اور تکبر سے دور کرنیوالی ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو پھر شکستگی کی حالت محمود نہیں ہے چہ جائیکہ بجائے اس نفع کا مضرت حاصل ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے کہ اس شکستگی کو کمال کا جال بنایا جا رہا ہے چنانچہ ابو الحسن شاذلی قدس سرہٗ جو اکابر صوفیا میں ہیں انکا قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ نہایت عمدہ لباس میں تھے کسی شکستہ حال نے اُنپر اعتراض کیا تو آپنے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میری یہ ہیئت حق تعالیٰ شانہ کا حمد و شکر ادا کر رہی ہے اور تیری یہ حالت صورت سوال بن رہی ہے تو اپنی زبان حال سے لوگوں سے سوال کر رہا ہے الغرض بہ نیت تواضع لباس فاخرہ نہ پہننا افضل ہے بشرطیکہ کسی اور مضرت کی طرف نہ پہنچ جاوے اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے جسکو حضور کے لباس سے کوئی تعلق نہیں تھا اسلئے امام ترمذی نے اختصار کیوجہ سے ترک کر دیا، قصہ تقریباً دو ورق کا ہے، اسلئے شراح نے بھی اُس کو اختصاراً چھوڑ دیا جس میں ابن علیبہ کے ابتدائے اسلام کا قصہ اور اُس کی کیفیت ہے البتہ مشہور روایات میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس پرانے لباس میں غریبانہ نشست کیساتھ تشریف فرما تھے ایک کھجور کی چھڑی حضور کے دست مبارک میں تھی ایک شخص حاضر ہوئے اور حضور کی بہ فقیرانہ ہیئت دیکھکر رعب کیوجہ سے کانپنے لگے، حضور اقدس

---

[1] دحیبۃ بالضم علی المشہور وقیل بالفتح وعلیبۃ کذا فی النسخ والصواب بدلہ صفیۃ کما حققہ الشراح وہما بنتا علیبۃ بالصواب اخرجہ المص فی جامعہ ۱۲

[2] قصۃ طویلۃ اخرجہا الطبرانی بسند لا باس بہ مختصراً واخرجہا ایضاً الطبرانی من طریق حفص بن عمر فی معجمہ الکبیر بطولہا قریب من ورقتین قالہ القاری ۱۲

ابن عثمان بن خثیم[1] عن سعید بن جبیر عن ابن عباس[13] رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالبیاض من الثیاب لیلبسہا احیاءکم وکفنوا فیہا موتاکم فانہا من خیار ثیابکم حدثنا محمد بن بشار انبانا عبدالرحمن بن مہدی انا سفین (ہو ابن عیینۃ) عن حبیب بن ابی ثابت عن میمون بن ابی شبیب عن سمرۃ بن جندب[14] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض[2] فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم حدثنا احمد بن منیع انبانا یحیی بن زکریا بن ابی زائدۃ انا ابی عن مصعب ابن شیبۃ عن صفیۃ بنت شیبۃ[3] (مدہ الرحمن قصہ ۱۲) عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی اس حالت کو خود ملاحظہ فرمایا یا کسی نے عرض کیا اسپر حضورؐ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ سکون اختیار کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمانا تھا کہ اُنپر سے سب خوف وغیرہ جاتا رہا بعض احادیث سے یہ قصہ خود قیلہ ہی کا معلوم ہوتا ہے، چنانچہ امام ترمذی نے حضور کی نشست کے بیان میں اسکا تھوڑا سا ذکر بھی فرمایا ہے اور قیلہؓ ہی کیطرف قصہ کی نسبت کی ہے جیسا کہ اپنے باب میں آرہا ہے۔ ،،

نمبر ۱۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ سفید کپڑوں کو اختیار کیا کرو کہ یہ بہترین لباس میں سے ہے اسی کو زندگی کی حالت میں پہننا چاہئے اور انہی میں مُردوں کو دفن کرنا چاہئے **ف** اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید لباس پہننے کا ذکر نہیں اسلئے اسکو شمائل میں ذکر کرنا مخفی ہے لیکن یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ جب حضورؐ نے اسکی ترغیب فرمائی ہے تو خود پہننا بھی نکل آیا چنانچہ بخاری وغیرہ میں حضورؐ کا سفید لباس زیب تن فرمانا بالتصریح ثابت ہے۔ ،،

نمبر ۱۴ سمرۃ بن جندب فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے، اور اُسی میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو، **ف** زیادہ پاک صاف رہنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر ذرا سا بھی دھبہ کسی چیز کا پڑ جائے تو فوراً محسوس ہو جاتا ہے بخلاف رنگین کپڑے کے کہ اُس میں تھوڑا سا دھبہ کم محسوس ہوتا ہے۔ ،،

نمبر ۱۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو

---

[1] خثیم بضم خاء معجمۃ فمثلثۃ مفتوحۃ وسکون تحتیۃ مصغراً تقدم فی باب الکحل ۱۲۔

[2] البیاض ای الثیاب البیض بولغ فیہا فکانہا نفس البیاض ۱۲۔

[3] صفیۃ لہا روایۃ وحدیث وانکار الدارقطنی ادراکہا یردہ تصریح البخاری بسماعہا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن ثم جزم فی التقریب بانہا من صغار الصحابۃ ۱۲۔

ذات فدلۃ وعلیہ مرطٌ[1] من شعرٍ اسود حدثنا یوسف بن عیسٰی انا وکیع انا یونس بن ابی اسحاق عن ابیہ عن الشعبی[2] عن عروۃ بن المغیرۃ بن شعبۃ عن ابیہ[17] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین۔

باب ماجاء فی عیش[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین[1] قال کنا عند ابی ہریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان[4] من کتان فتمخط فی احدھما فقال بخ بخ[5]

مکان سے باہر تشریف لائے، تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

نمبر ۱۷ مغیرۃ بن شعبہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رومی جبہ زیب تن فرمایا تھا جس کی آستینیں تنگ تھیں **ف** یہ قصہ غزوۂ تبوک کا ہے علماء نے ایسی ہی احادیث سے استنباط فرمایا ہے کہ کفار کی بنائی چیزیں ناپاک نہیں ہوتی جبتک کہ کسی خارجی طریقہ سے اُنکے ناپاک ہونیکا یقین نہ ہو اس لئے کہ روم میں اُسوقت تک لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے اُن کے بُنے ہوئے کپڑے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمائے ہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گزارہ کے بیان میں

ف یہ باب شمائل کے موجودہ نسخوں میں دو جگہ ملتا ہے ایک یہاں دوسرے اواخر کتاب میں۔ لیکن دو جگہ مذکور ہونے کی کوئی خاص وجہ نہیں اسی لئے بعض نسخوں میں ہر دو باب کی احادیث کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے تاہم چونکہ اکثر نسخوں میں دو جگہ پایا جاتا ہے اسلئے یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ امام ترمذی کا مقصود اس جگہ صرف نفس تنگی کو بیان کرنا ہے اور اُس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی کی حالتیں جو جو چیزیں نوش فرمائی ہیں اُن کا ذکر مقصود ہے اسی وجہ سے یہاں صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں اور اُس جگہ زیادہ ہیں الفاظ ترجمہ کے اگرچہ ایک ہیں لیکن مقصود علیحدہ ہے امام ترمذی نے اس باب میں ۹ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُنپر ایک لنگی اور ایک چادر تھی، وہ دونوں کتان کی تھیں اور گیروی رنگ میں رنگی ہوئی تھیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

---

[1] مرط بکسر فسکون و المھملۃ حالیۃ وھو کساء طویل واسع من خز او صوف اوشعر ولفظ من شعر واثبات من وفی بعض النسخ الصحیحۃ مرط شعر بالاضافۃ وھی ترجع الی الاولی ایضا لان الاضافۃ بیانیۃ۔۱۲

[2] الشعبی ھو نسبۃ شعب کفلس بطن من ھمدان بسکون المیم ھو عامر بن شراحیل والشعبی بالضم ھو معاویۃ بن حفص والشعبی بالکسر ھو عبداللہ بن مظفر وکلھم محدثون فتمیز۔۱۲

[3] عیش ھو الحیات ومایکون بہ الحیات وفی القاموس ھو الحیات وما یعاش بہ والخبز ۱۲

[4] ممشقان بتشدید الشین المعجمۃ المفتوحۃ ای مصبوغان بالمشق بالکسر وھو الطین الاحمر وقیل المغرۃ۔۱۲

[5] بخ بخ بسکون الخرۃ فیھما وقیل بکسرۃ غیر منون فیھما وفیہ لغات اخر کلمۃ تقال عند الرضاء والاعجاب بالشئی والفخر لتفخیم الامر وتعظیمہ وقد تستعمل للانکار کما ھھنا۔۱۲

یتمخط ابوھریرۃ فی الکتان لقد رأیتنی وانی لاخرّ فیما بین منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحجرۃ عائشۃ مغشیا علی فیجیئ الجائی فیضع رجلہ علی عنقی یری ان بی جنونا وما بی جنون وما ھو الا الجوع حدثنا قتیبۃ ثنا جعفر بن سلیمان الضبعی عن مالک بن دینار قال ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز قط ولا لحم الا علی ضفف قال مالک سألت رجلا من اھل البادیۃ ما الضفف فقال ان یتناول مع الناس

اُن میں سے ایک سے ناک صاف کی پھر تعجب سے کہنے لگے کہ اللہ اللہ آج ابوہریرہ کتان کے کپڑوں سے ناک صاف کرتا ہے اور ایک وہ زمانہ تھا کہ جب میں منبر نبوی اور حضرت عائشہ کے حجرہ کے درمیان شدت بھوک کیوجہ سے بیہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ مجکو مجنوں سمجھکر میری گردن کو پاؤں سے دباتے تھے اور حقیقۃً مجھے جنون وغیرہ کچھ نہیں تھا بلکہ صرف شدت بھوک کیوجہ سے یہ حالت ہو جاتی تھی۔ **ف** کہا جاتا ہے کہ اُس زمانہ میں مجنون کی گردن پاؤں سے علاجاً دبائی جاتی تھی تاکہ افاقہ پاوے اس حدیث کو حضور کے حالات میں اسلئے ذکر کیا کہ ابوہریرہ جیسے خواص خدام کا جب یہ حال تھا تو اس سے آپکی تنگی کا حال خود معلوم ہو گیا۔

نمبر ۲ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی روٹی سے اور نہ گوشت سے شکم سیری فرمائی مگر حالت ضفف پر، مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بدوی سے ضفف کے معنے پوچھے تو اُس نے لوگوں کے ساتھ کھانیکے معنے بتلائے۔ **ف** ضفف کے معنے مخفی تھے چنانچہ اب بھی اہل لغت اس میں مختلف ہیں، اسیوجہ سے مالکؒ نے ایک بدوی سے دریافت کیا ہے، اجتماعی حالت میں پیٹ بھر کر کھانیکا مطلب بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ اگر کسی جگہ دعوت وغیرہ میں نوبت آتی تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے ویسے کبھی نوبت نہ آتی تھی اسپر بعض علماء نے بڑے زور سے رد فرمایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے امر کی نسبت کرنا جسکو اگر آج کسی کیطرف نسبت کیا جائے تو سخت ناگوار ہو، نہایت بے ادبی ہے مگر بندہ ناچیز کے نزدیک اس مطلب میں کوئی مانع نہیں اس لئے کہ اس زمانہ میں اگر کسی کیطرف اس امر کی نسبت کی جاتی ہو کہ اپنے گھر پیٹ بھر کر نہیں کھاتا تو اُسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص بخیل ہے اور اُس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپکی نسبت کرنے میں اس

ف ۱ الضبعی بضم الضاد المعجمۃ وفتح الموحدۃ وکسر العین المھملۃ نسبۃ لقبیلۃ بنی ضبعۃ ۱۲
ف ۲ مالک بن دینار تابعی جلیل فالحدیث مرسل وقیل معضل لانہ سمع عن الحسن البصری ولذا سأل عن الاعرابی معنی قول الصحابی علی ضفف وھو بفتح الضاد المعجمۃ والفائین اولاھما مفتوحۃ وفی الفائق روی خفف وشظف والثلثۃ فی معنی ضیق المعیشۃ وقلتھا یعنی لم یشبع الا والحال خلاف الخصب والرخاء وقیل معناہ کثرۃ الایدی واجتماع الآکلین کما فسر فی الحدیث ۱۲ ۱۲

باب ما جاء فی خف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ھناد بن السری ثنا وکیع عن دلھم بن صالح عن حجیر بن عبد اللہ عن ابن بریدۃ عن ابیہ ان النجاشی اھدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم خفین اسودین

کا ابہام نہیں ہے اس لئے کہ اُسوقت کی تنگ حالی معلوم ہے، اور وہی مقصود ہے بالجملہ جن علماء نے اس مطلب کو ناپسند فرمایا ہے وہ حدیث کا مطلب یہ بتلاتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حالت مہمانی میں تو شکم سیر ہو کر نوش فرماتے تاکہ مہمان حضور کیساتھ جلد نہ اٹھ جاویں اور بھوکے رہیں نیز اُسوقت جبکہ آپکے یہاں کوئی مہمان ہوتا تھا تو اُسکے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود موجود نہ ہونیکے بھی فکر فرما کر مہیا فرماتے تھے، اور یہ ہو سکتا ہے کہ مجمع کی ساتھ کھانا مراد ہو، عام ہے کہ اپنے گھر ہو یا کسی دوسری جگہ اُسکی وجہ یہ ہے کہ جس مجمع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوں گے اُسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کھینچ لینے کے بعد مجمع کا ہاتھ کھینچ لینا بدیہی ہے تنبیہ ؀ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم سیر ہونا جس جس جگہ وارد ہوا ہے اُن سب مواضع میں وہی دو تہائی پیٹ بھر کر نوش فرمانا مراد ہے کہ یہ حالت بھی حالت مہمانی میں ہوتی تھی ورنہ بالکل شکم سیر ہونا کسی بوقت نہیں ہوتا تھا نہ حالت مہمانی میں نہ حالت تنہائی میں۔۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موزہ کے بیان میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چند قسم کے موزے استعمال فرمائے ہیں موزہ کے آداب میں سے دایاں موزہ پہلے پہننا ہے نیز موزہ کا پہننے سے قبل جھاڑ لینا ہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ معجم ثانی میں طبرانی نے ایک روایت موزہ کے بارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ جنگل میں ایک موزہ پہنا اور دوسرا پہننے کا قصد فرما رہے تھے کہ ایک کوا آکر وہ دوسرا موزہ اٹھا کر لے گیا، اور اوپر لیجا کر اُس کو پھینک دیا اُس میں ایک سانپ گھسا ہوا تھا جو اس گرنے کی چوٹ سے باہر نکلا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ جل شانہ کا شکر ادا کیا اور آداب موزہ سے ایک قانون فرما دیا کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اُس کو جھاڑ لیا کرے امام ترمذی نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ نمبر ۱ بریدہ کہتے ہیں کہ نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس

؀ حجیر بضم حاء مہملۃ اولی الحروف وفتح جیم وسکون یاء لھذا الحدیث الواحد اخرجہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ قالہ القاری ۱۲

؀ ابن بریدۃ ھو عبد اللہ وفی بعض النسخ ابی بریدۃ قال القسطلانی ھو غلط فاحش قال القاری وقد یوجہ بانہ کنیتہ اھ قلت لکن اھل الرجال ذکروا الکنیۃ ابا سھل، ۱۲

؀ النجاشی کسر اولہ افصح من فتحہ وتشدید الیاء افصح من تخفیفہا وتشدید الجیم خطأ قالہ البیجوری والقاری لقب ملوک الحبشۃ کالتبع للیمن وکسریٰ للفرس وقیصر للروم وھرقل للشام وفرعون لمصر القاب جاھلیۃ واسم ھذا الملک اصحمۃ وقد ارسل صلی اللہ علیہ وسلم الیہ عمرو بن امیۃ یدعوہ الی الاسلام فاسلم ومات سنۃ تسع من الھجرۃ وصلی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ کما ھو المشہور فی کتب الحدیث قالہ القاری ۱۲

ساذجین (معرب سادہ ۱۲) فلبسهما ثم توضاء ومسح علیهما حدثنا قتیبة بن سعید انا یحیی بن
زکریا بن ابی زائدة عن الحسن بن عیاش عن ابی اسحاق عن الشعبی قال قال
المغیرة بن شعبة اهدی دحیة[۱] للنبی صلی الله علیه وسلم خفین فلبسهما وقال[۲]
اسرائیل عن جابر (الجعفی ۱۲) عن عامر (الشعبی ۱۲) وجبة فلبسهما حتی تخرقا لایدری النبی صلی الله علیه وسلم
اذکی (ای مذبوح اصلهما ام لا ۱۲) هما ام لا قال ابو عیسی هذا هو ابو اسحاق الشیبانی[۳] واسمه سلیمان

باب ما جاء فی نعل رسول الله صلی الله علیه وسلم

دو سیاہ سادہ موزے ہدیۃً بھیجے تھے حضورؐ نے اُنکو پہنا اور وضو کے بعد اُن پر مسح بھی فرمایا۔"

ف نجاشی حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسا شریف ہے الی مکہ کا لقب ہوتا ہے ان نجاشی کا نام اصحمہ تھا یہ مسلمان ہو گئے تھے

نمبر ۲ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دحیہ کلبی نے دو موزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے تھے ایک دوسری روایت میں موزوں کے ساتھ جبہ کے پیش کرنیکا بھی ذکر آیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو پہنا یہانتک کہ وہ پھٹ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تحقیق نہیں فرمایا کہ وہ مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح ف اس اخیر لفظ سے حنفیہ کے اُس قول کی تائید ہوتی ہے کہ دباغت کے بعد مذبوح اور غیر مذبوح کی کھال دونوں استعمال کرنی جائز ہیں بعض ائمہ کا اس میں اختلاف ہے جس کی بحث کتب فقہ سے تعلق رکھتی ہے۔"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین (جوتہ) شریف کے ذکر میں

ف اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتہ کی ہیئت اور اُس کے پہننے اور نکالنے کا طریقہ ذکر فرمایا ہے نعل شریف کا نقشہ اور اُس کے برکات وفضائل حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم کے رسالہ زاد السعید عہ کے اخیر میں مذکور ہیں جسکو تفصیل مقصود ہو اُس میں دیکھ لے مختصر یہ ہے کہ اُس کے خواص بے انتہا ہیں علماء نے بارہا تجربہ کئے ہیں حضورؐ کی زیارت میسر ہوتی ہے ظالموں سے نجات حاصل ہوتی ہے ہر دلعزیزی میسر ہوتی ہے غرض ہر مقصد میں اُس کے توسل سے کامیابی ہوتی ہے طریق توسل بھی اُسی میں مذکور ہے امام ترمذی نے اس باب میں گیارہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

[۱] دحیة بکسر اوله عند الجمهور وقیل بالفتح صحابی مشهور ذو جمال حتی کان یاتی جبرئیل فی صورته کثیرا ووجهه تقدم ۱۲

[۲] وقال اسرائیل هو من کلام الترمذی فان کان من قبل نفسه فهو معلق وان کان من قتیبة فلا ۱۲

[۳] الشیبانی بمعجمة وتحتیة وموحدة نسبة الی شیبان قبیلة معروفة فی بکر بن وائل وهو شیبان بن جمیل بن ثعلبة قاله السمعانی والغرض ان ابا اسحاق هذا لیس بسبیعی کما یوهمه کون اسرائیل الراوی من ولده ۱۲

عہ اس رسالہ کی قیمت ۲/ ہے، منیجر کتب خانہ یحیوی سہارنپور سے طلب کیجئے۔

حدثنا محمد بن بشار ثنا ابوداؤد ثنا همام[۱] عن قتادة قلت لانس بن مالك كيف كان نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لهما قبالان[ف۱] حدثنا ابوكريب محمد ابن العلاء ثنا وكيع عن سفيان عن خالد الحذاء عن عبد الله بن الحارث عن ابن عباس[۲] قال كان لنعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قبالان مثنى شراكهما حدثنا احمد بن منيع ويعقوب بن ابراهيم ثنا ابواحمد الزبيري[ف۲] ثنا عيسى[۳] بن طهمان قال اخرج الينا انس بن مالك نعلين جرداوين[ف۳] لهما قبالان قال فحدثني ثابت بعد عن انس انهما كانتا نعلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حدثنا اسحاق ابن موسى[ف۴] الانصاري قال انا معن قال ثنا مالك ثنا سعيد بن ابى سعيد المقبري[ف۵] عن عبيد بن جريج[۴] انه قال لابن عمر رأيتك تلبس النعال السبتية قال اني رأيت

(حواشی بین السطور: طیالسی ۱۲ — ای لکل منہما ابدلیل روایۃ البخاری لہما بالافراد ۱۲ — ابن طعشان ۱۲ — بہملہ — ای بعد ہذا المجلس ۱۲ — ای عیسی بن طہمان — التی لاشعر علیہا ۱۲)

نمبر ۱، قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضؓ سے دریافت کیا کہ حضورؐ کے نعل شریف کیسے تھے تو انھوں نے فرمایا کہ ہر ایک جوتہ میں دو تسمہ تھے **ف** عرب میں جوتہ ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ یہاں ہندمیں متعارف ہے بلکہ ایک چمڑہ کی چپٹی پر دو تسمہ ہوتے تھے جس کا نقشہ یہ ہے۔ ،،

نمبر ۲، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے تسمہ دوہری تھے **ف** یعنی ہر ہر تسمہ میں، دو دو تسمہ تھے۔

نمبر ۳، عیسے کہتے ہیں کہ حضرت انسؓ نے ہمیں دو جوتہ نکالکر دکھلائے اُنپر بال نہیں تھے مجھ سے اسکے بعد ثابت نے یہ بتلایا کہ وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف تھے، **ف** اکثر چمڑہ کو بغیر بال اُتارے بھی عرب میں جوتہ بنالیا جاتا تھا اسلئے راوی نے بالوں کا ذکر فرمایا

نمبر ۴، عبید بن جریح نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بغیر بالونکے چمڑہ کا جوتہ پہنتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے انھوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتہ پہنتے ہوئے۔ اور اُس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں ایسے ہی جوتہ کو پسند کرتا ہوں۔ ،، +

سـ۱ قبالان تثنية قبال بكسر القاف وبالموحدة زمام بين الاصبع الوسطى والتى تليها وكان عليه السلام يضع احدى القبالين بين الابهام والتى تليها والاخرى بين الوسطى والتى تليها ۱۲ ،، سـ۲ الزبيري نسبة لجده زبير بالزاى مصغرا واسمه محمد بن عبد الله بن الزبير ۱۲

سـ۳ جرداوين الجرد ۱۲ مونث اجرد وهى التى لاشعر عليها استعير من ارض جرد لانبات فيها وقيل معناه خلقين ۱۲

سـ۴ ابن موسى كذا فى النسخ قاله المناوى وتبعه البيجورى ان الصواب ابن محمد كذا فى بعض النسخ ۱۲ قلت ويؤيد كتب الرجال كونه ابن موسى اذ ذكروا رواية الترمذى عن ابن موسى بدون الواسطة وعن ابن محمد بواسطة وايضا ذكروا فى تلامذة معن بن موسى هذا ابن موسى دون ابن محمد فتامل ۱۲ ،،

سـ۵ المقبرى نسبة للمقبرة لكثرة زيارته لها او حفظها او لكون عمر ولاه حفرها ۱۲ ۔ ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیہا شعر ویتوضأ فیہا[۱] فانا
احب ان البسہا حدثنا اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق عن معمر عن ابن ابی
ذئب عن صالح مولی التوأمۃ[۲] عن ابی ھریرۃ[۵] قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قبالان حدثنا احمد بن منیع ثنا ابو احمد انا سفیان عن السدی[۳]
حدثنی من سمع[۴] عمرو بن حریث[۶] یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی
فی نعلین مخصوفتین حدثنا اسحق بن موسی الانصاری انا معن انا مالک عن
ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ[۷] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لایمشین
احدکم فی نعل واحد لینعلہما جمیعا او لیحفہما جمیعا حدثنا قتیبۃ[۵] عن
مالک بن ابی الزناد نحوہ حدثنا اسحاق بن موسی انا معن انا مالک عن ابی الزبیر

نمبر۵ ابوہریرہؓ بھی یہی نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمے تھے
نمبر۶ عمرو بن حریثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان جوتوں میں نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا ہے جنمیں دوسرا چمڑا سلا ہوا تھا **ف** یعنی اسکی تلی دوہری تھی اوپر نیچے دو تہ چمڑے کی تھی، یا یہ
مطلب ہے کہ ٹوٹے ہوئے ہونے کی وجہ سے چمڑہ کا پیوند لگے ہوئے تھے اس کو کسی نے شعر میں لکھا ہے۔

سمجھ لو نام ہے مخصوف اُس کا ✣ سلا ہو جس میں باہم چرم دوہرا

نمبر۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتہ پہنکر
کوئی نہ چلے یا دونوں پہنکر چلے یا دونوں نکالدے **ف** اس حدیث کو شمائل میں ذکر کرنے سے بھی یہ ہی
مقصود ہے کہ حضور کی عادت شریفہ ایک جوتہ پہننے کی نہیں تھی اسلئے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
دوسرونکو منع فرماتے ہیں تو خود ایسا کاہے کو کرتے بظاہر اس حدیث میں ممانعت سے مقصود عادۃً ایسا
کرنا ہے لہذا اگر کسی عارض کیوجہ سے تھوڑی بہت دیر ایسے چلے مثلاً جوتہ ٹوٹ جاوے یا کوئی اور عارض پیش
آجاوے تو کچھ مضائقہ نہیں اس حدیث کے ذیل میں علماء نے ایک موزہ اور ایک آستین پہننے کو بھی داخل
فرمایا ہے، غرض معتاد طریقہ پر ہر چیز کو پہننا چاہیئے، تکلف اور بے تمیزی سے احتراز چاہیئے۔

۱ یتوضأ فیہا ای یلبسہا بعد الوضوء ورجلاہ رطبتان کما فی الجمع واختارہ النووی وقیل یتوضأ والرجل فی النعل واختارہ البیجوری ۱۲

۲ التوأمۃ کالحرجۃ بفتح مثناۃ وسکون واو وفتح ھمزۃ ہی امرأۃ لہا صحبۃ سمیت بذلک لانہا کانت مع اخت فی بطن ۱۲

۳ السدی بمہملۃ مضمومۃ فمہملۃ مشددۃ مکسورۃ نسبۃ الی السدۃ وہو باب الدار نسب الیہا اسمعیل بن عبد الرحمن لبیعہ المقانع بباب مسجد الکوفۃ وہو السدی الکبیر وحفید لہ السدی الصغیر ۱۲

۴ من سمع قال القسطلانی المراد التصریح باسمہ وانہ عطاء بن السائب ۱۲

۵ قتیبۃ الخ قیل ھذا السند مرسل ومنقطع لاسقاط الاعرج وابی ھریرۃ قالہ المناوی وتبعہ البیجوری قلت ولیس بذلک بل المعنی بسندہ نحوہ کما ہو المتعارف عند المحدثین والفرق بین الروایتین ان فی الثانیۃ حصل لقتیبۃ العلو ۱۲

عن جابر[ف] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یاکل یعنی[۱] الرجل بشمالہ او یمشی فی نعل واحدۃ حدثنا قتیبۃ عن مالک ح وانا اسحاق بن موسی انا معن انا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی[ف] ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انتعل احدکم فلیبدأ بالیمین واذا نزع فلیبدأ بالشمال فلتکن الیمنی اولھما تنعل واٰخرھما تنزع حدثنا ابو موسی[۲] محمد بن المثنی انا محمد بن جعفر[۱] انا شعبۃ ثنا اشعث وھو[۳] ابن ابی الشعثاء عن ابیہ عن مسروق عن عائشۃ[ف] رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیمن ما استطاع فی ترجلہ[۴] وتنعلہ وطھورہ حدثنا محمد بن مرزوق ابو عبد اللہ ثنا عبد الرحمن بن قیس ابو معاویۃ ثنا ھشام عن محمد[۱] عن ابی[ف] ھریرۃ قال لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالان وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما واول من عقد عقدا واحدا عثمان رضی اللہ عنہ

نمبر ۸ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتہ پہنے۔

نمبر ۹ ابوہریرۃ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتہ پہنے تو دائیں سے ابتداء کرنی چاہیئے اور جب نکالے تو بائیں سے پہلے نکالے دایاں پاؤں پہننے میں مقدم ہونا چاہیئے اور نکالنے میں موخر۔ ف چونکہ جوتہ پاؤں کے لئے زینت ہے اسلئے دیر تک پاؤں میں رہنا چاہیے جیسا کہ پہلے گذر چکا ایسے ہی ہر وہ چیز جس کا پہننا زینت ہو اس کے پہننے میں دائیں کو مقدم کرے اور نکالنے میں بائیں کو جیسے کرتہ پاجامہ اچکن وغیرہ۔

نمبر ۱۰ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ نے اپنے کنگھی کرنے میں اور جوتہ پہننے میں اور اعضاء وضو کے دھونے میں حتی الوسع دائیں سے ابتدا فرمایا کرتے تھے ف ان تین کی تخصیص نہیں بلکہ ہر چیز کا یہی حکم ہے جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا۔

نمبر ۱۱ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے دو تسمہ

---

[۱] یعنی زاد لفظ یعنی ابو الزبیر او من دونہ لنسیانہ الفاظ الشیخ والرجل لیس بالاحتراز عن المرأۃ بل المراد الشخص بطریق العموم ۱۲

[۲] ابو موسی ھو محمد ابن المثنی المذکور فما فی بعض النسخ من لفظ نا بینھما غلط ۱۲

[۳] وھو ابن الخ الغرض ان شعبۃ اقتصر علی لفظ اشعث فقط فزاد بعض من دونہ نسبہ ۱۲

[۴] فی ترجلہ ذکر الثلثۃ لیس للحصر بل للاشارۃ الی انہ کان یراعی التیمن من الفرق الی القدم فی باب العبادات والعادات ۱۲

(حاشیہ متن: ای بمشطہ شعرہ ۱۲ — ابن سیرین ۱۲ — ای جعل قبالا واحدا ۱۲ — ابن جعفر ای غندر)

باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتيبة بن سعيد وغير واحد عن عبد الله بن وهب عن يونس عن ابن شهاب عن انس بن مالك قال كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم من ورق وكان فصه حبشيا حدثنا قتيبة انا ابو عوانة عن ابي بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من فضة فكان يختم به ولا يلبسه قال ابو عيسى ابو بشر

تثليث اوله وهو ما ينقش فيه الاسم ١٢

له ذكر لفظ ذكر للتنبيه على تميز هذه الترجمة من الترجمة المتقدمة فان المراد في الاولى في البضعة الناشزة عند الكتف والمراد هنا الطابع الذي يختم به الكتب وفي لفظ الخاتم خمس لغات وقيل عشرة الافصح كسر التاء ١٢

تھے ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے جوتہ میں بھی دو دو تسمہ تھا، ایک تسمہ کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے **ف** غالباً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلئے کیا تاکہ دو تسموں کا ہونا ضروری نہ خیال کر لیا جائے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر

ف اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا **ف** چاندی کی انگوٹھی جمہور کے نزدیک جائز ہے باقی پیتل لوہے وغیرہ کی حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداءً انگوٹھی نہیں بنوائی تھی مگر جب معلوم ہوا کہ سلاطین عجم بغیر مہر کے خطوط کی قدر نہیں کرتے اور تبلیغی خطوط سلاطین کے پاس ارسال کرنے شروع فرمائے تو ۷ھ یا ۶ھ میں مہر بنوائی اس میں علماء کے اقوال مختلف ہیں کہ انگوٹھی کا کیا حکم ہے بعض علماء نے مطلقاً سنت فرمایا ہے بعض علماء نے غیر سلطان اور قاضی کے لئے مکروہ بتلایا ہے، علماء حنفیہ کثر اللہ تعالیٰ جمعہم و شکر سعیہم کی تحقیق شامی کے قول کے موافق یہ ہے کہ بادشاہ قاضی متولی وغیرہ غرض جنکو مہر کی ضرورت پڑتی ہو انکے لئے سنت ہے اور انکے غیر کے لئے مباح ہے مگر ترک افضل ہے۔

نمبر ۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اس سے خطوط وغیرہ پر مہر فرماتے تھے پہنتے نہیں تھے **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی کو پہننا روایات متعددہ سے ثابت ہے اسلئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث

اسمہ جعفر بن ابی وحشیۃ حدثنا محمود بن غیلان انا حفص بن عمر بن عبید ہو الطنافسی[1] انا زہیر عن حمید عن انس[3] قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فضۃ فصہ منہ حدثنا اسحاق بن منصور انا معاذ بن ہشام ثنی ابی عن قتادۃ عن انس بن مالک قال لما اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یکتب الی العجم قیل لہ ان العجم لا یقبلون الا کتابا علیہ خاتم فاصطنع[2] خاتما فکانی انظر الی بیاضہ فی کفہ حدثنا محمد بن یحیی انا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنی ابی عن ثمامۃ[3] عن انس بن مالک قال کان نقش خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم محمد سطر

(الضمیر راجع الی ما اصطنع منہ یعنی الخاتم ۱۲ — اشارۃ الی انہ کان من الفضۃ ۱۲)

کی علمائے چند توجیہات فرمائی ہیں بعض نے یہ توجیہ کی ہے کہ مقصود استمرار ہے کہ ہمیشہ نہیں پہنتے تھے بعض کی رائے ہے کہ حضور کی دو انگوٹھیں تھیں ایک یہ مہر والی اس کو مہر کے کام میں لاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے دوسری پہننے کے استعمال میں لاتے ایسے ہی اور بھی مختلف طرق سے جمع کیا گیا۔

نمبر ۳ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اسکا نگینہ بھی اسی کا تھا۔ **ف** یہ حدیث بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جسمیں حبشی نگینہ وارد ہوا ہے جو لوگ دو انگوٹھیوں کے قائل ہوئے ہیں وہ خود اس حدیث کو بھی دو ہونے پر قرینہ بتاتے ہیں چنانچہ بیہقی وغیرہ کی یہی رائے ہے انکے نزدیک تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جو حضرات ایک انگوٹھی کے قائل ہیں وہ ان دونوں میں اسطرح جمع فرماتے ہیں کہ حبشی ہونیکے معنے یہ ہیں کہ حبشی رنگ یا حبشی طریقہ کا تھا یا اسکا بنانیوالا حبشی تھا۔

نمبر ۴ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل عجم کو تبلیغی خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ عجم بلا مہر والے خط کو قبول نہیں کرتے اسلئے حضور نے انگوٹھی بنوائی جسکی سفیدی گویا اب میری نظروں کے سامنے پھر رہی ہے **ف** اس اخیر جملہ سے اس قصہ کے خوب یاد ہونے کیطرف اشارہ ہے، اور سفیدی سے اس کے چاندی کی ہونے پر اشارہ ہے۔

نمبر ۵ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا اس طرح پر کہ محمد ایک سطر میں تھا رسول دوسری سطر میں لفظ اللہ تیسری سطر میں۔

ف۔ الطفائی

[1] الطنافسی نسبۃ الطنافس جمع طنفسۃ بضم اولہ وثالثہ وکسرہما وکسر الاول وفتح الثالث بساط لہ خمل ای وبر نسب الیہا لانہ کان یعملہا ویبیعہا ۱۲

[2] فاصطنع من باب قولہم بنی الامیر المدینۃ والصانع کان یعلی بن امیۃ ۱۲

[3] ثمامۃ بضم المثلثۃ وتخفیف میمہ ہو عم عبد اللہ الراوی ۱۲

ورسول سطر واللہ سطر حدثنا نصر بن علی الجہضمی[1] ابو عمرو انبانا نوح بن قیس
(بالتنوین وعدمہ ۱۲ ابن حجر ۱۲ بالرفع والجر ۱۲ ابن حجر — صدوق رمی بالتشیع)
عن خالد بن قیس عن قتادة عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی کسری
وقیصر والنجاشی فقیل لہ انہم لا یقبلون کتابا الا بخاتم فصاغ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خاتما حلقتہ فضة ونقش فیہ محمد رسول اللہ حدثنا اسحاق بن
منصور انبانا سعید بن عامر والحجاج بن منہال عن ہمام عن ابن جریج[2] عن الزہری
عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسری اور قیصر اور نجاشی کے پاس تبلیغی خطوط لکھنے کا قصد فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضور یہ لوگ بدون مہر کے خطوط کو قبول نہیں کرتے اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہر بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا **ف** کسریٰ ملک فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر ملک روم کے اور نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا، کسریٰ شاہ فارس کے پاس حضور نے اپنا والانامہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ روانہ فرمایا تھا کسریٰ نے آپکے والا نامہ مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حضور نے سنکر فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے فرماویں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، شاہ روم کے پاس دحیہ کلبی کے ہاتھ گرامی نامہ اقدس ارسال ہوا۔ وہ باوجود یقین نبوۃ کے ایمان نہیں لایا نجاشی شاہ حبشہ کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ خط لکھا جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے، یہ وہ نجاشی نہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جنپر حضور نے صلوۃ الجنازہ پڑھی، یہ اور نجاشی ہیں۔ ان کے اسلام کا حال جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہے معلوم نہیں ہوا۔

نمبر ۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لیجاتے تو اپنی انگوٹھی نکالکر تشریف لیجاتے **ف** چونکہ اس میں اللہ جل جلالہ و عم نوالہ کا اسم شریف لکھا ہوا تھا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہنے ہوئے استنجے نہ جاتے تھے اسی بنا پر علماء نے اس انگوٹھی کو پہنے ہوئے پاخانہ جانیکو مکروہ لکھا ہے جس میں کوئی متبرک نام یا عبارت ہو۔

[1] الجہضمی بفتح الجیم وسکون الہاء وفتح الضاد المعجمۃ فی آخرہ میم نسبۃ للجہاضمۃ محلۃ بالبصرۃ وتلک المحلۃ تنسب الی الجہاضمۃ بطن من الازد ۱۲ - ۱۲

[2] ابن جریج تکلم ابوداؤد علی ہذا الحدیث وقال ہذا الحدیث منکر والوہم فیہ من ہمام ولم یروہ الا ہمام وقال المصنف فی جامعہ حسن صحیح غریب وقال الحاکم فی مستدرکہ صحیح علی شرط الشیخین وصححہ ابن حبان قالہ القاری قلت و لمشائخ الحدیث فی الکلام علی ہذا الحدیث تقاریر بسیطۃ لا یسعہا ہذا المختصر وبسط شیئا حضرۃ الشیخ فی بذل المجہود حل ابی داؤد فارجع الیہ ۱۲

حدثنا اسحاق بن منصور انا عبد اللہ بن نمیر انا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتما من ورق فکان فی یدہ ثم کان فی ید ابی بکر و عمر ثم کان فی ید عثمان رضی اللہ عنہم حتی وقع فی بئر اریس نقشہ محمد رسول اللہ

باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ[1]

حدثنا محمد بن سہل[2] بن عسکر البغدادی[3] وعبد اللہ بن عبد الرحمن قالا اخبرنا یحیی بن حسان انا سلیمان بن بلال عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر عن ابراھیم بن عبد اللہ بن حنین عن ابیہ عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

نمبر ۸ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور کے دست مبارک میں رہی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر انہی کے زمانہ میں بیر اریس میں گر گئی تھی اُس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔،،

ف بیر اریس مسجد قبا کے قریب ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند اُس کنویں میں تلاش فرمایا مگر ملی نہیں علما نے لکھا ہے کہ اُس انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن اور حوادث شروع ہو گئے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوئے ہیں اس حدیث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں موجود ہونیکو بیان فرماتے ہیں اور اسی باب کی دوسری حدیث میں خود ابن عمر رضی اللہ عنہ انگوٹھی پہننے کی نفی بھی فرما چکے ہیں جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے اس حدیث کے تعارض کا ایک خاص جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہونیکا مطلب یہ ہے کہ حضور کے قبضہ میں رہتی تھی حضور کے پاس رہتی تھی پہننا اسکو لازم نہیں

باب اس بیان میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے

ف پہلے باب میں مصنف نے انگوٹھی کی کیفیت بتلائی تھی اور اس باب میں اُسکے پہننے کی کیفیت بتلانی مقصود ہے، اس باب میں مصنف نے نو حدیثیں ذکر کی ہیں۔،، نمبر ۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے

[1] باب ما جاء الخ اختلف النسخ فی ذکر ھذہ الترجمۃ ففی النسخ الموجودۃ عندنا ھکذا بلفظ کان یختتم فی یمینہ ولم یذکر المناوی و القاری لفظ فی یمینہ فی الترجمۃ فلفظ المناوی فی شرحہ باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم ولفظ القاری باب ما جاء فی تختم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذا فی النسخۃ المکتوبۃ القلمیۃ وھو الاوجہ عندی لئلا یتکلف فی توجیہ الروایۃ التی فیہا ذکر الیسار ۱۲

[2] سہل بفتح المہملۃ وسکون الہاء فما فی بعض النسخ بلفظ التصغیر غلط لیس فی الرواۃ احد اسمہ محمد بن سہیل ۱۲

[3] البغدادی بالمعجمۃ والمہملۃ فی الدال الثانی علی ما فی النسخ قالہ القاری ۱۲

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس خاتمہ فی یمینہ حدثنا محمد بن یحیی
انا احمد بن صالح ثنا عبد اللہ بن وہب عن سلیمان بن بلال عن شریک بن عبد اللہ
بن ابی نمر نحوہ حدثنا احمد بن منیع انا یزید بن ھرون عن [۲] حماد بن سلمۃ
قال رایت ابن ابی رافع یتختم فی یمینہ فسألتہ عن ذلک فقال رأیت عبد اللہ بن
جعفر یتختم فی یمینہ (ھو عبد الرحمن) وقال عبد اللہ بن جعفر کان (ای عن سببہ) النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتختم فی
یمینہ حدثنا یحیی [۱] بن موسی انبانا عبد اللہ بن نمیر انبانا ابراھیم بن الفضل عن
عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن [۳] عبد اللہ بن جعفر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان

[۱] یحیی بن موسی کذا فی المکتوبۃ واختارہ الشراح الثلاثۃ وھو الصواب فما فی النسخ الھندیۃ موسی بن یحیی غلط لیس فی رواۃ الصحاح احد اسمہ موسی بن یحیی فتامل ۱۲

ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے **ف** اس بارہ میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے یا بائیں میں بعض علمائے محدثین اس میں ترجیح کی طرف مائل ہوئے ہیں چنانچہ امام بخاری و امام ترمذی وغیرہ کی رائے یہی ہے کہ دائیں ہاتھ میں پہننے کی روایات راجح ہیں بعض علماء نے اسطرح جمع کیا ہے کہ اکثر داہنے دست مبارک میں پہنتے اور گاہے گاہے بائیں میں بھی پہن لیتے تھے علماء کے درمیان میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ انگوٹھی کونسے ہاتھ میں پہننا افضل ہے خود علماء حنفیہ میں بھی اختلاف ہے بعض نے بائیں ہاتھ میں پہننے کو افضل بتلایا ہے اور بعض نے دونوں کو مساوی بتلایا ہے شامی نے یہی دو قول لکھے ہیں ملا علی قاری نے حنفیہ کا ایک قول دائیں کے افضل ہونیکا لکھا ہے لیکن مذہب کے لحاظ سے راجح وہی قول ہے جو علامہ شامی کی تحقیق ہے، امام نووی نے دونوں میں بلاکراہت جائز ہونے پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے، مالکیہ نے بائیں ہاتھ میں پہننے کو افضل بتلایا ہے الغرض احادیث سے بھی دونوں فعل ثابت ہیں اور علماء بھی ترجیح کے اعتبار سے دونوں طرف گئے ہیں

نمبر ۲ حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا میں نے انسے اسکی وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا اور یہ کہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے،،

نمبر ۳ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

يتختم في يمينه حدثنا ابو الخطاب زياد بن يحيى انا عبد الله بن ميمون عن جعفر ابن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يتختم في يمينه حدثنا محمد بن حميد الرازي ثنا جرير عن محمد بن اسحاق عن الصلت ابن عبد الله قال كان ابن عباس يتختم في يمينه ولا اخاله[1] الا قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يتختم في يمينه حدثنا ابن ابي عمر انا سفيان عن ايوب بن موسى عن نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتخذ خاتما من فضة وجعل فصه مما يلي كفه ونقش فيه محمد رسول الله ونهى ان ينقش احد عليه[2] وهو الذي سقط من معيقيب في بئر اريس حدثنا قتيبة بن سعيد قال انا

داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔"

نمبر ۴ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔"

نمبر ۵ صلت بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور مجھے جہاں تک خیال ہے یہ کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے

نمبر ۶ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی اُسکا نگینہ ہتیلی کی جانب میں رہتا تھا اُس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا تھا اور لوگوں کو منع فرما دیا تھا کہ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر یہ کندہ نہ کرائے یہ وہی انگوٹھی تھی جو معیقیب سے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بئر اریس میں گر گئی تھی **ف** حضورؐ نے اوروں کو اسلئے منع فرما دیا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کمال اتباع میں اگر یہی کندہ کرا لیتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر دوسروں کی مہر کے ساتھ مخلوط ہو جاتی، معیقیب ایک صحابی تھے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے انگوٹھی کے محافظ تھے حضورؐ کے زمانہ میں بھی جن اوقات میں کہ حضور انگوٹھی پہنے ہوئے نہیں ہوتے تھے اُس وقت میں معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہتی تھی ایسے ہی پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں رہا، اور ایسے ہی حضرت عمر فاروق

[1] اخاله هو بكسر الهمزة افصح من فتحها اي لا اظنه والظاهر انه مقولة الصلت ۱۲
[2] عليه اي على وفق هذا النقش لئلا يلتبس ختمه صلى الله عليه وسلم بختم الغير وما قيل ان نقش خاتم معاذ كان هكذا اي محمد رسول الله فهو محمول على قبل النهي او على بعد وفاته صلى الله عليه وسلم وهذا كله على تقدير ثبوته والا فهو لم يثبت عند المحدثين صرح به البيجوري ۱۲

حاتم بن اسمعیل عن جعفر بن محمد عن ابیہ[۲] قال کان الحسن[۱] والحسین رضی اللہ عنہما یتختمان فی یسارھما حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن انا محمد بن عیسی وھو ابن الطباع[۲] ثنا عباد بن العوام عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس ابن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تختم فی یمینہ

رضی اللہ عنہ کے زمانہ حکومت میں، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی صورت تھی، اسی دوران میں ایک مرتبہ وہ حضرت عثمانؓ کو انگوٹھی دے رہے تھے یا حضرت عثمانؓ سے لے رہے تھے کہ اس حالت میں انگوٹھی گری اور کنویں میں جا پڑی، اسمیں روایات مختلف ہیں کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس سے گری۔ یا حضرت معیقیبؓ کے پاس سے علماء نے یہی صورت جمع کی تجویز فرمائی ہے جو اوپر لکھی گئی اس صورت میں دونوں روایتیں صحیح ہیں اسلئے کہ جب درمیان میں گری تو اس کی نسبت ہر ایک کیطرف صحیح ہے۔

نمبر ۷ امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے **ف** یہ حدیث امام ترمذیؒ کے ترجمۃ الباب کے خلاف ہوگئی اسلئے کہ باب داہنی ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کا منعقد فرمایا تھا اسکی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ مقصود اس قسم کی روایات سے جبکہ اس باب میں بہت سی روایات اسکے خلاف ہیں اشارہ اسکے ضعف کیطرف ہی بندۂ ناچیز کے نزدیک باب میں داہنے ہاتھ کی قید بیان افضلیت کے لئے ہے اور اس نوع کی روایات بیان جواز کے واسطے،،
بعض اکابر نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ ترجمہ میں حسب عادت محدثین کلام فی یسارہ محذوف ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھی داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے یا بائیں میں اس توجیہ سے کوئی روایت ترجمہ کے غیر مطابق نہ ہوگی

نمبر ۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی جاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور حضرت انسؓ ہی سے یہ بھی بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے امام ترمذی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ دونوں روایتیں صحیح نہیں۔

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی دائیں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا روایات متعددہ سے ثابت ہے، داہنے ہاتھ کی روایات اس باب میں گذر چکی ہیں اور بائیں ہاتھ کی روایات بھی ابوداؤد

ل۱ قد کان الحسن لعل غرض المصنف بایراد ھذا الاثر علی خلاف ترجمتہ اشارۃ الی شذوذہ اوالی ان ھذا موقوف والروایات المرفوعۃ کلہا مصرحۃ باللبس فی الیمین قالہ الشارح قلت لکن یشکل علیہ تصحیح المصنف ھذا الحدیث فی جامعہ فالاوجہ عندی فی غرض المصنف ان ھذا الحدیث روی موقوفا بفعلہما ومرفوعا بلفظ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر وعلی والحسن والحسین یتختمون بالیسار اخرجہ البیہقی فی الادب وابوالشیخ فی الاخلاق فغرض المصنف بذکر ھذا الموقوف ترجیحہ علی المرفوع واللہ اعلم وھذا کلہ علی تقدیر الترجمۃ بالیمین واما علی الاطلاق فلاحاجۃ لہ کما تقدم ثم ھذا الاثر منقطع لان محمد الباقر لم یدرک الحسن والحسین قالہ القاری وتبعہ المناوی وقیل مرسل باعتبار الحسنؓ ویمکن الاتصال باعتبار الحسین فتامل ۱۲

ل۲ الطباع بتشدید الموحدۃ ای الحکاک ونقاش الخاتم قالہ القاری ۱۲

قال ابو عیسٰی[1] هذا حديث غريب لا نعرفه من حديث سعيد بن ابى عروبة عن قتادة عن انس عن النبى صلى الله عليه وسلم نحو هذا الا من هذا الوجه وروى بعض اصحاب قتادة عن قتادة عن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم تختم فى يساره وهو حديث لا يصح ايضا حدثنا محمد بن عبيد المحاربى[2] ثنا عبد العزيز بن ابى حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتما من ذهب فكان يلبسه فى يمينه فاتخذ الناس خواتيم من ذهب فطرحه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال لا البسه ابدا فطرح الناس خواتيمهم

باب ما جاء فى صفة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم

مسلم وغیرہ میں موجود ہیں چنانچہ نووی نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح بتلایا ہے لیکن محدثین کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود متن حدیث کے صحیح ہونے کے اگر کوئی سند قواعد محدثین کے موافق نہیں ہوتی تو اس خاص سند پر کلام فرماتے ہیں یہی مقصود امام ترمذی کا اس جگہ ہے ۔۔

نمبر ۹ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی جسکو اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے صحابہؓ نے بھی اتباعاً سونے کی انگوٹھیں بنوائیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد وہ انگوٹھی پھینکدی اور یہ فرمایا کہ میں اسکو کبھی نہیں پہنونگا۔

ف سونا ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر مردوں کے لئے حرام ہوگیا اسکی حرمت پر جمہور کا اتفاق ہے امام نووی نے اسکی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے فقہی بحث اس مسئلہ میں طویل ہے جسکا یہ محل نہیں ۔۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا بیان

ف علما کہتے ہیں کہ امام ترمذی نے انگوٹھی کے بعد اسلئے ذکر کیا کہ حقیقۃً اس سے ایک خاص نظام العمل اور دستور السلطنت کی طرف اشارہ ہے کہ اول تبلیغی خطوط سلاطین کے پاس رسال کئی جاویں اگر وہ مسلمان ہوجائیں تو منافع دین اور دنیوی کے مالک بیں ہی۔ ورنہ پھر وہ اور تلوار۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند تلواریں رہیں انکے خاص خاص نام تھے سب سے پہلی تلوار ماثور تھی جو وراثت

---

[1] قال ابو عیسٰی الخ لیس هذا الکلام فی النسخة القلمیة ولیس یضاعف احد من الشراح الثلثة کما یظهر من کلامهم الا انهم نقلوه عن جامع المصنف وغرضه کما یظهر من کلام القاری ان حديث انس فى التختم فى اليمين او التختم فى اليسار لا يصح من هذا الطريق والا فقد صح من طرق اخرى التختم فيهما وقد اخرج مسلم من طريق حماد بن سلمة عن ثابت عن انس قال كان خاتم النبى صلى الله عليه وسلم فى هذه واشار الى الخنصر اليسرى انتهى قلت وما يخطر فى البال ان غرض المصنف عدم الجزم بالترجيح فى روايات انس فى هذا الباب فان الذين رووا هذا الحديث عن انس مختلفة منهم ثابت البنانى وثمامة وحميد وشريك وعبد العزيز بن صهيب كما ذكرها العينى فى شرح البخارى -١٢

[2] المحاربى بضم اوله وبمهملة وكسر راء وموحدة نسبة لبنى محارب قبيلة من العرب ومحمد بن عبيد هذا بدون الاضافة الى اسم الجلالة ١٢ ۞ ١٢

حدثنا محمد بن بشار انا وهب بن جرير انبانا ابی عن قتادة عن انس[1] قال كان قبيعة[1] سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة حدثنا محمد بن بشار انا معاذ بن هشام ثنی ابی عن قتادة عن سعيد[2] بن ابی الحسن قال كانت قبيعة سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة حدثنا ابو جعفر محمد بن صدران[3] البصری انا طالب بن حجير[4] عن هود وهو ابن عبد الله بن سعيد عن جده[5][3] قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح وعلى سيفه ذهب وفضة[6] قال طالب فسالته عن الفضة فقال كانت قبيعة السيف فضة حدثنا محمد بن شجاع البغدادی انا ابو عبيدة الحداد عن عثمان بن سعد عن ابن سيرين[4] قال صنعت سيفی على سيف سمرة بن جندب وزعم سمرة

میں آپ نے اپنے والد سے پائی تھی۔ ایک کا نام قضیب اور ایک کا قلعی ایک کا بتار ایک کا ذوالفقار وغیرہ وغیرہ تھا امام ترمذی نے اس باب میں چار حدیثیں نقل فرمائی ہیں ،، ✤

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی **ف** علامہ بیجوری نے لکھا ہے کہ یہ ذوالفقار کا ذکر ہے فتح مکہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہی تلوار تھی ۔ ،، ✤

نمبر ۲ سعید بن ابی الحسن نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ حضور کی تلوار کے قبضہ کی موٹھ چاندی کی تھی ،،

نمبر ۳ مزیدہ جو ہود کے نانا ہیں کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو حضور کی تلوار پر سونا اور چاندی تھا، طالب جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد سے پوچھا کہ چاندی کس جگہ تھی انھوں نے فرمایا کہ قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی **ف** تلوار میں سونا لگانا جمہور کے نزدیک جائز نہیں اور اس حدیث سے استدلال نہیں ہو سکتا کہ محدثین نے اسکی تضعیف فرمائی ہے حتی کہ ابو حاتم وغیرہ نے منکر بتلایا ہے البتہ چاندی کی ٹوپی وغیرہ جیسا کہ پہلی روایت میں آیا جائز ہے،

نمبر ۴ ابن سیرین کہتے تھے کہ میں نے اپنی تلوار سمرۃ کی تلوار کے موافق بنوائی اور وہ کہتے تھے کہ

---

[1] قبيعة بفتح القاف وكسر الموحدة ما على راس مقبض السيف من فضة او حديد على ما قاله الجوهری وقيل غير ذلك ۱۲ قاری

[2] سعيد بن ابی الحسن هو اخو الحسن البصری تابعی فالحديث مرسل ۱۲

[3] صدران بمهملات كغفران هو محمد بن ابراهيم بن صدران منسوب الى جده ۱۲

[4] حجير بضم حاء مهملة وفتح جيم وسكون تحتية آخره راء قاله القاری ۱۲

[5] جده ای لامه كما فی نسخة اسمه مزيدة كمكرمة على ما اختاره الجزری فی تصحيح المصابيح او مزيدة مثل كريمة ،، ۱۲

[6] فضة يخالف مسلك الحنفية اذ قال الشامی ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة الا بخاتم ومنطقة وحلية سيف منها ای من الفضة لا من الذهب اه قال القاری لا يعارض ما تقرر من حرمة الذهب لان هذا الحديث ضعيف ولا يصح الجواب بان هذا قبل ورود النهی عن تحريم الذهب لان تحريمه كان قبل الفتح على ما نقل اهـ قلت لا حاجة الى الجواب بعد ان قال فيه ابن القطان ضعيف الحسن وقال ابو حاتم منكر قال فی الميزان صدق ابن القطان وهذا منكر وقال التورپشتی هذا الحديث لا تقوم به حجة وذكر ابن عبد البر فی استيعابه انه ليس بقوی ۱۲

انہ صنع سیفہ علی سیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان[1] حنفیا حدثنا عقبۃ بن مکرم[2] البصری ثنا محمد بن بکر عن عثمان بن سعد بہذا الاسناد نحوہ

باب ماجاء فی صفۃ[3] درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابوسعید عبداللہ بن سعید الاشج انا یونس بن بکیر انا محمد بن اسحاق عن یحیی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر عن ابیہ عن جدہ عبداللہ بن الزبیر عن الزبیر ابن العوام قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد درعان فنھض الی الصخرۃ فلم یستطع فاقعد طلحۃ تحتہ فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی استوی علی الصخرۃ قال فسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحۃ حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیین بن

اُن کی تلوار حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے ڈھنگ پر بنوائی گئی ہے اور وہ قبیلہ بنو حنیفہ کی تلواروں کے طریق پر تھی **ف** بنو حنیفہ ایک قبیلہ ہے عرب کا جو تلواروں کے عمدہ بنانے میں مشہور ہے، یہ سب لوگ یکے بعد دیگرے حضورؐ کے اتباع میں ویسی ہی تلوار بناتے رہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کا بیان

ف، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سات زرہ تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں، ذات الفضول جو اپنی وسعت کی وجہ سے اس نام کے ساتھ مشہور تھی اور یہی وہ زرہ ہے جس کا قصہ حدیث کی کتابوں میں آتا ہے جو ابوالشحم یہودی کے پاس رہن تھی اور باقی چھ کے نام یہ ہیں، ذات الحواشی، ذات الوشاح، فضہ، سغدیہ، بتراء، خرنق۔ اس باب میں دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

نمبر ۱، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر احد کی لڑائی میں دو زرہ تھیں (ایک ذات الفضول دوسری فضہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چٹان کے اوپر چڑھنے کا ارادہ فرمایا مگر وہ اونچی تھی اور دو زرہوں کا وزن، نیز غزوہ احد میں وہ تکلیفیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں تھیں کہ جن کی وجہ سے چہرہ مبارک خون آلودہ ہوگیا تھا۔ غرض ان وجوہ سے حضورؐ اُس چٹان پر نہ چڑھ سکے اسلئے حضرت طلحہؓ کو نیچے بٹھا کر اُن کے ذریعہ سے اُس چٹان پر

[1] وکان حنفیا مقولۃ ابن سیرین علی الارسال اومقولۃ سمرۃ ھذا واذا ارجع الضمیر الی سیفہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحتمل ان یکون المراد بہ سیف سمرۃ فیکون من کلام ابن سیرین لاغیرہ۔ ۱۲

[2] مکرم ببناء المجہول من الاکرام قالہ القاری قال المناوی ووھم من جعلہ ببناء الفاعل۔ ۱۲

[3] صفۃ درع بحذف المضاف ای صفۃ لبسہ ھو بدال مہملۃ مکسورۃ فراء ساکنۃ جنۃ من حدید تصنع حلقا حلقا تلبس للحرب۔ ۱۲

عیینۃ عن یزید بن خصیفۃ[1] عن السائب[2] بن یزید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیہ یوم احد درعان قد ظاہر[3] بینہما

باب ما جاء فی صفۃ مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(مغفر: بکسر المیم وسکون المعجمۃ وفتح الفاء ۱۲)

حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا مالک بن انس عن ابن شہاب عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ وعلیہ مغفر فقیل لہ ھذا ابن خطل[4] متعلق (عنوۃ الفتح ۱۲)

چڑھے، زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ طلحہ نے جنت کو واجب کرلیا **ف** جنگ احد میں لڑائی کی حالت نہایت خطرناک تھی حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا واہمہ بعض لوگوں کو ہوگیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس اونچی جگہ اس لئے تشریف لے گئے تھے تاکہ سب صحابہ حضور کو دیکھ کر مطمئن ہو جاویں اور بعض اکابر نے لکھا ہے کہ کفار کے دیکھنے کے لئے چڑھتے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اُس دن کمال شجاعت سے حضور کا ساتھ دیا تھا حتیٰ کہ صحابہ جب غزوہ احد کا ذکر فرماتے تو کہتے تھے کہ یہ دن تمام کا تمام طلحہ کا ہے، حضرت طلحہ نے اپنے آپ کو حضور کی ڈھال بنا رکھا تھا اسّی سے زائد زخم اُنکے بدن پر آئے اور حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا حتیٰ کہ اُنکا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔

نمبر ۲ سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر جنگ احد میں دو زرہیں تھیں، جنکو تو بتو پہن رکھا تھا **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دو زرہ پہننا یہ حضور کے کمال توکل کے منافی نہیں اس لئے کہ اول تو کمال سلوک خود صوفیا کے یہاں بھی رجوع الی البدایت ہے دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل بیان تعلیم کے لئے تھا اور نیز بامتثال امر خذوا حذرکم کے لئے تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کا ذکر

ف، خود لوہے کی بنی ہوئی ٹوپی ہوتی ہے جو لڑائی کے وقت سر کی حفاظت کے لئے اوڑھی جاتی ہے مصنف نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب شہر میں داخل ہوئے تو آپکے سر مبارک پر خود تھی (حضور جب خود اُتار چکے اور اطمینان ہوگیا) تو کسی نے آکر عرض کیا

---

[1] خصیفۃ بخاء معجمۃ وصاد مہملۃ مصغرا و یزید بن عبد اللہ بن خصیفۃ منسوب الی جدہ ۱۲

[2] السائب الحدیث مرسل فان سائبا لم یکن فی احد وقد اخرجہ ابوداؤد عنہ عن رجل ۱۲

[3] ظاہر ای لبس احدہما فوق الاخری فیہ تعلیم واشعار بان التوقی من الاعداء لا ینافی التوکل والرضاء والتسلیم ۱۲

[4] ابن خطل بمعجمۃ فمہملۃ مفتوحتین کان اسمہ عبد العزی وکان فی الجاہلیۃ فاسلم فسمی عبد اللہ وکتب الوحی ثم ارتد والعیاذ باللہ و قتل مسلما واتخذ جاریتین تغنیان بھجائہ علیہ الصلوۃ والسلام فاھدر دمہ ۱۲

باستار الکعبۃ فقال اقتلوہ حدثنا عیسی بن احمد ثنا عبد اللہ بن وھب ثنی
مالک بن انس عن ابن شہاب عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دخل مکۃ عام الفتح وعلی راسہ المغفر قال فلما نزعہ جاءہ رجل[1] فقال ابن خطل

کہ یا رسول اللہ یہ ابن خطل کعبہ کے پردہ پکڑے ہوئے ہے حضورؐ نے فرمایا کہ اُس کو قتل کردو **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے لئے جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے ہیں تو اہل مکہ پر ایک ایسی دہشت اور گھبراہٹ سوار تھی جس کی کوئی انتہا نہ تھی، نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غایت شفقت اور مہربانی کی وجہ سے یہ فرمادیا تھا کہ جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوجاوے وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر میں داخل ہوجاوے وہ مامون ہے وغیرہ وغیرہ، البتہ گیارہ مرد اور چھ عورتیں ایسی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے کہ اُنکے جرائم ناقابل عفو تھے ان کے خون ہدر کردیئے تھے اُنھیں سے بھی سات مرد اور دو عورتیں مسلمان ہوکر معافی میں آگئے، باقی چار مرد اور چار عورتیں قتل کی گئیں منجملہ اُن آٹھ کے ابن خطل تھا یہ شخص اول مدینہ منورہ حاضر ہوکر مسلمان ہوا، اور عبد اللہ نام رکھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قبیلہ کی زکوٰۃ لینے کے لئے اُسکو بھیجا اُس نے اپنے ایک مسلمان غلام کو اس جرم میں جان سے مار ڈالا کہ اُس نے کھانا پکانے میں کچھ دیر کردی تھی اور خود اس خوف سے کہ مدینہ منورہ لوٹا تو قصاصاً قتل کردیا جاؤنگا مرتد ہوکر مکہ مکرمہ چلا آیا تھا وہاں پہونچکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا اور دو باندیاں گانیوالیں خریدیں جو حضورؐ کے ہجو کے اشعار سے اُسکو خوش کیا کرتی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ اُن آٹھ کے اسکا بھی خون ہدر کردیا تھا اسی لئے باوجود بیت اللہ میں داخل ہونیکے اُسکو قتل کردیا گیا، اسکے قاتل میں محدثین کے بہت سے اقوال ہیں کہ کس نے قتل کیا اس حدیث میں ایک فقہی بحث بھی ہے کہ حدود قصاص حرم میں قائم ہوسکتی ہیں یا نہیں، مسئلہ تفصیل طلب ہے اور عام ضرورت بھی اس سے متعلق نہیں اسلئے اختصاراً ترک کردیا گیا لیکن رسالہ چونکہ عام افراد کے لحاظ سے لکھا گیا کسی خاص جماعت کی تخصیص نہیں اسلئے ایسے موقع پر اسلئے تنبیہ کردیجاتی ہے کہ اگر علم دوست حضرات یا طلبہ میں سے کوئی دیکھے تو وہ اس تنبیہ کے بعد مراجعت مشائخ سے تحقیق کرلے۔"

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں

[1] رجل قال الحافظ لم اقف علی تسمیتہ وزعم الفاکہی فی شرح العمدۃ انہ فضیلۃ بن عبید ابو بردۃ الاسلمی قالہ المناوی ۱۲ منہ ۱۲

متعلق باستار الکعبة فقال اقتلوه قال ابن شهاب وبلغنی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یکن یومئذ محرما[1]

باب ما جاء فی عمامة النبی صلی الله علیه وسلم

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدی عن حماد بن سلمة ح وثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع عن حماد بن سلمة عن ابی الزبیر عن جابر قال دخل النبی صلی الله علیه وسلم مکة یوم الفتح وعلیه عمامة سوداء حدثنا ابن ابی عمر

شہر میں داخل ہوئے تو حضورؐ کے سر مبارک پر خود تھی جب حضورؐ نے اُسکو اُتار دیا تو ایک آدمی آیا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ابن خطل پردہ ہائے کعبہ میں لپٹا ہوا ہے حضورؐ نے فرمایا کہ وہ امن والوں میں نہیں اُسکو قتل کر ڈالو زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس روز محرم نہیں تھے **ف** یہ اخیر جملہ امام ترمذی کا بھی ایک فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہ کہ حنفیہ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بلا احرام داخل ہونا جائز نہیں اسلئے کہ حدیث شریف میں میقات سے بدون احرام تجاوز کرنے کی ممانعت آئی ہے اور شافعیہ کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر جائز ہے حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اسلئے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتح مکہ کی غرض سے اُس دن کی حرمت اُٹھادی گئی ہے چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات سے اسکی تصریح ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے لئے آج کے دن یہ حلال تھا کسی اور کے لئے نہیں۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا ذکر

ف حضورؐ کے عمامہ کی مقدار مشہور روایات میں نہیں طبرانی کی ایک روایت میں سات ذراع آئی ہے جزری نے ابن حجر سے اس حدیث کا بے اصل ہونا نقل کیا ہے البتہ امام نووی سے یہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمامہ تھے ایک چھوٹا چھ ذراع کا اور ایک بڑا بارہ ذراع کا عمامہ کا باندھنا سنت مستمرہ ہے اس باب میں مصنف نے پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ میں جب شہر میں داخل ہوئے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا **ف** یہ حدیث اپنے ظاہر سے گذشتہ باب کی روایات کے خلاف ہے جنمیں حضورؐ کا خود پہنے ہوئے مکہ مکرمہ میں تشریف لیجانا وارد ہوا ہے لیکن حقیقۃً

[1] لم یکن محرما اختلف العلماء فی جواز دخول مکة بغیر احرام والصحیح من قول الشافعی المشهور عندهم جوازه مطلقا وعن الائمة الثلثة علی المشهور عنهم وجوب الاحرام قال ابن عبد البر اکثر الصحابة والتابعین علی الوجوب واجاب الطحاوی عن دخوله علیه الصلوة والسلام بانه من خصائصه لقوله علیه السلام وانها لم تحل لی الا ساعة ۱۲ قاری مختصرا۔

ثنا سفين بن عيينة عن مساور الوراق[1] عن جعفر بن عمرو بن حريث عن ابيه[2] قال رأيت على رسول الله صلى الله عليه وسلم عمامة سوداء حدثنا محمود بن غيلان و يوسف بن عيسى قال ثنا وكيع عن مساور الوراق عن جعفر بن عمرو بن حريث عن ابيه[3] ان النبي صلى الله عليه وسلم خطب الناس وعليه عمامة سوداء حدثنا هرون بن اسحاق الهمداني ثنا يحيى بن محمد المدني عن عبد العزيز بن محمد عن عبيد[5] الله بن عمر عن نافع عن ابن[4] عمر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه قال نافع وكان ابن عمر يفعل ذلك قال عبيد الله ورأيت القاسم بن محمد وسالما يفعلان ذلك حدثنا يوسف بن عيسى

کوئی اختلاف نہیں اسلئے کہ خود پر عمامہ ہونے میں کوئی بعد نہیں دونوں روایتیں بسہولت جمع ہو سکتی ہیں۔

نمبر ۲ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ دیکھا۔

نمبر ۳ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ ہی سے یہ روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ پڑھا اور حضور کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا **ف** مشہور قول کے موافق یہ خطبہ فتح مکہ کا خطبہ ہے جو کعبہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر حضور نے فرمایا تھا، لیکن بعض لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس قصہ میں بعض جگہ منبر کا لفظ آیا ہے اور فتح مکہ کا وہ خطبہ منبر پر نہیں تھا اس لئے مدینہ منورہ کا کوئی اور خطبہ جمعہ وغیرہ کا مراد لیا ہے۔

نمبر ۴ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کے شملہ کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان پچھلی جانب ڈال لیتے تھے نافع یہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایسے ہی کرتے دیکھا، عبید اللہ جو نافع کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم کو ایسے ہی کرتے دیکھا۔

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ شملہ کے بارہ مختلف رہی ہے، گاہے بغیر شملہ چھوڑے

ف المدینی

[1] الوراق بتشدید الراء بائع الورق او صانعه او منسوب الی ورق الشجر قاله القاری وقال السمعانی اسم لمن یکتب المصحف وکتب الحدیث وغیرها ویقال لمن یبیع الورق ببغداد ۱۲

[5] عبید الله بن عمر نسبة الی جده فانه عبید الله بن عبد الله ابن عمر ۱۲

ثنا وکیع ثنا ابو سلیمان وہو عبد الرحمن بن الغسیل[1] عن عکرمۃ عن ابن عباس[5] رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب الناس وعلیہ عصابۃ[2] دسماء

باب ما جاء فی صفۃ ازار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراھیم ثنا ایوب عن حمید بن ھلال عن ابی بردۃ[3] قال اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ عنہا کساءً ملبدًا و ازارًا غلیظًا

بھی عمامہ باندھ لیتے تھے اور کبھی آگے دائیں جانب کبھی پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ چھوڑتے تھے کبھی عمامہ کے دونوں سرے شملہ کے طریقہ پر چھوڑ لیتے تھے۔ ۱۲ *

نمبر ۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ پڑھا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یا چکنی پٹی تھی **ف** یہ قصہ حضور کے مرض الوفات کا ہے اس وقت حضور کے سر میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے پٹی باندھنا بھی موجہ ہے اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تیل کی زیادہ مالش ہوتی تھی جیسا کہ آئندہ آنیوالا ہے اسلئے اس پٹی کا چکنا ہونا بھی قرینہ قیاس ہے اور سیاہ عمامہ تو ظاہر ہے اس میں کسی قسم کا بُعد نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی ہی غرض علماء اسکے مطلب میں دونوں طرف گئے ہیں اور دونوں صحیح ہیں۔ *

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی پاجامہ پہننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف فیہ ہے، علامہ بیجوری کی تحقیق کے موافق راجح قول پہننے کا عدم ثبوت ہے البتہ یہ محقق کہ حضور کے پاس موجود تھا حتی کہ کہا گیا ہے کہ وصال کے بعد ترکہ میں بھی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر چار ذراع لانبی اور ڈھائی ذراع اور ایک قول کے موافق چھ ذراع لانبی اور تین ذراع اور ایک بالشت چوڑی بتائی جاتی ہے اور حضور کی لنگی چار ذراع اور ایک بالشت لانبی اور دو ذراع چوڑی لکھتے ہیں، اس باب میں مصنف نے چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹی لنگی دکھلائی اور یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح شریف ان دو کپڑوں میں قبض کی گئی **ف** موٹا کپڑا تواضع

---

[1] ابن الغسیل منسوب الی جد ابیہ لان عبد الرحمن ھذا ھو ابن سلیمان بن عبد اللہ ابن حنظلۃ الغسیل فہو لقب لحنظلۃ وانما لقب بہ لانہ استشہد یوم احد جنبا لکونہ لما سمع النفیر لم یصبر للغسل فلما استشہد رأی الملئکۃ تغسلہ۔

[2] عصابۃ وفی روایۃ عمامۃ والعصابۃ ہی العمامۃ والدسماء بفتح الدال المہملۃ وسکون السین المہملۃ ہی السوداء کما فی نسخۃ وقیل الدسماء الملطخۃ بالدسم لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکثر دھن شعرہ فاصابتہا الدسومۃ من الشعر ۱۲

[3] ابو بردۃ کذا فی النسخ بالموحدۃ والراء وما فی بعض النسخ من لفظ ابی ھریرۃ غلط نعم یوجد فی بعض النسخ بعد ابی بردۃ لفظ عن ابیہ وہو ابو موسی الاشعری ولیس فی اکثر النسخ المکتوبۃ والمطبوعۃ الا انہ جزم بہ المناوی فی اصلہ والصواب حذفہ لان ابا بردۃ وان ثبت روایتہ عن ابیہ وعائشۃ کلیہما لکن ھذا الحدیث اخرجہ المصنف فی جامعہ بھذا السند بعینہ وابو داود فی اللباس والبخاری فیہ وفی الجہاد والخطیب فی المشکوۃ وغیرہم ولیس عند احد ھم لفظ عن ابیہ ۱۲

(حاشیہ: عمامہ؛ حدیثی الستۃ ۱۲؛ اسے مرتفعا ۱۲)

علیظاً فقال قبض روح رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذين حدثنا محمود
ابن غيلان نا ابو داؤد عن شعبة عن الاشعث بن سليم قال سمعت عمتي[1]
تحدث عن عمها[2] قال بينما انا امشي بالمدينة اذا انسان خلفي يقول ارفع ازارك فانه
اتقى وابقى فالتفت فاذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انما
هي بردة ملحاء[3] قال اما لك فيّ اسوة فنظرت فاذا ازاره الى نصف ساقيه حدثنا سويد
ابن نصر نا عبد الله بن المبارك عن موسى بن عبيدة عن اياس[4] بن سلمة بن

اور انکسار کی طرف لیجاتا ہے اور باریک عمدہ لباس بسا اوقات عجب فی تکبر اور خود بینی پیدا کرتا ہے مجھ سے میری محترم
بزرگ مولانا مولوی حکیم جمیل الدین صاحب نگینوی ثم الدہلوی نے حضرت اقدس فخر المحدثین مولانا گنگوہی نور اللہ
مرقدہ کا عجیب غریب قصہ نقل فرمایا کہ حضرت اقدس جب حج کو تشریف لیگئے تو مطاف کے کنارہ پر ایک نابینا بزرگ
تشریف فرما تھے جب حضرت طواف میں اس طرف گذرتے تو وہ (البس لباس الصالحين) ہلکی آواز سے کہتے
اور جب طواف سے فراغت پر اس طرف تشریف لیگئے تو انھوں نے خشن خشن فرمایا جس سے تنبیہ مقصود تھی
کہ صلحاء کا لباس موٹا کپڑا ہے۔ ،،

نمبر ۲ عبید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ جا رہا تھا کہ میں نے
ایک شخص کو اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا کہ لنگی اوپر کو اٹھا کہ اس سے (نجاست ظاہری اور باطنی تکبر وغیرہ سے)
نظافت بھی زیادہ حاصل رہتی ہے اور کپڑا (زمین پر گھسٹ کر خراب اور میلا ہونے سے) محفوظ رہتا ہے میں نے کہنے
والے کی طرف متوجہ ہو کر دیکھا تو وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے عرض کیا حضور یہ ایک
معمولی سی چادر ہے اس میں کیا تکبر ہو سکتا ہے اور کیا اسکی حفاظت کی ضرورت ہے حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی
مصلحت تیرے نزدیک نہیں تو کم از کم میرا اتباع تو کہیں گیا ہی نہیں میں نے حضور کے ارشاد پر حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی لنگی کو دیکھا تو نصف ساق تک تھی ف لنگی پاجامہ وغیرہ کا ٹخنوں سے نیچے ہونیکی بہت سخت وعیدیں
آئی ہیں، ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر کپڑا لٹکتا ہے وہ آگ میں جلایا جاویگا اسلئے اسکی طرف خاص طور سے
توجہ چاہیئے اسکے بالعکس ہمارے اس زمانہ میں خاص طور سے کپڑا نیچے لٹکایا جاتا ہے، فالی اللہ المشتکی،،

---

[1] عمتي اسمها رهم بضم الراء وسكون الهاء بنت الاسود ابن خالد كذا في التقريب وقيل بنت الاسود بن حنظلة
[2] عمها اي عم عمة اشعث ابن سليم واسمه عبيد بن خالد المحاربي سكن الكوفة واما ما قال العصام ان الاصح ما في بعض النسخ عم ابيها اي عم ابن الحنظلة فغير صحيح مع انه ليس موجوداً في النسخ نعم ذكر ميرك شاه انه وقع في كتاب تهذيب الكمال عن عم ابيه فالضمير المجرور الى الاشعث ولا يخفى ان عم عمة الشخص عم ابيه قاله القاري قلت وايا ما كان فالمراد به عبيد ابن خالد المحاربي، ۱۲
[3] ملحاء بفتح الميم والحاء المهملة وسكون اللام المراد بردة سوداء فيها خطوط بيض يلبسها الاعراب ليست من الثياب الفاخرة وكان المراد هنا الثوب مهنة لا ثوب زينة ۱۲ ۱۲
[4] اياس بكسر الهمزة وتخفيف الياء ابن سلمة ابن عمرو بن الاكوع فسلمة منسوب الى جده صحابي معروف شجاع، ۱۲

(حاشیہ: تحدث)

الاکوع عن ابیہ قال کان عثمان یاتزر الی انصاف ساقیہ وقال ھکذا کانت ازرۃ[2] صاحبی یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا قتیبۃ انا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن مسلم بن نذیر[3] عن حذیفۃ بن الیمان قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعضلۃ[4] ساقی او ساقہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین

باب ماجاء فی مشیۃ[5] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتیبۃ بن سعید انا ابن لھیعۃ عن ابی یونس[6] عن ابی ھریرۃ قال ما رأیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری فی وجھہ وما رأیت احدا اسرع فی مشیتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما الارض

نمبر ۳ ۔ سلمہ بن الاکوع کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لنگی نصف ساق تک رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہی ہیئت تھی میرے آقا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی کی ۔

نمبر ۴ ۔ حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پنڈلی کے یا اپنی پنڈلی کے گوشت کا حصہ پکڑ کر یہ فرمایا کہ یہ حد ہے لنگی کی اگر تجھے اس پر قناعت نہ ہو تو اس سے کچھ نیچے سہی اگر اس پر بھی قناعت نہ ہو تو لنگی کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں لہذا ٹخنوں تک نہیں پہنچنا چاہئے ف ٹخنوں سے نیچے لنگی یا پاجامہ وغیرہ کا لٹکانا حرام ہے لیکن علماء نے ضرورت کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے کہ اگر کسی شخص کے ٹخنے میں پھنسی ہو جس سے مکھی وغیرہ بیٹھتی ہے تو ایسے شخص کو اس کی حفاظت کے لئے لنگی یا پاجامہ لٹکا لینا جائز ہے جب تک کہ زخم اچھا ہو۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کا ذکر

ف حلیہ شریف کی روایات میں بھی حضور کی رفتار کا ذکر تبعاً گذر چکا ہے اس باب میں صرف رفتار کی کیفیت کو مستقلاً بیان کرنا مقصود ہے اس باب میں تین روایتیں مصنف نے ذکر کی ہیں۔

نمبر ۱ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی

[1] وقال الظاھر فاعلہ عثمان لکن قال القاری الظاھر انہ من کلام سلمۃ وقائلہ ایاس والغرض انہ کذا کان فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذا فعل عثمان فھذہ سنۃ مستمرۃ اھ قلت ولو اجد لحدیث فی السنن والمسانید الا ما ذکرہ صاحب کنز العمال عن الشمائل ھذا وابن ابی شیبۃ بعدہ اللفظ بعینہ فلم یترجح عندی احد من الاحتمالین بعد ۱۲

[2] ازرۃ بکسر اولہ اسم لھیئۃ الازار ۱۲

[3] نذیر بنون وذال مصغرا وقیل مکبرا ۱۲

[4] بعضلۃ کطلحۃ او محرکۃ کل عصب لہ لحم بکثرۃ والمراد ھھنا اللحم المجتمع اسفل من الرکبۃ من مؤخر الساق ولفظ او ساقہ کذا بالشک عند المصنف وابن ماجۃ والظاھر انہ شک من دون حذیفۃ کیف وھو صاحب القصۃ مع ان البیہقی اخرجہ بدون الشک بلفظ ساقی والمعنی علی الشک انہ اخذ بعضلۃ ساقی حذیفۃ او بعضلۃ ساق نفسہ الشریفۃ ۱۲

[5] مشیۃ بالکسر کسدرۃ ما یعتادہ الانسان من المشی وقیل ھیئۃ المشی قالہ المناوی ۱۲

[6] ابو یونس علم ان المکنون بھذہ الکنیۃ فی الرجال خمسۃ نفر والمراد ھھنا سلیم بن جبیر مولی ابی ھریرۃ ۱۲

تطوی لہ انا لنجھد انفسنا وانہ لغیر مکترث[1] حدثنا علی بن حجر وغیر واحد[2] قالوا ثنا عیسی بن یونس عن عمر بن عبد اللہ مولی غفرة[3] ثنی ابراہیم بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان علی اذا وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مشی تقلع[4] کانما ینحط فی صبب حدثنا سفین بن وکیع قال ثنا ابی عن المسعودی[5] عن عثمان بن مسلم بن ھرمز عن نافع بن جبیر بن مطعم عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مشی تکفا تکفؤا کانما ینحط من صبب

باب ما جاء فی تقنع[6] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا یوسف بن عیسی انا وکیع انا الربیع[7] بن صبیح عن یزید بن ابان

نہیں دیکھا چمک اور روشنی گویا کہ آفتاب آپ ہی کے چہرہ میں چمک رہا ہے میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی نہیں دیکھا زمین گویا لپٹی جاتی تھی کہ ابھی چند منٹ ہوئے وہاں تھے اور ابھی یہاں ہم لوگ آپ کی ساتھ چلنے میں مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپ گویا اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے **ف** یعنی آپ کی معمولی رفتار کی ساتھ بھی ہم لوگ اہتمام سے ساتھ رہ سکتے تھے۔ "

نمبر ۲، ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ کا ذکر فرماتے تو یہ فرماتے کہ جب آپ چلتے تھے تو ہمت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے عورتوں کی طرح سے پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے، چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اونچائی سے اتر رہے ہیں **ف** یہ حدیث پہلے حلیہ شریف میں مفصل گذر چکی ہے۔ "

نمبر ۳، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے چلتے تو کچھ جھک کر چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں **ف** یہ مضمون بھی گذشتہ احادیث میں چند جگہ آچکا ہے

باب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قناع کا ذکر

ف، قناع وہ کپڑا کہلاتا ہے جس کو آنحضرت سر مبارک پر عمامہ کے نیچے رکھ لیتے تھے تاکہ تیل کی وجہ سے عمامہ خراب نہ ہو اسکے علاوہ اور بھی چند منافع علماء نے تحریر فرمائے ہیں اس باب میں ایک ہی حدیث ذکر کی گئی

---

[1] مکترث الاکتراث المبالاة والمعنی انہ علیہ السلام غیر مسرع بحیث تلحقہ مشقة ۱۲

[2] غیر واحد منہم احمد ابن عبدة ومحمد بن الحسین کما تقدم ذکرہما فی اول الکتاب وھذا الحدیث جزء منہ فرقہ المصنف فی الموضعین لمناسبة الترجمة ۱۲

[3] غفرة بضم المعجمة فسکون فاء تقدم فی اول الکتاب ۱۲

[4] تقلع ھو رفع الرجل من الارض بقوة۔

[5] المسعودی ھو عبد الرحمن ابن عبد اللہ بن عقبة ابن عبد اللہ بن مسعود والحدیث تقدم فی الباب الاول من الشمائل بروایة ابی نعیم عن المسعودی وھذا مختصر منہ ۱۲

[6] التقنع ھو القاء القناع علی الراس وھو بکسر القاف خرقة تلقی علی الراس ثم جعلہ بابا مع ان حدیثہ سبق فی باب الترجل لعلہ للتنبیہ علیہ خاصة لاہتمامہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ ۱۲

[7] الربیع بن صبیح بالتکبیر فیہما وھذا الحدیث مکرر تقدم بہذا السند بعینہ وبہذا المتن مفصلا فی باب الترجل ۱۲

عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر القناع کان ثوبہ ثوب زیات

باب ما جاء فی جلسة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا عبد بن حمید انبانا عفان بن مسلم انا عبد اللہ بن حسان عن جدتیہ[1] عن قیلة بنت مخرمة انہا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد وہو قاعد القرفصاء[2] قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتخشع فی الجلسة ارعدت من الفرق حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی و غیر واحد قالوا انا سفین عن الزہری عن عباد[3] بن تمیم عن عمہ انہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم مستلقیا فی المسجد واضعا احدی رجلیہ علی الاخری حدثنا سلمة

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر کپڑا اکثر رکھا کرتے تھے اور حضور کا یہ کپڑا چکناٹ کی وجہ سے تیلی کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست کا ذکر

ف یعنی حضور کے بیٹھنے کی کیا ہیئتیں وارد ہوئی ہیں اس باب میں تین احادیث روایت فرمائی ہیں۔

نمبر ۲ قیلہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں کچھ ایسی عاجزانہ صورت میں گوٹ مارے بیٹھے دیکھا کہ میں رعب کی وجہ سے کانپنے لگی **ف** قرفصا کی تصویر میں علماء نے اختلاف کیا ہے مشہور قول یہ ہے کہ دونوں رانیں کھڑی کر کے دونوں ہاتھوں سے اُن کا احاطہ کرے اور سرین پر بیٹھے اسی کو گوٹ مار کر بیٹھنا بھی کہتے ہیں، رعب کی وجہ بظاہر یہ تھی کہ یہ حالت فکر و رنج کی تھی اور حضور کو فکر کسی معمولی بات سے ہو نہیں سکتا تھا اسلئے انکو یہ خوف ہوا کہ مبادا امت پر کوئی عذاب تو نہیں آرہا اس لئے کہ حضور کو امت کا فکر زیادہ رہتا تھا، یہ بظاہر وہی حدیث ہے جو حضور کے لباس کے بارہویں نمبر پر تھوڑی سی گذر چکی ہے وہاں بھی اس کی طرف تھوڑا سا اشارہ کر دیا تھا۔

نمبر ۳ عبد اللہ بن زید عباد کے چچا کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اُسوقت حضور اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھے ہوئے تھے **ف** مسلم شریف

[1] جدتیہ تقدم بعض الحدیث فی باب اللباس و ذکر المص ہنا ان اسم جدتیہ دحیبہ و علیبة ونقل ثم ان الصواب صفیة ودحیبہ بنتی علیبة ۱۲
[2] القرفصاء بضم قاف وسکون راء وضم فاء وصاد مہملة ممدود ویقصر جلسة اختلف فی تصویرہا
[3] عباد بضم المہملة وتشدید الموحدة کشداد وعمہ ہو عبد اللہ بن زید ابن عاصم اخو تمیم لابیہ او لامہ ۱۲

ابن شیبب[1] نبانا عبد اللہ بن ابراھیم المدنی انا اسحاق بن محمد الانصاری عن ربیح[2] بن عبد الرحمٰن بن ابی سعید عن ابیہ عن جدہ ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا جلس فی المسجد احتبی[3] بیدیہ

باب ما جاء فی تکأۃ[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی روایت میں اس طرح لیٹنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے علماء نے دونوں کے درمیان میں مختلف طریقوں سے جمع فرمایا ہے واضح توجیہ یہ ہے کہ یہ دونوں حالتیں علیحدہ علیحدہ صورت میں ہیں اگر ایک قدم دوسرے قدم پر رکھے تو اسمیں کچھ مضائقہ نہیں اور یہ صورت اس حدیث کا مصداق ہے اور اگر ایک قدم دوسرے پاؤں کا گھٹنا کھڑا کرکے اس پر رکھے تو یہ روایت مسلم کا مصداق ہے اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں عامۃً لنگی باندھنے کا دستور تھا لنگی باندھکر اس طرح لیٹنے سے ستر کھلجانیکا احتمال قوی ہے اسلئے حضورؐ نے منع فرمایا۔ اس جگہ یہ بھی اشکال کرتے ہیں کہ اس حدیث کو ہیئت نشست سے کوئی خاص تعلق نہیں علماء نے اس کی مختلف وجوہ بتلائی ہیں سہل یہ ہے کہ باب میں بیٹھنے سے مراد عام لیا جاوے بیٹھنے اور لیٹنے کو، اگرچہ لیٹنے کی بعض روایات سونیکے بیان میں بھی آئیں گی یہ بھی ممکن ہے جو ابن حجرؒ نے لکھی ہے کہ جب اس قسم کا لیٹنا باوجودیکہ روایت میں اس کی ممانعت آئی ہی مسجد میں جائز ہے تو بیٹھنا ہر قسم سے جائز ہوا۔" +

نمبر ۳ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوٹ مار کر یعنے دونوں ہاتھ گھٹنوں کو پیٹکر تشریف رکھتے تھے **ف** یہ ہیئت تواضع اور مسکنت کی نشست ہے اسلئے حضور بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی، لیکن یہ مقصود نہیں کہ ہمیشہ ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے اسلئے اب ابوداؤد کی اس روایت سے کچھ خلاف نہیں رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں چار زانو تشریف رکھتے تھے ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی خلاف نہیں رہا جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کا ذکر

[1] شیبب بفتح المعجمۃ وکسر الموحدۃ الاولی کطبیب۔" ۱۲

[2] ربیح براء مہملۃ فوحدۃ فحاء مہملۃ مصغر ربح ۱۲

[3] احتبی لا یخالف ما ورد من النہی عن الاحتباء یوم الجمعۃ والامام یخطب لان النہی لجلب النوم والافضاء الی انتقاض الوضوء علی احداث الاحتباء کما مال الیہ الطحاوی فہذا محمول علی غیر انتظار الصلوۃ بل محمول علی بعض الاوقات لما فی ابی داؤد بروایۃ جابر انہ کان اذا صلی الفجر جلس متربعًا وکذا فیہ روایات اخری فہذا کلہ محمول علی اختلاف الاوقات والتوسع" ۱۲

[4] تکأۃ بضم اولہ وکہمزۃ ما یتکأ علیہ من وسادۃ وغیرھا اصلہا وکأۃ ابدلت الواو تاء والمراد بہا ما اعد لذلک فخرج الانسان منہ فلذا التکی علیہ لا یسمی تکأۃ۔" ۱۲

حدثنا عباس بن محمد الدوری[1] البغدادی نا اسحاق بن منصور عن اسرائیل عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرة قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی وسادة علی یسارہ حدثنا حمید بن مسعدة انا بشر بن المفضل انا الجریری[2] انا عبد الرحمن بن ابی بکرة عن ابیہ[3] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکم باکبر الکبائر[4] قالوا بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین قال وجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا قال وشہادة الزور او قول الزور[5] قال فمازال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہا حتی قلنا لیتہ سکت حدثنا قتیبة بن سعید ثنا شریک عن علی بن الاقمر

ف، مصنف نے اس باب میں چار حدیثیں ذکر فرمائی ہیں"

نمبر ۱، جابر بن سمرة فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ پر بائیں جانب ٹیک لگائے ہوئے دیکھا **ف** تکیہ دائیں اور بائیں دونوں جانب میں جائز ہے لیکن قواعد محدثین کے لحاظ سے بائیں کا لفظ یہاں مشہور روایات میں نہیں اسلئے امام ترمذی نے باب کے ختم پر اس لفظ پر کلام کیا ہے۔

نمبر ۲، حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو سب سے بڑا اور سب سے سخت ترین گناہ بتلاؤں، صحابہؓ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں حضور نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کی ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی یا جھوٹی بات راوی کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کونسی بات فرمائی، اُسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما تھے اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کیوجہ سے بیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے، حتی کہ ہم لوگ یہ تمنا کرنے لگے کہ کاش اب حضور زیادہ مرتبہ ارشاد نہ فرمائیں **ف** حضور کے بار بار ارشاد فرمانے سے یہ خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور کو غصہ آجائے اور کوئی لفظ ایسا ارشاد فرماویں جو امت کے لئے باعث خسران بنجاوے، جن لوگوں کو کسی دینی یا دنیوی دربار کی حاضری میسر ہوتی ہے۔ وہ اس حالت سے خوب واقف ہوتے ہیں ۔۔ ✤

---

[1] الدوری بضم المہملة قال البیجوری نسبة الی محلة ببغداد وقال صاحب المغنی قریة بعراق ۔۔ ۱۲

[2] الجریری بضم الجیم وفتح الراء الاولی فتحتیة ساکنة ہو سعید بن ایاس الجریری ۔۔ ۱۲

[3] ابیہ ہو ابو بکرة نفیع ابن الحارث صحابی مشہور ۱۲

[4] باکبر الکبائر استشکل بان اکبر الکبائر لا یکون الا واحد فکیف عد ہہنا بضعا واجیب باجوبة شتی منہا ان المراد الاکبر النسبی لا الحقیقی واختلفوا ایضا فی معنی الکبیرة علی اقوال کثیرة محلہا المطولات سیما شروح البخاری ۱۲

[5] او قول الزور شک من الراوی وروایة البخاری بلا شک بلفظ الا وقول الزور وشہادة الزور من عطف الخاص علی العام ۱۲

عن ابی جحیفۃ[1] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فلا[2] اکل متکئا حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن بن مہدی انا سفیٰن[3] عن علی بن الاقمر قال سمعت ابا جحیفۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اکل متکئا حدثنا یوسف بن عیسی ثنا وکیع ثنا اسرائیل عن سماک بن حرب عن جابر[5] بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئا علی وسادۃ قال ابو عیسی[4] لم یذکر وکیع علی یسارہ ھکذا روی غیر واحد عن اسرائیل نحو روایۃ وکیع ولا نعلم احدا روی فیہ علی یسارہ الا ما روی اسحاق بن منصور عن اسرائیل

باب ما جاء فی اتکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انا عمرو بن عاصم انا حماد بن سلمۃ عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان شاکیا[6]

نمبر ۳ و ۴ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا **ف** اسلئے کہ یہ صورت تواضع کے خلاف ہونیکے علاوہ بہت کھانا کھانے کیطرف منجر ہوتی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے سرعۃ ہضم بھی حاصل نہیں ہوتا اپنا ذکر حضورؐ نے اسلئے ارشاد فرمایا تاکہ اُس کا اتباع کیا جاوے۔"

نمبر ۵ جابر بن سمرۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا **ف** یہ وہی حدیث ہے جو باب کے شروع میں گذر چکی، مصنف کو اس پر کلام کرنی مقصود تھی اس لئے مکرر ذکر فرمایا۔" +

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تکیہ کے علاوہ کسی اور چیز پر ٹیک لگانے کا ذکر

ف تکیہ کا ذکر پہلے باب میں گذر چکا ہے اسکے علاوہ حضور کا آدمیوں پر بیماری کی حالت میں سہارا اور ٹیک لگانا بھی ثابت ہے اس لئے مصنف نے ان روایات کو اس باب میں ذکر کیا اس باب میں دو روایتیں ہیں۔" +

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز تھی

۱؎ ابی جحیفۃ بضم الجیم وفتح الحاء المہملۃ اسمہ وہب بن عبد اللہ صحابی ۱۲ ۲؎ اما انا الخ اما ھہنا لمجرد التاکید قال القاری سبب ھذا الحدیث قصۃ الاعرابی المذکور فی حدیث عبد اللہ بن بسر عند ابن ماجہ قال اھدیت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم شاۃ فجثی علی رکبتیہ یاکل فقال الاعرابی ما ھذہ الجلسۃ فقال ان اللہ جعلنی عبدا کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا ۱۲

۳؎ سفیٰن ھو الثوری ولعل المصنف ذکر ھذا السند لتقویۃ الروایۃ فان شریکا سیئ الحفظ عندھم ۱۲

۴؎ قال ابو عیسی الخ غرض المصنف ان زیادۃ لفظ علی یسارہ غریب تفرد بہ اسحاق بن منصور المتقدم روایتہ فی اول الباب ۱۲

۵؎ انکاء قال بعض الشراح ان الغرض من الباب السابق بیان تکئۃ علیہ السلام وفی ھذا بیان الاتکاء المصدر فالفرق بینہما بالمعنی المصدری وبیان ما اتکیٰ علیہ لان اکثر البعض الروایات المتقدمۃ فی الترجمۃ السابقۃ الاولیٰ ذکرہ فی الباب الآتی والاوجہ عندی فی بیان الفرق فی الترجمتین ان فی الاولیٰ کان ذکر الوسادۃ المعروفۃ اعم من بیانہا و بیان الاتکاء علیہا وفی ھذہ الترجمۃ بیان الاستناد علی غیر الوسادۃ من الانسان وغیرہ کما یظہر من ملاحظۃ الروایات فتامل ثم رأیت القاری وغیرہ مالوا الیٰ ذلک التوجیہ فللہ الحمد والمنۃ ۱۲

۶؎ شاکیا ای مریضا والظاھر انہ کان مرض وفاتہ علیہ الصلوۃ والسلام والحدیث تقدم فی اللباس بروایۃ محمد بن الفضل عن حماد ۱۲

فخرج يتوكأ على اسامة وعليه ثوب قطرى قد توشح به فصلى بهم حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا محمد بن المبارك ثنا عطاء بن مسلم الخفاف الحلبى ثنا جعفر بن برقان عن عطاء بن ابى رباح عن الفضل بن عباس قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مرضه الذى توفى فيه وعلى راسه عصابة صفراء فسلمت فقال يا فضل قلت لبيك يا رسول الله قال شد بهذه العصابة راسى قال ففعلت ثم قعد فوضع كفه على منكبى ثم قام ودخل فى المسجد وفى الحديث قصة

باب ما جاء فى صفة اكل رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدى عن سفيان عن سعد

بن عيينة ١٢

اس لئے حجرہ شریفہ سے حضرت اسامہ پر سہارا لگئے ہوئے تشریف لائے اور صحابہؓ کو نماز پڑھائی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت ایک یمنی منقش چادر میں لپٹے ہوئے تھے **ف** یہ حدیث حضورؐ کے لباس کے بیان میں نمبر ٦ پر گذر چکی ہے۔

نمبر ۲ فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے مرض الوفات کی حالت میں حاضر ہوا حضور اقدس کے سر مبارک پر اس وقت زرد پٹی بندھ رہی تھی میں نے سلام کیا حضورؐ نے جواب کے بعد ارشاد فرمایا کہ اے فضل اس پٹی سے میرے سر کو خوب زور سے باندھ دو، پس میں نے تعمیل ارشاد کی پھر حضورؐ بیٹھے اور میرے مونڈھے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور مسجد کو تشریف لے گئے اس حدیث میں مفصل قصہ ہے **ف** یہ قصہ مرض الوفات کے بیان میں مفصل آئے گا حضورؐ نے سر مبارک کو درد کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی تھی بعض علماء نے بجائے پٹی کے عمامہ کا ترجمہ کیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف رنگ کے عمامہ باندھنا ثابت کیا ہے منجملہ اُن کے زرد عمامہ کا اس حدیث سے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر

ف یعنی کھانا تناول فرمانے کے بعض آداب کا بیان اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

---

١ الخفاف بتشديد الفاء الاولى صانع الخف او بائعه قاله القارى وذكره السمعانى فى انسابه بالاول كان رجلا صالحا دفن كتبه فكان يحدث بالحفظ فيتوهم كثيرا۔

٢ قصة وهى انه صعد المنبر وامر بنداء الناس فحمد الله واثنى عليه الخ قاله المناوى ١٢

٣ الاكل بفتح الهمزة ادخال طعام جامد من الفم الى البطن وقيل ادخال شئ من الفم الى البطن بقصد الاغتذاء والاول اولى ١٢

٤ سعد بن ابراهيم هو الصواب فما فى بعض النسخ سعيد بن ابراهيم سهو من الكاتب قاله القارى قلت وليس فى الرواة احد اسمه سعيد بن ابراهيم فهو سعد بن ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف الزهرى ١٢

ـــــہ ابن الکعب اختلف فی اسمہ فقیل عبداللہ وقیل عبدالرحمن قال القاری سجاء فی روایۃ بالشک بینہما قال میرک والصواب عبداللہ۔، ۱۲

ابن ابراھیم عن ابن الکعب بن مالک عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلعق اصابعہ ثلثا قال ابو عیسے وروی غیر محمد بن بشار ھذا الحدیث قال کان یلعق اصابعہ الثلث حدثنا الحسن بن علی الخلال ثنا عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلث حدثنا الحسین بن علی بن یزید الصدائی البغدادی ثنا یعقوب بن اسحاق یعنی الحضرمی انا شعبۃ عن سفیان الثوری عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فلا اکل متکئا حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمن بن مہدی ثنا سفین عن علی بن الاقمر نحوہ حدثنا ھرون بن اسحاق الہمدانی ثنا عبدۃ بن سلیمان عن ھشام بن عروۃ عن ابن الکعب بن مالک عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ

نمبر ۱ ۔ کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے ف کھانے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے انگلیاں چاٹ لینا مستحب ہے البتہ اس روایت کی بنا پر بعض کے نزدیک تین مرتبہ مستحب ہے ملا علی قاری کہتے ہیں کہ تین مرتبہ مراد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مراد ہے جیسا دوسری روایت میں آتا ہے چنانچہ اسی باب میں خود کعب بن مالکؓ ہی کی روایت آگے آ رہی ہے۔،، +

نمبر ۲ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے ف حضور کی عادت شریفہ تین ہی انگلیوں سے کھانا نوش فرمانے کی تھی۔ اگرچہ بعض روایات سے پانچوں انگلیوں سے کھانا بھی معلوم ہوتا ہے لیکن تین انگلیاں جن میں انگوٹھا مسبحہ اور وسطیٰ اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔،، +

نمبر ۳ ۔ ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا ف یہ حدیث ایک باب پہلے گزر چکی ہے۔،، +

نمبر ۴ ۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی عادت شریفہ

ـــــہ قال ابو عیسے الخ نقل عن العلم بیاران لفظ یلعق اصابعہ الثلث محفوظ دون اصابعہ ثلثا ولذا ایدہ بروایۃ انس الاتیۃ وسیاتی روایۃ ابن بشار قویا قال القاری الظاہر ما قال میرک من ان التقدیر ثلثا من الاصابع لیوافق روایۃ اصابعہ الثلث ومن جعلہ قیدا لیلعق وزعم ان معناہ کل واحدۃ من اصابعہ ثلث مرات فقد ابعد عن المرام فانہ لم یات التصریح فی روایۃ انہ لعق اصابعہ ثلث مرات ووقع التصریح بلعق اصابعہ الثلث فی کثیر من الطرق انتہی۔ ۱۲

ـــــہ یزید بالیاء فی اولہ فی بعض النسخ بدون الیاء بلفظ زید وہو من الناسخ قالہ القاری والصدائی بضم الصاد المہملۃ نسبۃ الی صداء وبالمد اسم قبیلۃ ۱۲

ـــــہ محمد بن بشار الخ تقدم ھذا الحدیث من السنن فی باب تکأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکررہ ھناک لاختلاف ترجمۃ الباب وقال البیجوری فی الفرق بین ھذہ الروایۃ وروایۃ الحسین المتقدم ان الحدیث فی ھذہ الطریق مرسل اھ قلت وہو محتمل وقال القاری ظاھرہ انہ موقوف ویحتمل رفعہ وفیہ ما فیہ ۱۲

علیہ وسلم یاکل باصابعہ الثلث ویلعقہن حدثنا احمد بن منیع ثنا الفضل بن دکین ثنا مصعب بن سلیم قال سمعت انس بن مالک یقول اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتمر فرأیتہ یاکل وھو مقع[1] من الجوع[2]

باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا محمد بن المثنی ومحمد بن بشار قالا ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت عبدالرحمن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت ما شبع آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا

تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور انگلیاں چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔

نمبر ۵ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لائی گئیں تو حضور انکو نوش فرمارہے تھے، دراں حالیکہ بھوک کی وجہ سے اپنی سہارا دے تشریف فرما نہیں تھے بلکہ اکڑوں بیٹھکر کسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے تھے **ف** کسی چیز پر ٹیک لگا کر کھانے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے لیکن اس جگہ پر چونکہ ضعف کے عذر سے تھا اس لئے نہ اس روایت پر ان احادیث کے خلاف کا اشکال ہو سکتا ہے جنمیں ممانعت آئی ہے نہ اس روایت سے بلا عذر ٹیک لگا کر کھانیکا استحباب ثابت ہو سکتا ہے

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روٹی کا ذکر

ف۔ اس باب میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک حضور کے اہل و عیال نے مسلسل دو دن کبھی جَو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا **ف** یعنی کھجور وں سے اگرچہ اسکی نوبت آگئی ہو لیکن روٹی سے کبھی نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو لیکن اسپر ایک اشکال وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں کا ایک سال کا نفقہ مرحمت فرمادیا کرتے تھے اب ان دونوں روایتوں میں بظاہر تعارض ہے علماء نے اسکی مختلف توجیہیں

---

[1] مقع عبر ضام المطلوب وبالاقعاء اقعاء الکلب ورد ہ البیجوری فی حاشیتہ فقال ولیس المراد بالاقعاء ھنا النوع المسنون فی الجلوس بین السجدتین وھو ان یجلس علی عقبیہ ویبسط ساقیہ ولیس المراد النوع المکروہ فی الصلوۃ وھو ان یجلس علی الیتیہ ناصبا فخذیہ اھ قال القاری ای جالس علی ورکیہ وھو الاحتباء ۱۲۰

[2] من الجوع یشکل علیہ ما ورد فی روایات النہی عن الوصال من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی وجمع بینہما بوجوہ ۱۲۰

عباس بن محمد الدوری[1] ثنا یحییٰ بن ابی بکیر ثنا حریز بن عثمان عن سلیم بن عامر قال سمعت ابا امامة الباهلی یقول ما کان یفضل عن اهل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبز الشعیر حدثنا عبد اللہ بن معاویة الجمحی[2] ثنا ثابت بن یزید عن هلال بن خباب عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ یبیت اللیالی المتتابعة طاویا هو واهله لا یجدون عشاء[3] وکان اکثر خبزهم خبز الشعیر حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ثنا عبید اللہ بن عبد المجید الحنفی[4] ثنا عبد الرحمن وهو ابن عبد اللہ بن دینار ثنا ابو حازم عن سهل بن سعد

فرمائی ہیں منجملہ اُنکے یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں اہل کا لفظ زائد ہے اور مراد خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے اور اپنے لئے ذخیرہ ثابت نہیں چنانچہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت باب کے اخیر میں اسی مضمون کی آرہی ہے بعض نے یہ بھی توجیہ فرمائی ہے کہ ذخیرہ تو حضور حوالہ فرما دیا کرتے تھے لیکن ازواج مطہرات بھی شوقِ ثواب میں سب صدقہ فرما دیتی تھیں بندۂ ناچیز کے نزدیک انکے علاوہ دو توجیہیں اور ممکن ہیں لیکن چونکہ کسی بڑے کی کلام سے منقول نہیں اسلئے حجت نہیں تاہم محتمل ضرور ہیں اول یہ کہ سال بھر کا نفقہ اسی حساب سے ہو کہ مسلسل دو دن کی روٹی کا حساب نہ بیٹھتا ہو بلکہ کبھی روٹی کبھی کھجوریں کبھی فاقہ دوسری توجیہ یہ کہ وہ نفقہ کیا عجب ہے کہ کھجور ہی ہو اس حدیث میں اسکی نفی نہیں بلکہ روٹی کی نفی ہے۔

نمبر ۲ ابو امامہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جَو کی روٹی کبھی نہیں بچتی تھی **ف** یعنی جَو کی روٹی اگر کبھی پکتی تھی تو وہ مقدار میں اتنی ہوتی ہی نہیں تھی کہ بچتی۔"

نمبر ۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والے کئی کئی رات پے درپے بھوکے گذار دیتے تھے کہ رات کو کھانے کے لئے کچھ موجود نہیں ہوتا تھا اور اکثر ی غذا آپکی جَو کی روٹی ہوتی تھی گو کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی مل جاتی تھی **ف** حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اگرچہ بعض لوگ ایسے تھے جو اہلِ ثروت تھے لیکن حضورؐ کے غایت اخفا و تحرز عن السوال کیوجہ سے انکو علم نہیں ہوتا تھا ایسے ہی اہل و عیال بھی اخفا کرتے تھے **نمبر ۴** سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

[1] الدوری بضم الدال المهملة وسکون الواو وبعدها راء مهملة نسبة الی مواضع والدور محلة وقریة ایضا ببغداد ۱۲

[2] الجمحی بضم الجیم وفتح المیم نسبة جمح جبل تبنی نیز قاله المناوی عن القاموس وقال فی الانساب للسمعانی نسبة الی بنی جمح قال صاحب المغنی هو جمح بن عمرو ۱۲

[3] عشاء بالفتح هو طعام العشاء وبالکسر هو اخر النهار

[4] الحنفی نسبة لبنی حنیفة قبیلة من ربیعة ۱۲

لہ اکل استفہام بحذف حرفہ وہی ثابتۃ فی نسخۃ قالہ المناوی ۱۲ سلہ الحواری مدرج من الراوی فی تفسیر اللفظ ہو بضم الحاء المہملۃ وتشدید الواو وفتح الراء فی آخرہ الف مقصورۃ ملحور من الدقیق نخلہ مرارًا ۱۲ سلہ سہل بالسین المہملۃ ای ابن سعد المذکور فما فی بعض النسخ بلفظ مہل تصحیف ۱۲ سلہ خوان قال القاری المشہور فیہ کسر المعجمۃ ویجوز ضمہا وہو المائدۃ ما لم یکن علیہ طعام ویطلق فی المتعارف علی مالہ ارجل ویکون مرتفعا عن الارض واستعمالہ من صنیع المترفین لئلا یفتقروا الی خفض الراس عند الاکل فالاکل علیہ بدعۃ انتہی قلت بل فیہ تشبیہ بالنصاری ایضا ۱۲

سلہ سکرجۃ بضم السین المہملۃ والکاف والراء المشددۃ المہملۃ وقیل الصواب فتح الراء اناء صغیر یوکل فیہ الشیٔ القلیل ۱۲

سلہ یونس لما لم یکن عند المصطفی یونس ہذا الا ہذا الحدیث الواحد نبہ علیہ لیتمیز عن غیرہ سیما یونس ابن عبید البصری احد الثقات المکثرین فان طبقۃ کلیہما علی ما قالہ الحافظ فی التقریب واحد فنقل عن شیخہ محمد بن بشار ان یونس الذی روی عن قتادۃ فی ہذا السند ہو یونس الاسکاف ای ابن ابی الفرات والاسکاف لقبہ وہو صانع الخفاف والاحذیۃ وفی القاموس الاسکف والاسکاف والاسکوف والسکاف والسیکف الخفاف ۱۲

سلہ المہلبی بتشدید اللام المفتوحۃ نسبۃ الی المہلب بن ابی صفرۃ احد اجدادہ ۱۲

انہ قیل لہ اکل[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی یعنی الحُوّاری[2] فقال سہل[3] ما رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النقی حتی لقی اللہ تعالی فقیل لہ ھل کانت لکم مناخل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما کانت لنا مناخل فقیل کیف کنتم تصنعون بالشعیر قال کنا ننفخہ فیطیر منہ ما طار ثم نعجنہ حدثنا محمد بن بشار انا معاذ بن ھشام قال ثنی ابی عن یونس عن قتادۃ عن انس بن مالک قال ما اکل نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان[4] ولا فی سُکُرُّجۃ[5] ولا خبز لہ مرقق قال فقلت لقتادۃ فعلی ما کانوا یاکلون قال علی ھذہ السفر قال محمد بن بشار یونس[6] ھذا الذی روی عن قتادۃ ھو یونس الاسکاف حدثنا احمد بن منیع ثنا عباد بن عباد المہلبی[7] عن مجالد عن الشعبی عن مسروق قال دخلت علی عائشۃ فدعت لی بطعام وقالت ما اشبع من طعام فاشاء ان ابکی الا بکیت قال

(اے الخبز النقی من النخالۃ ۱۲) (المشہور فیہ کسر المعجمۃ ویجوز ضمہا ۱۲) (جمع سفرۃ ۱۲)

نے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی انھوں نے جواب دیا کہ حضور کے سامنے اخیر عمر تک کبھی میدہ آیا بھی نہیں ہوگا، پھر سائل نے پوچھا کیا حضور کے زمانہ میں تم لوگوں کے یہاں چھلنیں تھیں انھوں نے فرمایا کہ نہیں تھیں، سائل نے پوچھا پھر جو کی روٹی کو کیسے پکاتے تھے (چونکہ اُس میں تنکہ وغیرہ زیادہ ہوتے ہیں) سہل نے فرمایا کہ اُسکے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے جو موٹے موٹے تنکے ہوتے تھے وہ اڑجاتے تھے، باقی گوندہ لیتے تھے۔ اللہ الصمد۔

نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا نہ چھوٹی پیالی اور تشتریوں میں نوش فرمایا نہ آپ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی یونس کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے پوچھا کہ پھر کھانا کس چیز پر رکھکر نوش فرماتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ یہی چمڑہ کے دسترخوان پر (ف) یونس اور قتادہ جنکا ذکر ترجمہ میں آیا ہے وہ اس حدیث کی سند میں دو راوی ہیں۔

نمبر ۶ مسروق کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انھوں نے میرے لئے کھانا منگایا اور یہ فرمانے لگیں کہ میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتی مگر مجھے رونا آجاتا ہی پس روتے

قلت لم قالت اذکر الحال التی فارق علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا واللہ ماشبع من خبز ولا لحم مرتین فی یوم واحد حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابوداؤد الطیالسی قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت عبدالرحمن بن یزید یحدث عن الاسود بن یزید عن عائشۃ قالت ماشبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض حدثنا عبداللہ بن عبدالرحمن ثنا عبداللہ بن عمرو ابومعمر ثنا عبدالوارث عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس قال ما اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان ولا اکل خبزا مرققا حتی مات

باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لگتی ہوں، مسروق نے پوچھا کہ کیوں رونا آتا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے حضور کی وہ حالت یاد آتی ہے جس پر ہم سے مفارقت فرمائی کہ کبھی ایک دن میں دو مرتبہ گوشت روٹی کھانے کی نوبت نہیں آئی۔"

نمبر ۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے کبھی اخیر عمر تک جو کی روٹی سے دو دن پے در پے پیٹ نہیں بھرا **ف**، یہ وہی حدیث ہے جو شروع باب میں گذر چکی اتنا فرق ہے کہ وہاں سب گھر والوں کا ذکر تھا یہاں خود حضور کی ذات والا صفات کا ذکر ہے۔"

نمبر ۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے کبھی اخیر تک میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور نہ کبھی چپاتی نوش فرمائی **ف**، یہ حدیث بھی اسی باب کے نمبر ۵ پر گذر چکی ہے۔"

روایات حدیث سے یہ بات تو تصریحاً ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر کی حالت خود پسند فرمائی تھی اور جب کسی فرشتہ کی زبانی حضور سے فقر و فاقہ اور ثروت و ریاست کے درمیان ترجیح پوچھی جاتی تو حضور پہلی ہی قسم کو پسند فرماتے چنانچہ متعدد احادیث اس مضمون کی وارد ہیں لیکن اسمیں علماء کے دو قول ہیں کہ حضور کے پسند فرمانے کی وجہ سے میسر ہی اتنا ہوتا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا یا باوجود میسر ہونے کے حضور تواضعاً تناول نہیں فرماتے تھے اور تقسیم فرمادیتے تھے۔"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

ن یقبض

۱ ابومعمر عطف بیان لعبداللہ بن عمرو وثنا وقع فی بعض النسخ بواو بین المودی الی اتہما راویان سہو من الکاتب قالہ القاری وہو عبداللہ بن عمر بن ابی الحجاج المنقری المقعد البصری ۱۲

۲ باب الخبز فی الترجمۃ فی بعض النسخ وباکل من الالوان ۱۲

حدثنا محمد بن سہل بن عسکر وعبد اللہ بن عبد الرحمٰن قال ثنا یحییٰ بن حسان ثنا سلیمان بن بلال عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم الادام[1] الخل قال عبد اللہ[2] بن عبد الرحمٰن فی حدیثہ نعم الادام او الادام الخل حدثنا قتیبۃ ثنا ابو الاحوص عن سماک ابن حرب قال سمعت النعمان بن بشیر یقول الستم[سلام بن سلیم ۱۲] فی طعام وشراب ما شئتم لقد رأیت نبیکم[3] وما یجد من الدقل ما یملأ[4] بطنہ[استفہام انکاری ۱۲] حدثنا عبدۃ بن عبد اللہ الخزاعی ثنا معاویۃ بن ہشام عن سفیان[الثوری ۱۲] عن محارب[بالمہملۃ وبالباء الموحدۃ ۱۲] بن دثار عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم الادام الخل حدثنا ہناد ثنا وکیع عن سفیان عن ایوب عن ابی قلابۃ[5] عن زہدم الجرمی[6] قال کنا عند ابی

ف اس باب میں تیس سے زائد حدیثیں ہیں، بعض نسخوں میں اس باب میں ایک مضمون اور بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ سالن اور مختلف اشیاء کا ذکر جو حضور نے تناول فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ فرمایا کہ سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے **ف** اس لحاظ سے کہ اس میں دقت و محنت زیادہ نہیں ہوتی اور روٹی بے تکلف کھائی جاتی ہے ہر وقت میسر آجاتا ہے نیز تکلفات سے بعید ہے اور دنیوی گذران میں اختصار ہی مقصود ہے۔

نمبر ۲ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کیا تم لوگ کھانے پینے کی خاطر خواہ نعمتوں میں نہیں ہو، حالانکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ردی کھجوریں بھی اتنی مقدار نہ ہوتی تھی کہ جس سے شکم سیری ہوسکے **ف** صحابی کا مقصود ترغیب دینی ہے حضور کے اتباع اور دنیا کی مختصر گیری پر اور حدیث میں جب شکم سیر کھجوروں کی نفی ہوگئی تو روٹی سالن کا کیا ذکر لہٰذا ترجمۃ الباب سے مناسبت بھی ظاہر ہوگئی

نمبر ۳ حضرت جابر بھی نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ سرکہ بھی کیا ہی اچھا سالن ہے۔

نمبر ۴ زہدم کہتے ہیں کہ میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا انکے پاس مرغی

---

[1] نعم الادام الخ قال فی الدر المختار والادام ما یصطبغ بالخبز اذا اختلط بہ کخل وزیت الخ فالحدیث موافق لمسلک الفقہاء ۱۲

[2] قال عبد اللہ الخ بیان الفرق فی الفاظ شیخیہ محمد وعبد اللہ بان روایۃ محمد جازمۃ وروایۃ عبد اللہ بلفظ الشک والمآل واحد ۱۲

[3] نبیکم اضافۃ النبی الیہم الزاما لہم وتبکیتا وحثا علی التاسی بہ فی الاعراض عن الدنیا ولذاتہا والا فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کما انہ نبی للمخاطبین نبی للقائل ایضا ۱۲

[4] ما یملأ الخ مفعول یجد وما موصولۃ ومن الدقل بیان لما تقدم علیہ والدقل بفتحتین التمر الردی ویابسہ ۱۲ قاری

[5] ابی قلابۃ بکسر قاف وتخفیف اللام وبعد الالف موحدۃ کہدایۃ اسمہ عبد اللہ ابن زید ۱۲

[6] الجرمی بالجیم المفتوحۃ والراء الساکنۃ نسبۃ لقبیلۃ جرم کفلس ۱۲

موسی فاتی بلحم دجاج فتنحی رجل من القوم فقال مالك قال انی رایتها تاكل شیئا نتنا فحلفت ان لا اكلها قال ادن رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یاكل لحم دجاج حدثنا الفضل بن سهل الاعرج البغدادی ثنا ابراهیم بن عبد الرحمٰن بن مهدی عن ابراهیم بن عمر بن سفینة عن ابیه عن جده قال اكلت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم لحم حباری حدثنا علی بن حجر ثنا اسمٰعیل بن ابراهیم عن ایوب عن القاسم التمیمی زهدم الجرمی قال كنا عند ابی موسی قال فقدم طعامه وقدم فی طعامه لحم دجاج وفی القوم رجل من بنی تیم الله احمر كانه مولی قال فلم

کا گوشت آیا مجمع میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا ابو موسی نے اُس سے ہٹنے کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اُس نے مرغی کو کوئی گندی چیز کھاتے دیکھا تھا اسلئے مرغی کھانیکی قسم کھا رکھی ہے ابو موسیٰؓ نے فرمایا آؤ اور بے تکلف کھاؤ میں نے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نوش فرماتے دیکھا اگر ناجائز یا ناپسند ہوتی تو حضور کیسے تناول فرماتے **ف** مقصود یہ ہے کہ مباح شرعی کی تحریم نہیں کرنی چاہیئے اسلئے اپنی قسم توڑو اور کفارہ دو، مرغی جمہور ائمہ کے نزدیک جائز ہے، البتہ جلالہ کو علماء نے مکروہ فرمایا ہے مرغی حار طیب ہوتی ہے سریع الہضم ہے، اخلاط اچھے پیدا کرتی ہے دماغ اور جملہ اعضاء رئیسہ کو قوت دیتی ہے آواز بھی صاف کرتی ہے اور رنگ بھی خوشنما پیدا کرتی ہے عقل کو بھی قوت دیتی ہے۔

نمبر ۵ سفینہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے **ف** حباری ایک پرندہ ہے، اس کے ترجمہ میں علماء مختلف ہوئے ہیں بعض نے تغدری کیا ہے بعض نے سرخاب اور بعض مترجمین نے چکا چکوئی وغیرہ وغیرہ سفینہ حضورؐ کے مولی کا لقب تھا انکو سفینہ اسلئے کہتے تھے کہ کشتی کی طرح سے سفر میں بہت سا سامان اپنے اوپر لاد لیتے تھے۔

نمبر ۶ زہدم کہتے ہیں کہ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُنکے پاس کھانا لایا گیا جسمیں مرغی کا گوشت بھی تھا مجمع میں ایک آدمی قبیلہ بنو تیم اللہ کا بھی تھا جو سرخ رنگ تھا بظاہر آزاد شدہ غلام معلوم ہوتا تھا اُس نے یکسوئی اختیار کی ابو موسیٰ نے اُسے متوجہ ہوتے کو کہا او آنحضرت صلی اللہ

ان الحباری لیموت هزلا بذنب ابن آدم یعنی انه تعالیٰ یحبس القطر وانما خصها بالذکر لانها ابعد الطیر نجعة وتحبسه حاریا بسطها لا ينهضها نالغم
۱ ای الریاضة والتعب ۱۲
۳ التمیمی بمیمین بینهما یاء هو الصواب وصحح فی هامش المکتوبة وما قال مولانا عصام ونبعه العلامة المناوی وغیره من تصویب لفظ التیمی لیس بصواب بل هو قاسم بن عاصم التمیمی ویقال الکلیبی جزم به القاری و قال الحافظ فی الفتح وساقه الترمذی فی الشمائل عن ویوعن ایوب کما ذکره المصنف من طریق عبد الوارث عن ایوب عن القاسم وهو ابن عاصم التمیمی ولیس له فی البخاری الا هذا الحدیث انتهی وما قیل ان ایوب هذا من رواة القاسم بن محمد فلا دلیل فیه علی انه لیس من تلامذة قاسم بن عاصم کیف وقد عدة فی تلامذته ۱۲ ایضا اصحاب الرجال فتامل ۱۲
۴ تیم الله ای عبد الله من قولهم تیمه الحب ای ذلله وعبده وهو تیم الله بن ثعلبة حی من بنی بکر قیل هذا دلیل علی ان المتهم غیر زهدم فان زهدم جرمی وهذا تیمی والمانع من انهما اجتمعا معا لکن الحافظ ابن حجر بسط ۱۲

۵ رجل قیل هو زهدم بنفسه عبره بالغائب وقیل هو رجل اخر ویؤیده الروایة الاتیة وسیاتی مفصلا ۱۲ ۶ الحباری ایضا للتانیث یقع علی الذکر والانثی والواحد والجمع طائر طویل العنق فی منقاره بعض طول رمادی اللون شدید الطیران یضرب به المثل فیقال اطلب من الحباری وهو اکثر الطیر حیلة

م الکلام ههنا ورجح کونهما واحدا وجوز انتساب زهدم الیهما معا فارجع الیه ۱۲ ع جلالہ وہ مرغی ہے جو گندگی کھاتی ہو۔ ۱۲

بين يدي فقال له ابو موسى ادن فاني قد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل
منه قال[1] اني رأيته يأكل شيئا فقذرته فحلفت ان لا اطعمه ابدا حدثنا محمود
ابن غيلان ثنا ابو احمد الزبيري وابو نعيم قالا ثنا سفيان عن عبد الله بن عيسى
عن رجل[2] من اهل الشام يقال له عطاء عن ابي اسيد[3] قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم كلوا الزيت وادهنوا به فانه من شجرة مباركة حدثنا يحيى بن موسى ثنا
عبد الرزاق ثنا معمر عن زيد بن اسلم عن ابيه عن عمر[8] بن الخطاب رضي الله
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا الزيت وادهنوا به فانه من شجرة
مباركة قال ابو عيسى وكان عبد الرزاق يضطرب في هذا الحديث فربما اسنده وربما[4]

علیہ وسلم کے مرغی تناول فرمانیکا ذکر کیا اُس نے عذر کیا کہ میں نے اُسکو کچھ ایسی ہی چیز کھاتے دیکھا جسکی
وجہ سے مجھے اُس سے کراہت آتی ہے اسلئے میں نے اُس کے کھانے کی قسم کھا رکھی ہے، ف یہ وہی
حدیث ہے جو پہلے مذکور ہوئی اختلاف سند سے صورت قصہ میں کچھ اختلاف معلوم ہوتا ہے،

نمبر ۷ ابو اسید کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھانے
میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لئے کہ بابرکت درخت کا تیل ہے **ف** اس درخت
پر مبارک کا اطلاق کلام اللہ شریف کی اس آیۃ میں آیا ہے من شجرة مباركة زيتونة الآية اور بابرکت
ہونے کی وجہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اکثر شام میں پیدا ہوتا ہے اور وہ
زمین اس لئے بابرکت ہے کہ اُس میں ستر نبی مبعوث ہوئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ برکت کا اطلاق اسلئے
ہے کہ اُسمیں منافع بہت ہیں، چنانچہ ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ اسمیں ستر بیماریوں کی شفا ہے جنمیں سے ایک
جذام بھی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی ہر چیز میں منافع ہیں اسکا تیل جلانے کے کام
میں آتا ہے کھانے کے کام میں آتا ہے، دباغت کے کام میں آتا ہے، ایندھن جلانیکے کام میں لایا جاتا ہے
حتی کہ اُس کی راکھ ریشم دھونے میں خاص طور سے کام لائی جاتی ہے۔"

نمبر ۸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

[1] قال الخ يخالف الرواية السابقة في ان قوله هناك متأخر لقول ابي موسى اني رأيته عليه السلام الخ والجمع ممكن بتعدد قوله ادن بل هو متعين لانه قال له حين تنحى ادن فلما تعلل بما تعلل قال له ادن فاني الخ ۱۲ قاری

[2] رجل الخ هو عطاء الشامي الراوي حديث الادهان قال البخاري لم يقم حديثه وذكره العقيلي في الضعفاء وذكره ابن حبان في الثقات ۱۲

[3] ابي اسيد هذا بفتح الهمزة وكسر السين ولا يصح ما قيل فيه بضم الهمزة مصغرا ليس له الا هذا الحديث الواحد وهو غير ابي اسيد الساعدي الصحابي المشهور ۱۲

[4] وربما الخ غرض المصنف الاختلاف في وصله وارساله فروي اولا موصولا ثم ذكر بعده بطريق السنجي عن عبد الرزاق مرسلا ۱۲

ارسل حدثنا السنجی[1] وہو ابو داؤد سلیمان بن معبد المروزی السنجی ثنا عبد الرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ولم یذکر فیہ عن عمر حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر و عبد الرحمن ابن مہدی قالا ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الدباء[2] فاتی بطعام او دعی لہ فجعلت اتتبعہ فاضعہ بین یدیہ لما اعلم انہ یحبہ حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا حفص بن غیاث[3] عن اسمعیل بن ابی خالد عن حکیم بن جابر عن ابیہ قال دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرأیت عندہ دباء یقطع فقلت ما ہذا قال نکثر بہ طعامنا قال ابو عیسی[4] وجابر ہذا ہو جابر بن طارق ویقال[5] ابن ابی طارق وہو رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف[6] لہ الا ہذا الحدیث الواحد وابو خالد اسمہ سعد حدثنا قتیبۃ ابن سعید عن مالک بن انس عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن

کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو اسلئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔

نمبر ۹ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو مرغوب تھا ایکمرتبہ حضورؐ کے پاس کھانا آیا۔ یا حضور کسی دعوت میں تشریف لے گئے (راوی کو شک ہے کہ یہ قصہ کس موقع کا ہے) جسمیں کدو تھا چونکہ مجھے معلوم تھا کہ حضورؐ کو یہ مرغوب ہے اس لئے اُسکے قتلے ڈہونڈکر میں حضورؐ کے سامنے کر دیتا تھا

ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر برتن میں مختلف چیزیں ہوں تو اپنے علاوہ دوسری جانب سے بھی کسی مرغوب چیز کے اٹھا لینے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ ساتھی کو کراہت نہ آوے۔

نمبر ۱۰ جابر بن طارق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کدو کے ٹکڑے کئے جارہے تھے میں نے عرض کیا کہ اسکا کیا بنے گا۔ فرمایا کہ اس سے سالن میں اضافہ کیا جائیگا

ف کدو کے فوائد بھی علماء نے بہت سے لکھے ہیں بالخصوص طب کی کتابوں میں بہت سی منافع لکھے ہیں۔

نمبر ۱۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

[1] السنجی بکسر السین المہملۃ وسکون النون نسبۃ الی سنج قریۃ من قری مرو ۱۲

[2] الدباء بضم الدال وتشدید الموحدۃ والمد علی الاشہر وحکی القصر ایضا والکدو وقیل خاص بالمستدیر منہ ۱۲ قاری

[3] غیاث بمعجمۃ مکسورۃ فتحتیۃ ثم مثلثۃ ۱۲ مناوی

[4] قال ابو عیسی لما کان جابر بن عبد اللہ ہو المشہور من الصحابۃ والمطلق یصرف الی المشہور نبہ المصنف علی ان ہذا رجل آخر صحابی غیر ذلک المشہور ۱۲

[5] ویقال الخ ہو جابر بن طارق بن ابی طارق فقد ینسب الی ابیہ وقد ینسب الی جدہ فیقال جابر بن ابی طارق کذا فی الاصابۃ ۱۲

[6] لا یعرف ببناء المجہول علی الغائب وببناء المعلوم علی المتکلم روایتان قلت وفیہ ان الحافظ ذکر لہ حدیثا آخر فی الاصابۃ

مالك يقول ان خياطًا دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم لطعام صنعه فقال انس فذهبت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى ذلك الطعام فقرب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم خبزا من شعير ومرقا فيه دباء وقديد قال انس فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم يتتبع الدباء حوالي الصحفة فلم ازل احب الدباء من يومئذ حدثنا احمد بن ابراهيم الدورقي وسلمة بن شبيب ومحمود بن غيلان قالوا انا ابو اسامة عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحب الحلواء والعسل حدثنا الحسن بن محمد الزعفراني انا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج اخبرني محمد بن يوسف ان عطاء بن يسار اخبره ان ام سلمة اخبرته انها قربت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم جنبا مشويا فاكل منه ثم قام الى الصلوة وما توضأ

ت فقال

له خياطا قال العسقلانی لم اقف علی تسمیتہ لکن فی روایۃ انہ مولی المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم قالہ القاری ۱۲

۲ حوالی بفتح اللام وسکون التحتیۃ مفرد معنی الصورۃ بمعنی الجوانب قالہ المناوی فہو مفرد لفظا ومثنی صورۃ وجمع معنی ۱۲

دیگر تبہ دعوت کی میں بھی حضور کی ساتھ حاضر ہوا اُس نے حضور کی خدمت میں جَو کی روٹی اور کدو گوشت کا شوربا پیش کیا میں نے حضور کو دیکھا کہ پیالے کے سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرما رہے ہیں اسوقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا ف حضرت انسؓ کی خود بھی دعوت ہوگی یا حضور کی ساتھ خادمیت میں چلے گئے ہونگے ایسی بھی کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ داعی کو گراں نہ ہو۔

نمبر ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھائی اور شہد پسند تھا ف بظاہر حدیث میں (حلوا) سے مراد ہر میٹھی چیز ہے لیکن بعض لوگوں نے اس سے متعارف حلوا مراد لیا ہے جو مٹھائی اور چکنائی وغیرہ سے بنایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حلوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بنوا کر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور حضور نے اُسکو پسند فرمایا یہ حلوا آٹا اور شہد ور گھی سے بنایا گیا تھا۔

نمبر ۱۳ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انھوں نے پہلو کا بھنا ہوا گوشت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضورؐ نے تناول فرمایا اور پھر بلا وضو کئے نماز پڑھی ف بعض روایات سے آگ سے پکی ہوئی چیز کا ناقض وضو ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ ہی مذہب بعض علمائے متقدمین کا ہے۔

حدثنا قتیبة ثنا ابن لهيعة عن سليمان بن زياد عن عبد الله[14] بن الحارث قال اكلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم شواء[1] في المسجد حدثنا محمود بن غيلان انبأنا وكيع حدثنا مسعر عن ابي صخرة[2] جامع بن شداد عن المغيرة بن عبد الله عن المغيرة[15] بن شعبة قال ضفت[3] مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فاتي بجنب مشوي ثم اخذ الشفرة فجعل يحز لي بها منه قال فجاء بلال يؤذنه بالصلوة فالقى الشفرة فقال ماله تربت يداه قال وكان شاربه قد وفى فقال له اقصه لك على سواك او قصه على سواك حدثنا واصل بن عبد الاعلى ثنا محمد بن

[1] شواء بکسر اوله ممدود ای مشویا والمراد مع الخبز کما فی روایة قاله القاری ۱۲

[2] ابو صخرة بفتح صاد مهملة وسکون خاء معجمة بعدها راء مهملة قالوا وفی بعض الاصول ابو ضمرة بمعجمة ومیم قلت وبالمهملة کناه انه جال ۱۲

[3] ضفت الخ معناه نزلت انا و رسول الله صلی الله علیه وسلم ضیفین علی انسان ولفظ ابی داؤد ضفت النبی صلی الله علیه وسلم وفی النهایة ضفت الرجل اذا نزلت به فی ضیافته واضفته اذا انزلته وفی القاموس ضفته اضیفه نزلت علیه ضیفا فظاهر لفظ ابی داؤد ان المغیرة کان ضیفا له علیه السلام وقیل لفظ مع فی روایة الترمذی مقحمة وقیل غیر ذلک ۱۲

لیکن خلفاء اربعہ اور ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ جو احادیث وجوب وضو پر دلالت کرتی ہیں وہ منسوخ ہیں یا مؤول ہیں، حضرت ام سلمہ رضی کی یہ حدیث بھی جمہور ہی کی تائید کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا وضو فرمائے نماز پڑھی۔ +

نمبر ۱۴ عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھنا ہوا گوشت مسجد میں کھایا ف اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کھانا پینا جائز ہے مگر یہ لیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا۔ +

نمبر ۱۵ مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مہمان ہوا کھانے میں ایک پہلو بھنا ہوا لایا گیا، حضور چاقو لیکر اسمیں سے کاٹ کاٹکر مجھے مرحمت فرما رہے تھے اسی دوران میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی طیاری کی اطلاع دی حضور نے ارشاد فرمایا کہ خاک آلودہ ہوں اس کے دونوں ہاتھ کیا ہوا اسکو کہ ایسے موقع پر خبر کی۔ اور پھر چھری رکھکر نماز کے لئے تشریف لے گئے، مغیرہ کہتے ہیں کہ دوسری بات میری ساتھ یہ پیش آئی کہ میری مونچھ بہت بڑھ رہی تھی حضور نے فرمایا کہ لاؤ مسواک پر رکھکر اسکو کتر دوں، یا یہ فرمایا کہ مسواک پر رکھکر انکو کتر دو۔ تمہیں راوی کو اسبات میں شک ہے کہ کیا الفاظ فرمائے ف اس حدیث میں چند مضمون قابل تنبیہ ہیں، اول یہ کہ یہ حدیث کس کے ساتھ مہمان ہوا اسکے مطلب میں علما کے دو قول ہیں اور روایات مختلفہ سے دونوں کی تائید ہوتی ہے

فضیل عن ابی حیان[1] التیمی عن ابی زرعة[2] عن ابی هریرة[16] قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس[3] منہا (وہو الاخذ باطراف الاسنان ۱۲) حدثنا محمد بن بشار ثنا ابوداؤد (الطیالسی ۱۲) عن زهیر یعنی[4] ابن محمد عن ابی اسحاق عن سعد[5]

ایک یہ کہ ساتھ کا لفظ زائد ہے اور مقصود یہ ہے کہ میں حضور کا مہمان بنا اور حضور نے میزبانی کے مد میں پہلو کا گوشت بھنوایا اور کاٹ کاٹ کر کھلایا۔ جامع ترمذی شریف کی روایت اس مضمون کے کچھ زیادہ مناسب ہے اور ابوداؤد کی روایت تو گویا اس مضمون میں صریح ہے جس کے لفظ یہ ہیں کہ میں حضور کا مہمان بنا، دوسرے یہ کہ میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کسی تیسرے شخص کے مہمان ہوئے ساتھ کا لفظ روایات میں اسکی تائید کرتا ہے اس صورت میں حضور کا کاٹ کر کھلانا تالیف قلوب کے لئے تھا، تیسرا مطلب بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے حضور کو اپنا مہمان کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔

دوسرا مضمون چاقو سے کاٹنے کے متعلق ابوداؤد شریف اور بیہقی کی روایات میں چاقو سے کاٹنے کی ممانعت آئی ہے علمائے حدیث نے ان دونوں کے درمیان بہت سے طریقوں سے جمع اور تطبیق فرمائی ہے سہل یہ ہے کہ وہ ممانعت چاقو سے کھانے کی ہے اور یہ واقعہ چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے کا ہے اگر گوشت اچھی طرح نہ گلا ہو تو چاقو سے کاٹ کر ہاتھ سے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

تیسری بات بلالؓ کو جو حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ الفاظ تنبیہ سے ہے ایسے الفاظ کے معنے مقصود نہیں ہوتے ملامت اور تنبیہ مقصود ہوتی ہے ہر زبان میں اس قسم کے الفاظ ڈانٹنے کے موقع پر مستعمل ہوتے ہیں اگرچہ اس جگہ پر بعض علماء نے حضور کے الفاظ ہونیکی وجہ سے اسکے نفیس نفیس معنے بھی بتلائے ہیں لیکن بظاہر صرف تنبیہ ہے اور تنبیہ اس امر پر تھی کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہمان کی وجہ سے اسکے اہتمام میں مشغول تھے تو اسکے درمیان میں اطلاع نہ کرنی چاہئے تھی بلکہ فراغت کا انتظار مناسب تھا جبکہ نماز کیوقت میں گنجائش بھی تھی۔ چوتھی بات مونچھ کے کاٹنے کے متعلق ظاہر یہی مطلب ہے جو ترجمہ میں لکھا گیا کہ حضرت مغیرہؓ کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور حضورؐ نے کنگھے کے بجائے مسواک رکھکر کاٹنے کے متعلق ارشاد فرمایا۔ بعض شراح حدیث اس طرف گئے ہیں کہ حضور کی اپنی مونچھیں مراد ہیں لیکن یہ توجیہ بہتر نہیں۔ نمبر[16] ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور کی خدمت

[1] ابی حیان بمہملة وتحتیة مشددة ہو یحیی بن سعید الکوفی منسوب الی تیم الرباب ۱۲۔

[2] زرعة بضم الزای المعجمة وسکون الراء المهملة اختلف فی اسمہ علی اقوال ۱۲۔

[3] فنہس الخ انما فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اہنأ وامرأ ولانہ یبنیٔ عن ترک التکبر والتکلف ۱۲

[4] یعنی ابن محمد زاد لفظ یعنی رعایة للفظ الشیخ لئلا یحمل علی ان لفظ ابن محمد ایضا زادہ شیخہ وبینہ لئلا یلتبس بزهیر ابن حرب وغیرہ ۱۲

[5] سعد وفی نسخة سعید قال القاری قلت وہو غلط لیس فی الرواة احد اسمہ سعید بن عیاض وسعد هذا الراوی لحدیث الشاة معدود عندهم وانما قال فیہ سعید بن منصور سعید بن عیاض وہو وہم ۱۲

ابن عیاض عن ابن[۱۷] مسعود قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعجبہ الذراع قال وسم فی الذراع وکان یری[۱] ان الیہود سموہ حدثنا محمد بن بشار ثنا مسلم بن ابراہیم ثنا ابان[۲] بن یزید عن قتادة عن شہر بن حوشب عن ابی[۱۸] عبید[۳] قال طبخت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدرا وکان یعجبہ الذراع فناولتہ الذراع ثم قال ناولنی الذراع

کہیں سے گوشت آیا اُس میں سے دست حضور کے سامنے پیش ہوا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دست پسند بھی تھا حضور نے اُسکو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا۔،،

نمبر ۱۷ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ذراع یعنی دست کا گوشت مرغوب تھا اور اُسی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا گیا اور گمان یہ ہے کہ یہود نے زہر دیا تھا،

ف فتح خیبر میں ایک یہودی عورت کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کو دست کا گوشت مرغوب ہے تو ایک بکری کا گوشت بھونا، اور اُسکو خوب زہر آلود کیا اور دست میں خصوصیت سی بہت سا زہر قاتل بھر کر حضور کی دعوت کی اور سامنے پیش کیا، حضور نے لقمہ منہ میں رکھا لیکن نگلنے کی نوبت نہیں آئی تھی یا کچھ نگل بھی لیا تھا کہ اُسکو تھوک دیا، اور ارشاد فرمایا کہ اس گوشت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ اسمیں زہر ہے لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ اثر پہونچ گیا تھا چنانچہ یہی سمی اثر حضور کے وصال کیوقت عود کر کے حضور کی شہادت کا سبب بنا اُسکے بعد اُس عورت کو بلایا گیا اور اُس نے اقرار کیا کہ واقعی میں نے زہر ملایا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے انتقام نہیں لیا اسلئے اُس عورت کو اُسوقت معاف فرما دیا گیا لیکن چونکہ بشر بن براء صحابی رضی اللہ عنہ اس زہر سے شہید ہوئے اسلئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی شہادت پر اُس عورت کو قصاصاً قتل فرمایا اسکے بارہ میں مختلف روایتیں آتی ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ قصاص لیا بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں لیا اور دونوں صحیح ہیں جیسا کہ اصل واقعہ سے معلوم ہو گیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ گمان یہ ہے، یہ اُنکے خیال کی بنا پر ہے بظاہر اُنکو محقق نہیں ہوا ورنہ اصل واقعہ محقق ہو چکا۔،،

نمبر ۱۸ ابو عبید کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی چونکہ آقائے نامدار کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے ایک بونگ پیش کی پھر حضور نے دوسری طلب فرمائی

---

[۱] یری بضم الیاء من الاراءة ای یظن ابن مسعود وانما نسبہ الی الیہود لاتفاقہم ومشورتہم والا فکانت المباشرة لذلک زینب بنت الحارث امراة سلام بن مشکم الیہودی ۱۲

[۲] ابان بفتح الہمزة و تخفیف الباء الموحدة ابن یزید العطار۔،

[۳] ابی عبید کذا فی اکثر النسخ الموجودة عندی وفی نسخة بالتاء وقال زین الحفاظ کذا وقع فی سماعنا من کتاب الشمائل بزیادة تاء التانیث وکذا ذکرہ المصنف فی جامعہ والمعروف انہ بلا تاء ہو مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہ الا ہذا الحدیث الواحد قال المناوی قلت وہکذا فی النسخ التی عندنا من المکتوبة والمطبوعة بدون الہاء وکذا فی کتب الرجال فزیادة الہاء لیس بذاک ۱۲

فناولته ثم قال ناولنی الذراع فقلت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وکم للشاۃ من ذراع فقال والذی نفسی بیدہٖ لو سکتّ لناولتنی الذراع ما دعوت حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا یحیی بن عباد عن فلیح بن سلیمان قال حدثنی رجل من بنی عباد یقال له عبد الوهاب بن یحیی بن عباد عن عبد اللّٰہ بن الزبیر عن عائشۃ قالت ما[1] کان الذراع احب اللحم الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولکنہ کان لا یجد اللحم الا غبًّا وکان یعجل الیها لانها اعجلها نضجا حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد ثنا مسعر قال سمعت شیخا من فہم[2] قال سمعت عبد اللّٰہ بن جعفر یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

میں نے دوسری پیش کی پھر حضورؐ نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دو ہی تو دستیں ہوتی ہیں حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو جبتک میں مانگتا رہتا اس دیگچی میں سے دستیں نکلتی رہتیں۔ **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا مسند احمد میں اس روایت کو بمعنی ابو رافع سے منقول ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ قصہ دونوں کیساتھ پیش آیا۔

نمبر ۱۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ دست کا گوشت کچھ لذت کیوجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پسند نہیں تھا۔ بلکہ گوشت چونکہ گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتی ہے اسلئے حضورؐ اسکو پسند فرماتے تھے تاکہ جلدی سے فارغ ہو کر اپنے مشاغل علیہ میں مصروف ہوں **ف** حضورؐ کا دست کو پسند فرمانا روایات متعددہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن وجوہ رغبت ممکن ہے کہ کئی ہوں منجملہ انکے یہ بھی ہو جو حضرت عائشہؓ نے تجویز فرمائی اور جس رغبت کی نفی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ رغبت بظاہر میلان خاطر اور اشتہاء کا درجہ ہے جو حضور والا کی شان کے مناسب نہیں ورنہ پسندیدگی کا بظاہر انکار نہیں۔

نمبر ۲۰ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیٹھ کا گوشت بہترین گوشت ہے **ف** یہ روایات گزشتہ دست کی روایات کے کچھ خلاف نہیں اسلئے کہ پسندیدگی اور عمدگی مختلف وجوہ سے دونوں میں ہو سکتی ہے مثلاً قوت کے لحاظ سے یا ریشہ نہ ہونے یا چکنا ہونے کی وجہ سے وغیرہ وغیرہ غرض مختلف لحاظ سے دونوں چیزیں عمدہ ہو سکتی ہیں۔

[1] ما کان الخ قال زین الحفاظ کذا وقع فی اصل سماعنا من الشمائل بالنفی ووقع فی سماعنا من الجامع بالاثبات ولیس بجید اذا الاستدراک بعد ذلک لا یناسب فہو اما سقط لفظ ما من بعض الرواۃ او اصلحہ بعض المتجاسرین لیناسب بقیۃ الاحادیث فی کون الذراع کانت تعجبہ مع انہ لا منافات بینہما ۱۲

[2] فہم بفتح الفاء وسکون الہاء کسہم ابو قبیلۃ واسم ہذا الشیخ محمد بن عبد اللہ بن ابی رافع وقیل اسم ابیہ عبد الرحمن قال میرک اکثر ما یاتی فی الحدیث غیر مسمی ۱۲ قاری

ل المحو الظهور به المناسبة بالتوجيه بان كونه الطيب يقتضى انه عليه السلام لعله تناوله فى بعض الاحيان ثم ان مخالفة الحديث المتقدم من روايات الذراع فلا حاجة الى التوجيه بان الرواية ضعيفة لمكان شيخ ۱۲ ۵۲ الحباب بضم الحاء المهملة وتخفيف الموحدة كغراب ۱۲

ان الطيب اللحم لحم الظهر حدثنا سفيان بن وكيع ثنا زيد بن الحباب عن عبد الله بن المؤمل عن ابن ابى مليكة عن عائشة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال نعم الادام الخل حدثنا ابو كريب ثنا ابو بكر بن عياش عن ثابت ابى حمزة الثمالى عن الشعبى عن ام هانى قالت دخل على النبى صلى الله عليه وسلم فقال عندك شئ فقلت لا الا خبز يابس وخل فقال هاتى ما اقفر بيت من ادم فيه خل حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن مرة الهمدانى عن ابى موسى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام حدثنا على بن حجر ثنا اسمعيل بن جعفر

نمبر ۲۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ بہترین سالن ہے **ف**، یہ مضمون شروع باب میں متعدد روایات سے گذر چکا۔

نمبر ۲۲ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا (حضور کی چچازاد بہن) فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ ہے حضور نے فرمایا کہ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو **ف** یہ قصہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جسکو بیہقی نے تخریج کیا ہے زیادہ مفصل ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانیکو بھی رکھا ہے انھوں نے عرض کیا کہ حضور سوکھی روٹی ہے جسکو پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے آپنے فرمایا کہ نہیں لے آؤ وہ لے آئیں حضور نے اسکے ٹکڑے کئے اور پانی میں بھگو کر نمک ملایا پھر حضور نے دریافت فرمایا کہ کچھ سالن بھی ہے انھوں نے عرض کیا کہ سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں، آپنے منگایا اور اُس پر ڈالکر نوش فرمایا۔

نمبر ۲۳ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر **ف** اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر بھی ثابت ہوتی ہے اور ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر بھی نکلتی ہے ثرید شوربے میں بھیگے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں جن میں علاوہ لذت وقوت کے سہولت وسرعت ہضم بلا ...

ل۳ المؤمل بتشديد الميم المفتوحة وقيل بكسرها قارى ۱۲

ل۴ ابن ابى مليكة هو عبد الله بن عبيد الله بن ابى مليكة بتصغيرها فهو منسوب الى جده

ل۵ ابى حمزة وفى نسخة ابن ابى حمزة قال القارى قلت والظاهر الاول هو ثابت ابن ابى صفية الثمالى ۱۲

ل۶ الثمالى بضم المثلثة وتخفيف الميم منسوب الى ثمالة لقب عوف بن اسلم احد اجداد ابى حمزة لقب به لانه كان يسقيهم اللبن بثمالته اى رغوته قاله القارى ۱۲

ل۷ هاتى باثبات الياء بصيغة امر وما احاد من قال اسم فعل ۱۲

ل۸ اقفر من القاف والفاء القفار الطعام بلا ادام كذا فى المجمع وقال ايضا فى القاف مع القاف القفار هو الخبز وحده قلت ولكن الوجه النسختان معا فى الشمائل لكن قال المناوى وهم من جعله بالفاء مع القاف ۱۲

ل۹ الثريد الخ يعنى كما انه جامع الفوائد شتى من الغذائية واللذة والقوة حتى قيل انه يعيد الشيخ الى صباه كذلك هى تجتمع بين فضائل شتى من الفضل والفقه والفصاحة والفطانة وغيرها ۱۲

ثنا عبداللہ بن عبدالرحمن بن معمر الانصاری ابو طوالۃ[1] انہ سمع انس بن مالک[24] یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام حدثنا قتیبۃ بن سعید انا عبدالعزیز بن محمد عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ھریرۃ[25] انہ رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء من ثور اقط[2] ثم راٰہ اکل من کتف شاۃ ثم صلی ولم یتوضا حدثنا ابن ابی عمر[3] ثنا

ہو جانا وغیرہ وغیرہ منافع ہیں عرب میں دستور تھا اور سب کھانوں میں افضل شمار ہوتا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں، اس روایت میں علماء کا اختلاف ہے۔ عورتوں سے مراد سب عورتیں ہیں یا کچھ مستثنےٰ ہیں اسی بنا پر اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہؓ کی فضیلت حضرت خدیجہؓ اور حضرت فاطمہؓ پر بھی ہے یا نہیں کسی نے حضرت عائشہؓ کی فضیلت بتلائی ہے اور کوئی حضرت فاطمہؓ کی فضیلت کا قائل ہے کوئی حضرت خدیجہؓ کی افضلیت علی الکل کیطرف مائل ہے لیکن بندہ کے نزدیک ان میں سے ہر ایک کسی خاص فضیلت کے لحاظ سے سب سے افضل ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقاہت اور محبوبیت کی ساتھ اس امر میں بھی بڑھی ہوئی ہیں کہ وحی اُنکے لباس میں نازل ہو جاتی تھی حضرت خدیجہؓ پہلی بیوی پہلی مومنہ وغیرہ وغیرہ بہت سے امور کی بنا پر افضل ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضورؐ کا جگر گوشہ اور جنت کی سردار وغیرہ وغیرہ امور میں سب سے افضل ہیں،، +

نمبر ۲۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر بمنزلہ ثرید کی فضیلت کے ہے تمام کھانوں پر،، +

نمبر ۲۵ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایکمرتبہ پنیر کا ٹکڑا نوش فرما کر وضو فرماتے دیکھا، اور پھر ایکدفعہ دیکھا کہ بکری کا شانہ نوش فرمایا اور وضو نہیں فرمائی **ف** ممکن ہے کہ حضورؐ نے پنیر کے ٹکڑے سے جس زمانہ میں وضو فرمایا وہ زمانہ آگ سے پکی ہوئی چیزوں سے وضو ٹوٹ جانیکا زمانہ ہو یا کسی اور وجہ سے وضو فرمایا ہو مثلاً وضو بر وضو کا ارادہ فرمایا ہو یا پہلا وضو کسی اور وجہ سے جاتا رہا ہو،، +

[1] ابو طوالۃ بضم الطاء المہملۃ کثمالۃ قاضی المدینۃ زمن عمر بن عبدالعزیز ۱۲
[2] ثور قیل الثور قطعۃ من الاقط فالاضافۃ علی سبیل التجرید وبیانیۃ وقیل الثور القطعۃ مطلقا ۱۲ قاری ۱۱
[3] ابن ابی عمر قیل ھو محمد بن یحیی بن ابی عمر فھو منسوب الی جدہ و قیل ابو عمر کنیۃ ابیہ یحیی ۱۲

سفين بن عيينة عن وائل بن داؤد عن ابيه[1] وهو بكر بن وائل عن الزهري
عن انس[26] بن مالك قال اولم رسول الله صلى الله عليه وسلم على صفية بتمر وسويق
حدثنا الحسين[2] بن محمد البصري ثنا الفضيل[3] بن سليمان حدثني فائد
مولى عبيد الله بن علي بن ابي رافع مولى[4] رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حدثنا
عبيد الله بن علي عن جدته[27] سلمى[5] ان الحسن بن علي وابن عباس وابن
جعفر اتوها فقالوا لها اصنعي لنا طعاما مما كان يعجب رسول الله صلى الله عليه وسلم
ويحسن اكله فقالت يا بني لا تشتهيه[6] اليوم قال بلى اصنعيه لنا قال فقامت
فاخذت شيئا من الشعير فطحنته ثم جعلته في قدر وصبت عليه شيئا من زيت
ودقت الفلفل والتوابل فقربته اليهم فقالت هذا مما كان يعجب النبي صلى الله عليه

نمبر ۲۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کھجور اور ستو سے فرمایا تھا **ف** حضرت صفیہ حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں محرم ۷ھ میں جنگ خیبر میں باندی بنکر آئیں تھیں حضورؐ نے انکو آزاد فرماکر نکاح کر لیا اور سفر ہی میں انکا ولیمہ ہوا۔ انکے ولیمہ میں مختلف روایات ہیں بعض میں حیس جو ایک قسم کا حلوا ہے اُس کا ولیمہ وارد ہوا ہے بعض میں پنیر بھی آیا ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ چونکہ سفر کا موقع تھا اسلئے ناشتہ وغیرہ میں جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خاص مخلصین کے پاس موجود تھا سب ولیمہ میں شریک کر دیا۔

نمبر ۲۷ سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ امام حسن و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھانا پسند تھا اور اُس کو رغبت سے نوش فرماتے تھے وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ۔ سلمیٰؓ نے کہا کہ پیارے بچو اب وہ کھانا پسند نہیں آئیگا (وہ تنگی ہی میں پسند ہوتا ہے) انھوں نے فرمایا کہ نہیں ضرور پسند آئیگا۔ وہ اٹھیں اور تھوڑے سے جو ہانڈی میں ڈالے اور اُس پر ذرا سا زیتون کا تیل ڈالا اور کچھ مرچیں زیرہ وغیرہ مصالحہ پیسکر ڈالا اور پکا کر لا کر کھلا کہ حضور کو یہ پسند تھا

[1] ابيه كذا في اكثر النسخ وفي بعضها ابنه وهو الصواب عندي والمراد به ابنه بكر بن وائل فهو من رواية الاكابر عن الاصاغر ولفظ ابيه تصحيف لان والد وائل وهو داؤد ليس من رواة الصحاح والحديث اخرجه ابو داؤد في الاطعمة بلفظ ابنه وابن ماجة بلفظ ابيه والتصحيح من الكل ما وقع في جامع المصنف بلفظ عن ابنه نوف فلفظ ابنه صحيح لكن ليس في الرواة احد اسمه نوف ۱۲

[2] الحسين بن محمد وفي نسخة سفيان بن محمد قال ميرك وهي غلط لان سفيان ابن محمد لم يذكر في الرواة اھ قلت ولم يذكره الحافظ في تهذيبه ۱۲

[3] الفضيل بضم ففتح فتحتية ساكنة وفي بعض النسخ الفضل قال اصيل الدين كذا في اكثر النسخ وهو غلط والصواب فضيل مصغرا قلت ليس فضل بن سليمان احد من الرواة ۱۲

[4] مولى صفة لقول ابي رافع يعني ابو رافع كان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو غلبت عليه كنيته اختلف في اسمه على اقوال ۱۲

[5] سلمى بفتح اوله زوجة ابي رافع وهي كانت قابلة ابراهيم ابن المصطفى صلى الله عليهما وسلم ۱۲

[6] لا تشتهيه الخ افردت لانها خاطبت اعظمهم وانهم لاتحاد بغيتهم كانوا كواحد قال البيجوري والمعنى ان هذا الطعام لا تحبونه اليوم لتغير الحالة من العسر الى اليسر ۱۲

وسلم ويحسن اكل ۔ حدثنا محمود بن غيلان ثنا ابو احمد ثنا سفيان عن الاسود ابن قيس عن نبيح[1] العنزي عن جابر بن عبد الله قال اتانا النبي صلى الله عليه وسلم[28] في منزلنا فذبحنا له شاة فقال كانهم علموا انا نحب اللحم وفي الحديث قصة[2] حدثنا ابن ابي عمر ثنا سفيان ثنا عبد الله بن محمد بن عقيل سمع جابرا قال سفيان وانا محمد بن المنكدر عن جابر قال خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا معه فدخل على امرأة من الانصار فذبحت له شاة فاكل منها واتته بقناع[3] من رطب فاكل منه ثم توضأ للظهر وصلى ثم انصرف فاتته بعلالة[4] من علالة الشاة فاكل ثم

نمبر ٢٨ ، جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلداری کے لئے اظہار مسرت کے طرز پر) فرمایا کہ بظاہر ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ ہمیں گوشت مرغوب ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک اور بھی قصہ ہے جس کو مختصر کر دیا گیا **ف** کہتے ہیں کہ یہ وہ قصہ ہے جو کتب حدیث میں غزوۂ خندق کے قصہ میں مذکور ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزہ کا بھی ذکر ہے، وہ یہ کہ جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر محسوس کیا گھر میں جاکر پوچھا کہ کچھ کھانیکو بھی ہے معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ ہے اور تھیلی میں تھوڑے سے جو ہیں میں نے اسکو ذبح کیا اور گھر والی نے جو پیسکر آٹا گوندھا گوشت دیگچی میں پکنے کے لئے رکھکر میں نے حضور سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھانا موجود ہے، آپ اور چند رفقاء آپکے ساتھ تشریف لے چلیں حضور نے یہ سنکر تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرما دیا کہ جابر کے یہاں دعوت ہے سب چلیں الغرض حضور تشریف لے گئے اور کچھ پڑھکر آٹے اور دیگچی میں دم کیا جس کی وجہ سے اسقدر برکت ہوئی کہ اُس دیگچی میں سے برابر سالن نکلتا رہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکتی رہیں ۔ ÷

نمبر ٢٩ ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایکمرتبہ ایک انصاری عورت کے مکان پر تشریف لے گئے میں بھی حضور کے ہمراہ تھا انھوں نے حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور نے اسمیں سے کچھ تناول فرمایا اُسکے بعد کھجور کی چنگیری میں کچھ تازہ کھجوریں لائیں حضور نے اسمیں سے بھی کچھ تناول

[1] نبیح بضم النون والمهملة والحاء المهملة مصغرا وفي نسخة ابن نبيح والمؤيد بكتب الرجال هو الاول وليس عندهم احد يشتهر بابن نبيح ١٢

[2] قصة قال القاري هي قصة جابر في غزوة الخندق اذ قال انكفات الى امرأتي فقلت هل عندك شيء فاني رأيت بالنبي عليه السلام جوعا الحديث اخرجه صاحب المشكوة برواية المتفق عليه يشكل عليه ان هذه الرواية تدل على ان ذبح الشاة بعد اتيانه عليه السلام ورواية المشكوة تدل عكسه والجمع بينهما هين جمعهما القاري بثلثة وجوه ١٢

[3] بقناع بكسر القاف الطبق الذي يؤكل عليه كذا في الصحاح وقيده في القاموس بانه طبق من سعف النخل ١٢ قاري

[4] بعلالة بضم العين المهملة اي بقية قيل فيه شبع من لحم في يوم مرتين فما مر من عائشة من نفي ذلك انما هو باعتبار علمها او باعتبار الغالب لكن دعوى الشبع غير ظاهرة نعم فيه دليل على حل الاكل ثانيا ١٢ قاري

سے ام المنذر ويقال اسمها سلمى بنت قيس ويقال هي احدى خالاته صلى الله عليه وسلم. سے دوال بفتح الدال المهملة وتنوين اللام المكسورة جمع دالية هي العذق من النخلة يقطع ذا بسر ثم تعلق فاذا رطب اكل وواوه منقلبة عن الف اذ هو جمع دالية ۱۲ قاري. سے لمهو اى الاضياف وفي بعض النسخ فقيل الضمير لعلي مرتب على قوله ترك وعلى الامام ياكل الرطب جعلت له هذا والوجه ان ضمير الواحد اليه صلى الله عليه وسلم لانه الاصل المتبوع والبواقي تبع وهذا مرتب على ما تقدم من اكل الرطب وغيره ۱۲ سے اوفق قال ميرك الظاهر ان صيغة التفضيل فرد هناك لمجرد الموافقة لان تحقق المزية يتوقف على وجود الفضل في الطرف المقابل اللهم الا ان يقال بطريق الامكان او بحسب الحكمة قاله القاري ثم لا تنافي بين نهيه صلى الله عليه وسلم عليا وبين رواية ابن ماجة انه عاد رجلا فقال ما تشتهي فقال كعكا وفي رواية خبز بر فقال من عنده خبز بر فليبعث الى اخيه الحديث لان المريض اذا اشتدت شهوته لشئ فتناول القليل منه لا يضر فصدق الشهوة تدفع مضرته قاله المناوي وغيره قلت وقد جربت ذلك فوجدته هكذا وهو الوجه عندي وفيه توجيهات آخر ۱۲ سے غداء بفتح الغين المعجمة والدال المهملة والمد هو الطعام الذي يؤكل اول النهار قاله القاري ۱۲

صلى العصر ولم يتوضأ. حدثنا العباس بن محمد الدوري ثنا يونس بن محمد ثنا فليح بن سليمان عن عثمان بن عبد الرحمن عن يعقوب بن ابي يعقوب عن ام المنذر قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي ولنا دوال معلقة قالت فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ياكل وعلي معه ياكل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي مه يا علي فانك ناقه قالت فجلس علي والنبي صلى الله عليه وسلم ياكل قالت فجعلت لهم سلقا وشعيرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي يا علي من هذا فاصب فانه اوفق لك. حدثنا محمود بن غيلان ثنا بشر بن السري عن سفين عن طلحة بن يحيى عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ام المؤمنين رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم ياتيني فيقول اعندك غداء فاقول

فرمایا پھر ظہر کی نماز کے لئے حضورؐ نے وضو فرما کر نماز ادا فرمائی پھر واپس تشریف لائے پر انھوں نے باسی گوشت سامنے رکھا حضورؐ نے اسکو تناول فرمایا اور عصر کی نماز کے لئے جدید وضو نہیں فرمائی اُسی پہلی وضو سے نماز ادا فرمائی **ف** اس حدیث سے بھی آگ سے پکی ہوئی چیز سے وضو نہ ٹوٹنے پر استدلال کیا جاتا ہے نیز دو مرتبہ کھانیکا اثبات بھی اس حدیث سے کیا جاتا ہے۔

نمبر ۳۰ ام منذر کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے ہماری یہاں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُنمیں سے تناول فرمانے لگے حضرت علیؓ جو حضور کی ساتھ تھے وہ بھی نوش فرمانے لگے حضورؐ نے اُنکو روکدیا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو تم مت کھاؤ وہ رک گئے اور حضورؐ تناول فرماتے رہے، ام منذر کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے سے جو اور چقندر لیکر پکائی حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ یہ کھاؤ یہ تمہارے لئے مناسب ہے **ف** اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اسباب کی رعایت توکل کے منافی نہیں چنانچہ احیاء العلوم میں اسکو مفصل لکھا ہے اُس کے ترجمہ میں جسکا دل چاہے دیکھ لے۔

نمبر ۳۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری پاس تشریف لا کر دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کچھ کھانیکو رکھا ہے جب معلوم ہوتا کہ کچھ نہیں تو فرمانے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے ایک مرتبہ

لا قالت فیقول انی صائم قالت فاتانا یوما فقلت یا رسول اللہ انہ اُھدیت لنا ھدیۃ قال وما ھی قلت حیس[1] قال اما انی اصبحت صائما قالت ثم اکل[2] حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن حدثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنا ابی عن محمد بن ابی یحیٰ الاسلمی عن یزید ابی امیۃ الاعور عن یوسف[3] بن عبد اللہ بن سلام عن عبد اللہ بن سلام قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ کسرۃ من خبز الشعیر فوضع علیہا تمرۃ

حضور تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ ایک ہدیہ آیا ہوا رکھا ہے حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا چیز ہے میں نے عرض کیا کہ کھجور کا ملیدہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تو روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا پھر حضور نے اُس میں سے تناول فرمایا **ف** اس حدیث سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک تو یہ کہ نفلی روزہ کی نیت صبح کیوقت بھی آدھے دن تک ہو سکتی ہے بشرطیکہ اُس سے پہلے کوئی عمل روزہ کے منافی نہ کیا ہو چنانچہ حضور نے حضرت عائشہؓ سے دریافت فرمانے پر نیت فرمائی یہ مذہب حنفیہ شافعیہ رضی اللہ عنہم کا ہے، اور امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ نفل روزہ کی نیت رات سے کرنی ضروری ہے اس مسئلہ میں یہ حدیث ہمارے موافق ہے، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نفل روزہ رکھے تو اُسکے توڑ دینے کا اختیار ہے، یہ مذہب شافعیہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ کے نزدیک قرآن شریف کی آیت وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (اپنے اعمال کو باطل مت کرو) کی بنا پر روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں لیکن اس حدیث سے چونکہ روزہ کا توڑنا معلوم ہوتا ہے اسلئے دونوں چیزوں پر عمل اسطرح کیا جاویگا کہ اگر کوئی ضرورت اور مجبوری درپیش ہو تو اس حدیث کیوجہ سے اُسمیں گنجائش سمجھنی چاہئے اور بلا ضرورت توڑنا جائز نہیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بھی یہی ظاہر ہے، بعض علماء نے حدیث کے اس جملہ کا کہ روزہ رکھنے کا ارادہ کر رکھا تھا، اسکا یہ مطلب فرمایا ہے کہ پختہ نیت نہیں فرمائی تھی البتہ ارادہ تھا کہ آج روزہ رکھونگا لیکن بندہ کے نزدیک پہلی توجیہ اچھی ہے مسئلہ اگر کسی ضرورت سے نفل روزہ توڑ دینے کی نوبت آوے تو حنفیہ کے نزدیک کسی دوسرے وقت اُس کی قضا کرنی واجب ہے اسلئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں اس کی تصریح ہے کہ کسی دوسرے دن قضا کر لیجیو۔" ✣

نمبر ۱۳۲ یوسفؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ دیکھا کہ حضورؐ نے

[1] حیس بحاء مہملۃ مفتوحۃ وتحتیۃ ساکنۃ بعدھا سین مہملۃ ہو التمر مع السمن والاقط وقد یجعل عوض الاقط الدقیق او الفتیت ثم یدلک حتی یختلط واصل الحیس الخلط ۱۲ قاری

[2] ثم اکل فیہ جواز الفطر لمن اصبح صائما وبہ قالت الحنفیۃ لمن عرض لہ عذر واوجبوا القضاء ایضا لروایۃ عائشۃؓ ۱۲

[3] یوسف الخ اجلسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجرہ وسماہ یوسف روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ احادیث کما قیل ولیس فی بعض النسخ کالقلمیۃ وغیرھا زیادۃ عن عبد اللہ بن سلام فیکون الحدیث من مقولۃ یوسف وہو الاوجہ عندی لان الحدیث اخرجہ ابوداؤد فی سننہ بروایۃ یوسف وکذا الحافظ ذکرہ فی تہذیبہ والاصابۃ فی ترجمۃ یوسف ۱۲

ثم قال هذه اداما[۵۱] هذه فاكل حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنا سعيد بن سليمان عن عباد بن العوام عن حميد عن انس بن مالك [۳۳] ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يعجبه الثفل[۵۲] قال عبد الله يعني مابقي من الطعام،

باب[۵۳] ما جاء في صفة وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم عند الطعام

حدثنا احمد بن منيع ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن ايوب عن ابن ابي مليكة عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من الخلاء فقرب اليه الطعام فقالوا الا ناتيك[۵۴] بوضوء قال انما امرت[۵۵] بالوضوء اذا قمت الى الصلوة حدثنا سعيد بن عبد الرحمن المخزومي ثنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار عن سعيد بن الحويرث عن ابن[۲] عباس رضي الله عنهما قال خرج

ایک روٹی کا ٹکڑا لیکر اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا کہ یہ اسکا سالن ہے اور نوش فرمالیا ف چونکہ کھجور کا سالن کے موقعہ پر کھانا متعارف نہیں تھا اسلئے حضورؐ نے تنبیہ فرمادی کہ اس سے سالن کا کام بھی لیا جاسکتا ہے

نمبر ۳۳ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہانڈی پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا ف یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تواضع کی بنا پر تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانیکے وقت وضو کا ذکر

ف کھانیکے وقت سے مراد عام ہے کہ کھانے کے بعد ہو یا پہلے وضو کا اطلاق اصطلاحی وضو پر تو آتا ہی ہے جو نماز کے لئے شرط ہے لیکن لغت عرب میں ہاتھ منہ دھونے پر بھی وضو کا اطلاق کیا جاتا ہے اس باب میں دو طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں جن سے وضو کرنا معلوم ہوتا ہے یہ دوسری وضو ہے جو وضو لغوی کہلاتی ہے اور بعض سے نہ کرنا معلوم ہوتا ہے یہ وہ وضو اصطلاحی ہے۔

نمبر ۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایکمرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ بیت الخلاء سے فراغت پر آپ باہر تشریف لائے تو آپکی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کیلئے پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔ نمبر ۲ ابن عباسؓ ہی سے یہی بھی

---

[۵۱] ادام اراد دليل فيه للشافعية رحمهم الله في من حلف لا ياكل ادما يحنث به لان هذا من باب المجاز والتشبيه كما هو ظاهر الحنفية فيه معرفان مبنى الايمان على التعارف، ۱۲

[۵۲] الثفل بضم المثلثة وبكسر في الاصل ما يرسب من كل شيء وقد يطلق على ما بقي بعد الطعام والمراد هنا ما بقي في القدر او في قصعة، ۱۲

[۵۳] وضوء المراد به الوضوء اللغوي كما يدل عليه قوله عند الطعام اي قبله وبعده كما يدل عليه ما سياتي آخر الباب وقيل المراد الوضوء الشرعي اي ما جاء في صفة الوضوء وجودا وعدما و حاصل ما نقل السيد ميرك ان الحديثين الاولين يدلان على ان الوضوء الشرعي ليس بمستحب والحديث الثالث يدل على استحبابه فلا بد ان يحمل على الوضوء اللغوي جمعا بين الروايات ۱۲

[۵۴] الا ناتيك بحذف الهمزة الاستفهامية وفي نسخة بالنبات تهما، ۱۲

[۵۵] امرت استدل به علي انه كان يجب الوضوء عليه لكل صلوة متطهرا وغير متطهر وعند ابي داؤد فلما شق عليه امر بالسواك قال القاري المراد بالصلوة هو وما في معناها كسجدة التلاوة ومس المصحف وارادة الطواف وكان نفي الكلام على الاعم الاغلب قال ميرك شاه وليس في الحديث دلالة على غسل اليدين فيحتمل انه غسلهما ويحتمل عدم الغسل بيانا للجواز ۱۲

(حاشیہ کنارہ:) وقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغائط فاتی بطعام فقیل لہ الا توضاء فقال اصلی فاتوضاء[1]

حدثنا یحیی بن موسی ثنا عبد اللہ بن نمیر ثنا قیس بن الربیع ح وحدثنا قتیبۃ ثنا عبد الکریم الجرجانی[2] عن قیس بن الربیع عن ابی ہاشم[3] عن زاذان[4] عن سلمان[3] قال قرأت فی التوراۃ[5] ان برکۃ الطعام الوضوء بعدہ فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واخبرتہ بما قرأت فی التوراۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برکۃ الطعام الوضوء[6] قبلہ والوضوء بعدہ

باب ما جاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الطعام وبعد ما یفرغ منہ

حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا ابن لہیعۃ عن یزید بن ابی حبیب عن راشد ابن جندل الیافعی[7] عن حبیب بن اوس عن ابی ایوب الانصاری قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقرب الیہ طعام فلم ار طعاما کان اعظم برکۃ منہ

مروی ہے کہ حضور ایک مرتبہ استنجے سے فارغ ہو کر تشریف لائے حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا صحابہ نے پوچھا کیا وضو نہیں فرمائینگا حضور نے ارشاد فرمایا کیا اسوقت مجھے نماز پڑھنی ہے کہ وضو کروں۔

نمبر ۳ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا تھا کہ کھانے سے فراغت کے بعد وضو (یعنی ہاتھ دھونا) برکت کا سبب ہے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون عرض کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کے قبل اور کھانے کے بعد وضو (یعنی ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔

باب، اُن کلمات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے

ف اس باب میں سات حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

نمبر ۱ ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم ایکمرتبہ حضور کی خدمت میں حاضر تھے کہ کھانا سامنے لایا گیا میں نے آج جیسا کھانا کہ جو ابتداء کھانے کے وقت نہایت بابرکت ہو اور ختم کھانے کے وقت بالکل بے برکت ہو گیا ہو، کبھی نہیں دیکھا تھا اسلئے حیرت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ شروع

---

[1] فاتوضاء بالنصب لکونہ بعد النفی وقصد السببیۃ وبالرفع لعدمہا ۱۲

[2] الجرجانی بضم الجیم الاولی قاضی جرجان روی عن ابی حنیفۃ وغیرہ وروی عنہ الشافعی وغیرہ ہرب من القضاء فجاء بمکۃ ۱۲ مناوی

[3] ابی ہاشم علی وزن فاعل ہو ابو ہاشم الرمانی مختلف فی اسمہ ووقع فی بعض النسخ ابو ہشام وہو غلط من الناسخ ۱۲

[4] زاذان بزای معجمۃ اول الحروف وبذال معجمۃ بین الالفین آخرہ نون ۱۲

[3] فارسی ۱۲

[5] قرأت فی التوراۃ لا یخالف حدیث نہیہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب عن النظر فی التوراۃ لانہ لیس فی حدیث سلمان انہ قرأ فی الاسلام مع انہ کان یجب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یؤمر ثم امر بمخالفتہم فلعل ہذا الحدیث کان اولا ۱۲

[6] الوضوء لعلہ اشارۃ الی تحریف ما فی التوراۃ او ایماء الی ان شریعتنا زادت الوضوء قبلہ ایضا استقبالا للنعمۃ بالطہارۃ المشعرۃ للتعظیم علی ما ورد بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۱۲

[7] الیافعی نسبۃ الی یافع وہو اسم موضع او قبیلۃ من رعین علی ما فی القاموس ۱۲ ق ر

اول ما اکلنا واقل برکۃ فی اٰخرہ قلنا یا رسول اللہ کیف ھذا قال انا ذکرنا اسم اللہ حین اکلنا ثم قعد من اکل ولم یسم اللہ تعالیٰ فاکل معہ الشیطان حدثنا یحیی بن موسی ثنا ابوداؤد ثنا ھشام الدستوائی عن بدیل العقیلی عن عبداللہ بن عبید ابن عمیر عن ام کلثوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل احدکم فنسی ان یذکر اسم اللہ تبارک وتعالیٰ علی طعامہ فلیقل بسم اللہ اولہ واٰخرہ حدثنا عبداللہ بن الصباح الھاشمی البصری ثنا عبدالاعلی عن معمر عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عمر بن ابی سلمۃ انہ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ طعام فقال ادن یا بنی فسم اللہ تعالیٰ وکل بیمینک مما یلیک حدثنا

میں ہم لوگوں نے بسم اللہ کیساتھ کھانا شروع کیا تھا اور اخیر میں فلاں شخص نے بدون بسم اللہ پڑھے کھا یا۔ اُس کیساتھ شیطان بھی شریک ہو گیا **ف**، شیطان کا کھانا جمہور کے نزدیک حقیقت پر محمول ہے،

نمبر ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ کہنی بھول جائے تو کھانے کے درمیان جس وقت یاد آئے بسم اللہ اولہ واٰخرہ کہلے

نمبر ۳ عمر بن ابی سلمۃ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا بیٹا قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہکر دائیں ہاتھ سے اپنے قریب سے کھانا شروع کرو، **ف** بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور دائیں ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے اسلئے کہ ایک بائیں ہاتھ سے کھانیوالے پر حضورؐ نے بددعا فرمائی تھی تو اُس کا ہاتھ شل ہو گیا تھا، ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے ایک عورت کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تھا تو اُسپر بددعا فرمائی اور وہ عورت طاعون میں مری ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اسلئے تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ بعض علماء کے نزدیک ان روایات کی بنا پر دائیں ہاتھ سے کھانا واجب ہے جمہور کے نزدیک گو یہ سنت ہے لیکن ان روایات کیوجہ سے اہتمام ضرور ہے آجکل لوگ اس سے غافل ہیں ایسے ہی اپنی جانب سے کھانا بھی بعض کے نزدیک واجب ہے لیکن جمہور کے نزدیک سنت ہے۔،،

لہ اول منصوب علی الظرفیۃ وما مصدریۃ ولو اریدالمضی بالنسبۃ الی تقریب الطعام او بالنسبۃ الی زمان التکلم ویحمل علی زمان قبل الخندق فلا یشکل برکت طعام جابر فی غزوۃ الخندق ق، ۱۲

لہ الدستوائی نسبۃ الی دستواء بلدۃ من الاھواز نسب الیہا لانہ کان یبیع البز الدستوائیۃ،،

لہ ربیب النبی کان ربیب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من جہۃ ام سلمۃ، ۱۲

لہ کل الجمہور علی ان الاوامر الثلثۃ للندب وقیل بالوجوب فی غیر الاول ۱۲ ۱۲ ۱۲

محمد بن غیلان ثنا ابو احمد الزبیری ثنا سفین الثوری عن ابی ھاشم عن اسمعیل بن ریاح[1] عن ریاح بن عبیدۃ عن ابی سعید الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من طعامہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا[2] وجعلنا من المسلمین حدثنا محمد بن بشار ثنا یحیی بن سعید ثنا ثور بن یزید ثنا خالد ابن معدان عن ابی امامۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفعت المائدۃ[3] من بین یدیہ یقول الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودّع[4] ولا مستغنی عنہ ربنا[5] حدثنا ابوبکر محمد بن ابان ثنا وکیع عن ھشام الدستوائی عن بدیل ابن میسرۃ العقیلی عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن ام کلثوم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت[6] کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاکل الطعام فی ستۃ من اصحابہ

نمبر ۴ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے (الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین) تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا ف کھانے پر حمد تو ظاہر ہے کہ کھانے سے فراغت ہوئی اور آیت لئن شکرتم لازیدنکم کی بناء پر شکر کا موقعہ ہی ہی مسلمان ہونیکو اسکی ساتھ اسلئے منضم فرمایا کہ انعامات ظاہریہ کی ساتھ انعامات باطنیہ بھی شامل رہیں یا اسلئے کہ در حقیقت کھانے پینے پر شکر اور حق تعالیٰ شانہ کی حمد اسلام کا ثمرہ ہے اس لئے اس کو بھی شامل فرمایا۔ *

نمبر ۵ ابوامامہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے (الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مودع ولا مستغنی عنہ ربنا) تمام تعریف حق تعالیٰ شانہ کے لئے منحصر ہے ایسی تعریف جس کی کوئی انتہا نہیں، پاک ہے ریا وغیرہ اوصاف رذیلہ سے جو مبارک ہے ایسی حمد جو نہ چھوڑی جاسکتی ہے اور نہ اس سے استغنا کیا جاسکتا ہے اے اللہ (ہمارے شکر کو قبول فرما)

نمبر ۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھ آدمیوں کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ایک بدوی آیا اور اس نے دو لقموں میں سب کو نمٹا دیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر

---

[1] ریاح بکسر الراء والمثناۃ التحتیۃ والد اسمعیل المذکور وعبیدۃ بفتح فکسر ۱۲
[2] سقانا ارد فیہ لانہ من تتمۃ الطعام لانہ لا یخلو عن الشرب فی اثنائہ غالبا ۱۲
[3] المائدۃ قد فسروھا بانہا خوان علیہ طعام وتقدم روایۃ انہ لم یاکل علی خوان قط فقیل اکل علیہ بعض الاحیان لبیان الجواز ووجہ ایضا بان المثبت مقدم وبان المائدۃ تطلق علی کل ما یوضع علیہ الطعام ولا یختص بصفۃ مخصوصۃ وقد تطلق المائدۃ ویراد بہا الطعام وبقیتہ وانائہ فلا تعارض قالہ القاری ۱۲
[4] غیر مودع الضمیر یرجع الی اللہ عز وجل والی الحمد او الی الطعام الذی یدل علیہ السیاق ۱۲ قاری
[5] ربنا روی بالرفع والنصب والجر فالرفع علی تقدیر ھو او انت ربنا اسمع حمدنا ودعائنا او علی انہ مبتدا وخبرہ لفظ غیر بالرفع مقدم علیہ والنصب علی انہ منادی حذف حرف النداء والجر علی البدلیۃ من اسم الجلالۃ ۱۲ قاری
[6] قالت یحتمل ان یکون ھذا او وقعۃ ابی ایوب رض متحدۃ ویحتمل التعدد وھو الظاھر وکذا یحتمل ان یکون عائشۃ رأت ذلک المنزل بعینہا قبل نزول الحجاب ویحتمل ان تکون من مراسیل الصحابۃ ۱۲ قاری۔

فجاء اعرابی فاکلہ بلقمتین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو سمی لکفاکم حدثنا هنادٌ و محمود بن غیلان قالا حدثنا ابو اسامة عن زکریا بن ابی زائدة عن سعید ابن ابی بردة[1] عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرضی[2] عن العبد ان یاکل[3] الاکلة ویشرب الشربة فیحمدہ علیها

باب ما جاء فی قدح[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا الحسین[5] بن الاسود البغدادی ثنا عمرو بن محمد ثنا عیسی بن طهمان عن ثابت قال اخرج الینا انس بن مالک قدح خشبٍ غلیظًا مضببًا[6] بحدید فقال یا ثابت هذا قدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ثنا عمرو بن عاصم ثنا حماد بن سلمة ثنا حمیدٌ وثابت عن انس قال لقد سقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بهذا القدح الشراب کله[7] الماء والنبیذ والعسل واللبن

یہ بسم اللہ پڑھ کر کھاتا تو یہ کھانا سب کو کافی ہو جاتا۔"

نمبر ۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ حق تعالی جل جلالہ عم نوالہ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضا مندی ظاہر فرماتے ہیں کہ ایک لقمہ کھانا کھاوے یا ایک گھونٹ پانی پیوے اور حق تعالی شانہ کا اس پر شکر ادا کرے۔ "اللّٰهم لك الحمد ولك الشکر اللّٰهم لا احصی ثناء علیك"

باب، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیالہ کا ذکر

ف، پیالہ سے مراد جیسا روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ پیالہ ہے جس سے پانی تناول فرماتے تھے"

نمبر ۱ ثابت کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم کو ایک لکڑی کا موٹا پیالہ جس میں لوہے کے پترے لگ رہے تھے نکال کر دکھلایا اور فرمایا کہ ثابت یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے **ف** کہتے ہیں کہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے یہ پیالہ آٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں اس پیالہ سے پانی بھی پیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اور پیالہ تھا۔"

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پیالہ سے پینے

---

[1] ابی بردة بضم الموحدة وسکون الراء اسمه عامر ۱۲

[2] لیرضی ای یرحمه و یثیبه ولفظ ان علة لیرضی ای لاجل ان یاکل۔ ۱۲

[3] ان یاکل ای بسبب ان یاکل او وقت ان یاکل او مفعول به لیرضی ای یحب ان یاکل ۱۲ جمع الوسائل

[4] القدح بفتحتین ما یشرب منه وق ابن الاثیر هو اناء بین انائین الصغیر والکبیر وربما وصف باحدهما جمعه اقداح قال ابن القیم کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اقداح واحد منها یسمی الریان والاخر مغیثا والاخر مضببا ۱۲ مناوی۔

[5] الحسین بن علی بن الاسود منسوب الی جده وقد ینسب الی ابیه و المشهور الاول ۱۲

[6] مضببا بالنصب علی انه صفة قدح والمضبب المشد ورد بالضبات جمع ضبة وهی حدید ته العریضة التی یضبب بها قال المناوی الضبة ما یشعب به الاناء من حدید او غیره اه ۱۲

[7] کله ای انواعه کلها وابدال الاربعة المذکورة بدل بعض اهتماما بشانها لکونها افضل المشروبات ولکونها اشهر انواعها ۱۲

باب ما جاء فی صفة فاکهة رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثنا اسمعیل بن موسی الفزاری[۱] ثنا ابراهیم بن سعد عن ابیه عن عبد الله ابن جعفر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یاکل القثاء بالرطب حدثنا عبدة ابن عبد الله الخزاعی البصری ثنا معاویة ابن هشام عن سفیان عن هشام ابن عروة عن ابیه عن عائشة رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یاکل البطیخ[۲] بالرطب حدثنا ابراهیم بن یعقوب ثنا وهب بن جریر ثنا ابی قال سمعت حمید یقول او قال حدثنی حمید[۳] قال وهب[۴] وکان صدیقا[۵] له عن انس ابن مالک قال رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یجمع بین الخربز والرطب

علی وزن زبرج ۱۲

کی سب انواع پانی، نبیذ، شہد، دودھ سب چیزیں پلائی ہیں، ف، نبیذ یہ کہلاتی ہے کہ کھجور کشمش وغیرہ پانی میں بھگودی جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نبیذ کہلاتا ہے مقوی اور مفرح ہوتا ہے حضورؐ کے لئے شب کو کھجوریں وغیرہ بھگودی جاتی تھیں اور صبح کو حضورؐ نوش فرمالیتے اور کبھی دوسرے دن تک بھی جبتک کہ اس میں سکر کا اندیشہ نہ ہوتا تھا کام میں لایا جاتا تھا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پھلوں کا ذکر

ف یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا پھل تناول فرمائے ہیں اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں

نمبر ۱ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو کھجور کیساتھ نوش فرماتے تھے ف ککڑی چونکہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور کھجور گرم اسطرح سے دونوں کی اصلاح ہو کر اعتدال پیدا ہو جاتا ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزوں میں انکے مزاج کی رعایت رکھنی مناسب ہے۔

نمبر ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تازہ تر کھجوروں کے ساتھ نوش فرماتے تھے ف ترمذی وغیرہ کی روایت میں اس قصہ کی تصریح ہے کہ حضورؐ نے اسکی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اسکی ٹھنڈک اسکی گرمی کو اور اسکی گرمی اس کی ٹھنڈک کو زائل کر دیگی۔

نمبر ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خربوزہ اور کھجور

---

[۱] الفزاری بفتح الفاء والزای المخففة منسوب الی بنی فزارة قبیلة من غطفان ۱۲

[۲] البطیخ قال القاری اختلفوا فی المراد منه فقیل هو الاصفر المعبر عنه فی الروایة الاتیة بالخربز وقیل انه اخضر وهو الاظهر قاله القاری ۱۲

[۳] او قال حدثنی الخ الظاهر اظهار الشك فی لفظ الشیخ بانه قال بلفظ سمعت او بلفظ حدثنی قال القاری المقصود غایة الاحتیاط فی عبارة الروایة والا فمرتبة السماع والقول واحدة عند المحدثین فی اصطلاحهم ۱۲

[۴] قال وهب الخ قال القاری معناه کان حمید صدیقا لوهب اه والاوجه عندی ان یقال قال وهب وکان جریر صدیقا لحمید کما هو الظاهر ولا یصح ما خلط الشراح فی هذا الکلام ۱۲

[۵] صدیقا له وهو بالتخفیف بمعنی الحبیب الصادق فی المصافاة وفی نسخة بکسر الصاد والتشدید الدال بمعنی کثیر الصدق لکن لا یلائمه اذ اللفظ له الا ان یقال المعنی کان حمید مصدقا لوهب قاله القاری قلت وفی مرجع الضمیرین نظر کما نقلنا والصواب کان جریر مصدقا لحمید

۱۲ - ۱۲

حدثنا محمد بن یحیی ثنا محمد بن عبد العزیز الرملی ثنا عبد اللہ بن یزید بن الصلت عن محمد بن اسحاق عن یزید بن رومان عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکل البطیخ بالرطب حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس ح وثنا اسحق بن موسی ثنا معن ثنا مالک عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ قال کان الناس اذا رأوا اول الثمر جاؤا بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا اخذہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللہم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ قال ثم یدعو اصغر ولید یراہ فیعطیہ ذلک الثمر حدثنا محمد

اکٹھے کھاتے ہوئے دیکھا ہے بعض علماء نے اس جگہ بھی بجائے خربوزہ کے تربوزہ کا ترجمہ کیا ہے اور منشا پہلی روایت کی بنا پر اسکا متحد ہونا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں خربوزہ مستعمل یعنی مراد ہو اور کھجور سے کھانے کی وجہ ظاہرا اسکا پھیکا پن ہے یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی مصلحت سب جگہ جاری کی جائے ممکن ہے کسی جگہ کوئی اور مصلحت ہو۔

نمبر ۴ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور تربوزہ کو تر کھجوروں کی ساتھ تناول فرماتے تھے۔

نمبر ۵ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اسکو حضور کی خدمت میں لاکر پیش کرتے تو حضور یہ دعا پڑھتے اللھم بارک لنا فی ثمارنا وبارک لنا فی مدینتنا وبارک لنا فی صاعنا وفی مدنا اللھم ان ابراھیم عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل ما دعاک بہ لمکۃ ومثلہ معہ۔ اسکے بعد جس چھوٹے بچہ کو دیکھتے اسکو مرحمت فرمادیتے (ترجمہ دعا) اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے شہر میں برکت فرما اور ہماری اس چیز میں جو صاع اور مد سے ناپی جاتی ہوں (یہ دو پیمانے مدینہ منورہ میں کھجوریں وغیرہ سب چیزیں انہی سے ناپکر فروخت کی جاتی تھیں) انمیں برکت فرما اے اللہ واقعی حضرت ابراہیم تیرے بندہ اور تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور بیشک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں (چونکہ موقع تواضع کا تھا اسلئے اپنے حبیب ہونیکا ذکر اس جگہ

لہ ومثلہ معہ یعنی ادعوک ضعف ما دعاک خلیلک ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام ولا حجۃ فی الحدیث علی المسئلۃ الخلافیۃ فی تحریم المدینۃ کما تری ۱۲

لہ یراہ وفی روایۃ اصغر من یحضرہ وفی اخری فیدعو اصغر ولید لہ والجمع بینہما ظاہر بحسب ما اتفق لہ من حضور صغیر اودعا احسن من اہل قرابتہ ووجہ ترجیح الصغیر للباکورۃ شدۃ حرصہم وکثرۃ تطلبہم ۱۲

ابن حميد الرازي ثنا ابراهيم بن المختار عن محمد بن اسحاق عن ابي عبيدة[1] ابن محمد بن عمار بن ياسر عن الربيع[2] بنت معوذ بن عفراء قالت بعثني معاذ بن عفراء بقناع من رطب وعليه اجر[3] من قثاء زغب[4] وكان النبي صلى الله عليه وسلم يحب القثاء فاتيته به وعنده حلية قد قدمت عليه من البحرين فملا يده منها فاعطانيه حدثنا علي بن حجر انا شريك عن عبد الله بن محمد بن عقيل عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت اتيت النبي صلى الله عليه وسلم بقناع من رطب واجر زغب فاعطاني ملا كفه حليا او قالت ذهبا

نہیں فرمایا) انھوں نے (حق جیز ونکی) دعا (اپنے آباد کردہ) شہر مکہ کے لئے کی ہے (جسکا بیان آیۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات میں ہے، (لوگوں کے قلوب مکہ کیطرف مائل فرما دے اور پھلوں کی روزی اُن لوگوں کو میسر فرما) وہی دعا اُس سے دوچند مقدار میں میں مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں،

نمبر ۶۔ ربیع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفرا نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جسپر چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں تھیں لیکر حضور کی خدمت میں بھیجا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی مرغوب تھی۔ میں جسوقت ککڑیاں لیکر حاضر خدمت ہوئی ہوں تو حضور والا کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے رکھے تھے حضورؐ نے انمیں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمائے **ف** ککڑی کھجور کیساتھ علاوہ مذکورہ فوائد کے بدن کو فربہ بھی کرتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری رخصتی کیوقت میری والدہ کو خیال ہوا کہ اس کا بدن کچھ فربہ ہو جاوے تاکہ اٹھان کچھ اچھا ہو جاوے، تو مجھے ککڑی تازہ کھجور کے ساتھ کھلائی جس سے میرے بدن میں اچھی فربہی آ گئی۔،،

نمبر ۷۔ ربیعؓ ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضورؐ کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا لیکر گئی تو حضورؐ نے مجھکو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا زیور مرحمت فرمایا **ف** یہ وہی پہلا قصہ ہے اس حدیث میں مختصر کر دیا سونے اور زیور میں کسی راوی کو شک ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ککڑی نمک سے کھانا بھی وارد ہوا ہے لیکن محدثین کو اس کی سند میں کلام ہے۔،،

---

[1] ابی عبیدۃ بزیادۃ التاء فی اخرہ فما فی بعض النسخ من حذفہ تحریف ۱۲،،

[2] الربیع بضم الراء وفتح الموحدۃ وتشدید التحتانیۃ المکسورۃ بنت معوذ بتشدید الواو وفتحہا علی الاشہر وجزم الوقشی انہ بالکسر فقط۔،، ۱۲

[3] اجر بفتح الہمزۃ وسکون الجیم و راء منون مکسور جمع جرو بکسر الجیم وہو الصغیر من کل شیء حتی الحنظل والبطیخ والمراد ہنا القثاء کما ہو مبین قالہ القاری،، ۱۲

[4] زغب بضم الزای وسکون الغین المعجمۃ جمع ازغب من الزغب بالفتح وہو صغار الریش اول ما طلع شبہ بہ ما علی القثاء من الزغب ۱۲

۱؎ ابن ابی عمر بضم العین وفتح المیم ہو محمد بن یحیی بن ابی عمر العدنی ابو عبد اللہ الحافظ قد ینسب الی جدہ ۱۲
۲؎ الشربة لک لانک صاحب الیمین ومن علی الیمین اقدام المجاورتہ ملک الیمین الحاکم علی ملک الشمال ولذا ورد الایمن فالایمن رواہ مالک واحمد واصحاب الستة عن انس قال الطیبی وھل تقدیم الایمن فی الشرب خاصة او یعم کل مطعوم کفاکہتہ ولحم نقل عن مالک التخصیص وانکرہ بعضہم وقال مناوی
۳؎ اثرت بہا خالداً لکونہ اشرف منک مراعاة للاکبر وفی نسبة المنیة الیہ تطییب لخاطرہ وتنبیہ نبیہ علی ان الایثار اولی لہ ثم الحدیث مستدل الحنفیة فی جواز الایثار بالقرب وقالت الشافعیة الایثار بالقرب مکروہ لما فیہ من الاعراض بالقربة وقیل للشامی جوازہ بما اذا عارض تلک القربة ما ہو افضل منہا کاحترام اہل العلم والاشیاخ کما فی ہذا الحدیث ویتفرع علی ہذا الخلاف مسائل منہا والو سبق احد الی نصف الاول فدخل رجل اکبر منہ سنا او اہل علم ینبغی لہ ان یتاخر ویقدمہ تعظیما لہ امر لا ثم لا یشکل علی الحدیث بانہ استاذن ابن عباس فیہ ولم یستاذن الاعرابی کما جاء فی المتفق علیہ فی حدیث انس ان عمرؓ قال اعط ابا بکر یا رسول اللہ فاعطی الاعرابی ثم قال الایمن فالایمن لان بین القصتین من الخصائص التی لا تخفی ۱۲
۴؎ تمامہ قال ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس شیء الحسن بمنزلة ترجم

باب ماجاء فی صفة شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابن ابی عمر[1] ثنا سفین عن معمر عن الزہری عن عروة عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلو البارد

حدثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراہیم انا علی بن زید عن عمر ہو ابن ابی حرملة عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال دخلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا وخالد بن الولید علی میمونة فجاءتنا باناء من لبن فشرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا علی یمینہ وخالد علی شمالہ فقال لی الشربة لک[2] فان شئت اثرت بہا خالدا[3] فقلت ما کنت لاوثر علی سورک احدا ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اطعمہ اللہ طعاما فلیقل اللہم بارک لنا فیہ واطعمنا خیرا منہ ومن سقاہ اللہ لبنا فلیقل اللہم بارک لنا فیہ وزدنا منہ ثم قال[4] قال رسول اللہ صلی اللہ

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کی چیزوں کے احوال

ف اس باب میں مصنف نے دو حدیثیں ذکر کی ہیں۔

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی سب چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز مرغوب تھی **ف** بظاہر تو اس حدیث سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی مراد ہے چنانچہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں بالتصریح وارد ہے اور یہ بھی محتمل ہے کہ اس سے شہد کا شربت یا کھجوروں کا نبیذ مراد ہو جیسا کہ پیالے کے باب میں گذر چکا۔

نمبر ۲ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن الولید دونوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت میمونہؓ کے یہاں گئے ام المؤمنین حضرت میمونہؓ ان دونوں حضرات کی خالہ تھیں اور ایک برتن میں دودھ لیکر آئیں حضورؐ نے اس میں سے تناول فرمایا میں دائیں جانب تھا اور خالد بن الولید بائیں جانب مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ اس مرتبہ پینے کا حق تیرا ہے اگر تو اپنی خوشی سے چاہے تو خالد کو ترجیح دیدے میں نے عرض کیا کہ آپ کے جھوٹے پر میں کسی کو بھی ترجیح نہیں دے سکتا یا رسول اللہ اس کے بعد حضورؐ نے

له قال ابوعیسیٰ غرض المصنف بیان الکلام علی الحدیثین المتقدمین وهذا ما یتعلق بالحدیث الاول حاصله ان سفیان ابن عیینة جعل هذا الحدیث موصولاً متصلاً والصواب ارساله فان عبد الله بن المبارك وعبد الرزاق وغیرواحد من تلامذة معمر جعلوه عن الزهری مرسلا وکذلک یونس وغیرواحد من تلامذة الزهری جعلوه ایضا مرسلا فالحق ارساله وقال المصنف فی جامعه بعد تخریج الحدیث هکذا رواه غیرواحد عن ابن عیینة والصحیح ماروی الزهری عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا وهذا اصح من حدیث ابن عیینة انتهی ملتقطاً - ۱۲

علیه وسلم لیس شئ یجزئ مکان الطعام والشراب غیر اللبن قال ابو عیسیٰ[1] هکذا روی سفیٰن بن عیینة هذا الحدیث عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشة رضی الله عنها وهو الحدیث الاول ۱۲ ورواه عبد الله بن المبارك وعبد الرزاق وغیرواحد عن معمر عن الزهری عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا ولم یذکروا فیه عن عروة عن عائشة وهکذا روی یونس وغیرواحد عن الزهری عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا قال ابو عیسیٰ وانما اسنده ابن عیینة من بین الناس قال ابو عیسیٰ[2] ومیمونة بنت الحارث زوج النبی صلی الله علیه وسلم هی خالة خالد بن الولید وخالة ابن عباس رضی الله عنهم وخالة یزید بن الاصم واختلف الناس فی روایة هذا الحدیث عن علی بن زید بن جدعان فروی بعضهم عن علی بن زید عن عمر بن ابی حرملة وروی شعبة عن علی بن زید فقال عن عمر بن حرملة والصحیح عمر بن ابی حرملة

ارشاد فرمایا کہ جب کسی کو حق تعالیٰ شانہ کوئی چیز کھلاویں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے اللھم بارک لنا فیه واطعمنا خیرا منه (اے اللہ تو اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر چیز میسر فرما) اور جب کسی کو حق تعالیٰ شانہ دودھ عطا فرماویں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے اللھم بارک لنا فیه وزدنا منه (اے اللہ اس میں برکت عطا فرما اور زیادتی نصیب فرما) (ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ہر چیز کے بعد اس سے بہتر کی دعا، اور دودھ کے بعد اس میں زیادتی کی دعا اس لئے تعلیم فرمائی کہ) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دودھ کے علاوہ اور چیزیں ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دیتی ہوں **ف** حضورؐ نے دودھ مرحمت فرمانے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حق اس لئے فرمایا کہ وہ دائیں جانب تشریف فرما تھے اور خالد بائیں جانب، اور پیالے کا دَور جیسا کہ متعدد روایات میں آیا داہنی جانب چلنا چاہئے، اور خالد کی ترجیح کو اس لئے ارشاد فرمایا کہ وہ عمر میں بڑے تھے نیز ابن عباسؓ کی تعلیم مقصود تھی اور اُنکے متعلق یہ خطرہ بھی نہ تھا کہ خالد کی ترجیح سے بددل ہو جاویں گے اس لئے اظہار حق بھی فرما دیا۔ اور النسب کی طرف بھی اشارہ فرما دیا۔

[2] قال ابو عیسیٰ الخ هذا بیان للحدیث الثانی بین اولا وجه دخولهما علیها بانها کانت محرما لهما وذکر کونها خالة یزید بن الاصم استطراداً للتمام الفائدة ثم ذکر الکلام علی هذا الحدیث بقوله واختلف الناس الخ وحاصله ان تلامذة علی بن زید بن جدعان اختلفوا فی بیان اسم شیخه فروی بعضهم عمر بن ابی حرملة بدون الواو وروی بعضهم عمرو بن حرملة بذکر الواو وحذف لفظ ابی وهو غلط والصواب عمر بن ابی حرملة بدون الواو وبذکر لفظ الکنیة قال القاری الصحة فی الموضعین کما ذکره البیهقی الاول عمر بلا واو والثانی ابی علی الکنیة اه قال المصنف فی جامعه وقد روی بعضهم هذا الحدیث عن علی بن زید فقال عن عمر بن حرملة وقال بعضهم عمرو بن حرملة ولا یصح اه ای لا یصح احد من القولین بل الصواب عمر بن ابی حرملة ۱۲

باب ما جاء فی صفة شرب رسول الله صلی الله علیه وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا هشیم انا عاصم الاحول ومغیرة عن الشعبی عن ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم شرب من زمزم وهو قائم حدثنا قتیبة بن سعید ثنا محمد ابن جعفر عن حسین المعلم عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یشرب قائما وقاعدا حدثنا علی بن حجر ثنا ابن المبارك عن عاصم

باب، اُن احادیث کا ذکر جنمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کا طرز وارد ہوا ہے

ف اس باب میں مصنف نے دس حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،

نمبر ۱، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزم کا پانی کھڑے ہونے کی حالت میں نوش فرمایا **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت بھی آئی ہے چنانچہ دوسری حدیث کے ذیل میں اسکا مفصل ذکر آئیگا، اس بنا پر بعض علماء نے زمزم پینے کو بھی اُس ممانعت میں داخل فرما کر حضورؐ کے اس نوش فرمانے کو ازدحام کے عذر یا بیان جواز پر حمل فرمایا ہے لیکن علماء کا مشہور قول یہ ہے کہ زمزم اُس نہی میں داخل نہیں۔ اسکا کھڑے ہو کر پینا افضل ہے۔،،

نمبر ۲، عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے اور بیٹھے دونوں طرح پانی پیتے دیکھا **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت میں بہت سی روایتیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر کوئی شخص پانی نہ پیوے اگر بھولکر پیلیوے تو قے کر دے علماء نے حضورؐ کے اس فعل میں اور ممانعت میں چند وجوہ سے جمع کیا ہے بعض علماء کی رائے ہے کہ ممانعت بعد میں وارد ہوئی اسلئے یہ ناسخ ہے بعض علماء اسکا عکس فرماتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پینے کی روایتیں ناسخ ہیں ممانعت کیلئے لیکن مشہور قول یہ ہے کہ ممانعت حکم شرعی اور تحریمی نہیں بلکہ آداب کے طریقہ سے ہے نیز شفقت اور رحمت کے باب سے بھی ہے اس لئے کہ ابن قیم وغیرہ نے کھڑے ہو کر پانی پینے کی چند مضرتیں بتلائی ہیں الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہوئے نوش

---

[۱] شرب بتثلیث الشین مصدر بمعنی الشرب وهو المراد هنا لكن الكسر فی معنی النصیب اشهر وقد یاتی بمعنی المشروب ایضا ولیس بمراد ههنا لئلا یتكرر مع الترجمة السابقة ،، ۱۲

[۲] عن ابیه عن جده اختلف النقاد كثیرا فی هذا السند فقیل لا یحتج به لان ضمیر جده ان یرجع الی عمرو فالمراد به محمد وهو لیس بصحابی فالحدیث مرسل وان ارجع الی شعیب فالمراد به عبد الله بن عمرو ابن العاص وهو صحابی مكثر لكن لقاء شعیب عن جده خفی وقیل هو صحیفة ولذا قال ابو داود لما سئل عنه عمرو بن شعیب عندك حجة قال لا ولا نصف حجة وقال علی بن المدینی عن یحیی بن سعید حدیثه عندنا واه وقال الاخرون هذا سند محتج به وضمیر جده الی شعیب لا غیر و سماعه من عبد الله بن عمرو صحیح ثابت صرح بسماعه عنه فی اماكن ووقع فی سنن ابی داود والنسائی عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عبد الله والسند لا مطعن فیه قال البخاری رأیت احمد بن حنبل وعلی بن المدینی واسحق وعامة اصحابنا یحتجون بحدیث عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ما تركه احد من المسلمین انتهی قلت وحقق الاحتجاج به القاری والحلبی من الحنفیة ۔ ،، ۱۲

الاحول عن الشعبی عن ابن عباس[3] قال سقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زمزم فشرب وھو قائم حدثنا ابوکریب محمد بن العلاء ومحمد بن طریف الکوفی قالا انبانا ابن الفضیل[1] عن الاعمش عن عبدالملک بن میسرۃ عن النزال[4] بن سبرۃ قال اُتی علیٌ[2] بکوزٍ من ماء وھو فی الرحبۃ[3] فاخذ منہ کفًا فغسل یدیہ ومضمض واستنشق ومسح وجھہ وذراعیہ وراسہ ثم شرب منہ وھو قائم ثم قال ھذا وضوء من لم یحدث ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعل حدثنا قتیبۃ

فرمانا بیان جواز کے لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ممانعت کیوجہ سے کھڑے ہو کر پانی پینا حرام نہیں۔

نمبر ۳ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کا پانی پلایا اور حضورؐ نے کھڑے ہوئے نوش فرمایا **ف** باب کی پہلی حدیث میں اس کا ذکر گذر چکا

نمبر ۴ نزال بن سبرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ وہ مسجد کوفہ کے میدان میں (جو اُنکا دار القضاء تھا) تشریف فرما تھے ایک کوزہ پانی لایا گیا انھوں نے ایک چلو پانی لیکر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور پھر اپنے منہ پر اور ہاتھوں پر سر پر مسح کیا پھر کھڑے ہو کر پانی پیا اور فرمایا کہ یہ اُس شخص کی وضو ہے جو پہلے سے باوضو ہو ایسے ہی میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا **ف** یہ حدیث مختصر ہے مفصل مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری منقول ہے اس حدیث میں احتمال بھی ہے کہ منہ ہاتھ وغیرہ پر حقیقۃً مسح کیا ہو اس صورت میں اُسکو وضو کہنا مجاز ہے، لغوی معنی کے اعتبار سے اُسکو وضو کہدیا، چنانچہ پاؤں کا ذکر ہی نہیں یہ قرینہ اسی احتمال کا ہے، دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث میں ہلکے سے دھونیکو مجازاً مسح سے تعبیر کر دیا اور پاؤں کا ذکر اس قصہ میں بعض روایات میں آتا ہے اس توجیہ کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مسح کی جگہ بعض روایات میں منہ ہاتھ دھونیکا ذکر ہے اس صورت میں اس حدیث سے تجدیدِ وضو مراد ہے اور یہی توجیہ بندہ کے نزدیک اولیٰ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا جائز ہے کتب فقہ میں اس کے اور آبِ زمزم کے کھڑے ہو کر پینے کے جواز کی تصریح ہے، بلکہ علامہ شامی نے تو وضو کا پانی کھڑے ہو کر پینے کو بعض بزرگوں سے شفاءِ امراض کے لئے علاج مجرب نقل کیا ہے۔

[1] ابن الفضیل وفی نسخۃ ابن الفضل قال القاری قلت والمؤید بکتب الرجال ھو الاول فانہ محمد بن فضیل بن غزوان ۱۲

[2] اتی الخ ولفظ النسائی فی سننہ قال رأیت علیاً صلی الظھر ثم قعد لحوائج الناس فلما حضرت العصر اتی بتور من ماء الحدیث ۱۲

[3] الرحبۃ بفتح الراء والحاء المھملتین المکان المتسع قال فی المغرب اما فی حدیث علیؓ فانہ دکان وسط مسجد الکوفۃ وکان علیؓ یقعد فیہ ویعظ اھ قلت وقد تقدم من روایۃ النسائی ما یوافقہ ۱۲

ابن سعید و یوسف بن حماد قالا حدثنا عبد الوارث بن سعید عن ابی عصام[1] عن انس
ابن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس فی الاناء[2] ثلاثا اذا شرب و یقول
ھو امرأ و اروی حدثنا علی بن خشرم[3] انا عیسی بن یونس عن رشدین بن کریب
عن ابیہ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا شرب تنفس مرتین
حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفین عن یزید بن یزید بن جابر عن عبد الرحمن بن ابی عمرة
عن جدتہ کبشة[4] قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشرب من فی قربة
معلقة قائما فقمت الی فیہا فقطعتہ حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن

(بین السطور: اسمہ ثمامة وکیل خالد ۱۲ — ومن مرت الطعام مشتملا الرائی اذا وافق المعدة ۱۲ — کوارندہ و سیراب کنندہ ۱۲ — بکسر فسکون معجمة مکسکین ۱۲ — وافق اسمہ اسم ابیہ ۱۲ احمد)

نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طریقہ سے پینا خوشگوار بھی زیادہ ہے اور خوب سیراب کرنیوالا ہے **ف** پانی ایک سانس میں پینے کی ممانعت بھی آئی علماء نے ایک دفعہ ہی پینے کی بہت سی مضرتیں لکھی ہیں،،

نمبر ۶ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی نوش فرماتے دو دفعہ سانس لیتے تھے **ف** اس حدیث میں یا تو پانی دو سانس میں پینا مراد ہے اور یہی بظاہر قریب ہے اس لئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قولی حدیث میں ہے کہ پانی ایک دفعہ ہی نہ پیا کرو بلکہ دو یا تین سانس میں پیا کرو اس صورت میں یہ حدیث بعض اوقات پر محمول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اقل درجہ کے بیان فرمانیکے لئے دو سانس میں بھی پیتے تھے، دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث میں پانی کے درمیان میں دو مرتبہ سانس لینا مراد ہے اور جب پانی کے درمیان میں ۲ دو مرتبہ سانس لیا تو تمام پانی تین سانس میں ہو گیا اس صورت میں اور روایات سے کچھ تعارض ہی نہیں رہا،،

نمبر ۷ کبشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے وہاں ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا حضور نے کھڑے ہوئے اُس مشکیزہ کے منہ سے پانی نوش فرمایا، میں نے اُٹھکر مشکیزہ کے منہ کو کتر لیا **ف** امام نووی نے ترمذی سے کترنے کی دو وجہ نقل کی ہیں، ایک تو تبرکاً، دوسرے یہ کہ جس جگہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے دوسرا کوئی اُسکو استعمال نہ کرے یعنی مقصود

---

[1] ابی عصام وفی نسخة ابی عاصم وھو ضعیف قالہ القاری قلت اختلفت الرواة فی ذکر ھذا الراوی فذکرہ الجمہور بلفظ ابی عصام وقال بعضہم ابو عاصم وبسط الکلام علیہ الحافظ فی تہذیبہ فی ترجمة ابی عصام ۱۲

[2] فی الاناء فی الصحیحین عن ابی قتادة انہ علیہ السلام نہی ان یتنفس فی الاناء فالمعنی انہ کان یشرب ثلث مرات وفی کل ذلک یبین الاناء عن فیہ فیتنفس ثم یعود والمنہی عنہ ھو التنفس فی الاناء بدون الابانة ۱۲

[3] خشرم بفتح خاء وسکون شین معجمتین بصرف ولا یصرف ۱۲

[4] کبشة بنت ثابت بن المنذر الانصاریة اخت حسان قالہ القاری و البیجوری وجزم المناوی بانہا بنت کعب بن مالک الانصاری وجعل الحافظ فی تہذیبہ ھذہ الروایة لکبشة بنت ثابت وروایة ابی قتادة فی الوضوء من سور الہرة لکبشة بنت کعب بن مالک الانصاریة زوجة ابنہ عبد اللہ بن ابی قتادة ۲۰

(حاشیہ: ابلانا)

حدثنا عزرة[1] بن ثابت الانصاری عن ثمامة[2] بن عبد اللہ قال کان انس بن مالک یتنفس فی الاناء ثلاثا وزعم انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتنفس فی الاناء ثلثا

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انا ابو عاصم عن ابن جریج عن عبد الکریم عن البراء بن زید ابن[2] ابنة انس بن مالک عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی ام سلیم وقربة معلقة فشرب من فم القربة وهو قائم فقامت ام سلیم الی راس القربة فقطعتها[3] (فقطعته نسخہ)

حدثنا احمد بن نصر النیسابوری حدثنا اسحق بن محمد الفروی (بفتح الفاء وسکون الراء المهملة ۱۲) حدثتنا عبیدة بنت نائل عن عائشة بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیها ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشرب قائما وقال ابو عیسی[4] (نسخة) وقال بعضهم عبیدة بنت نابل (بالموحدة ۱۲)

باب ما جاء فی تعطر[5] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کہ ادباً اُس جگہ کو کتر لیا، اس حدیث میں دو گفتگوئیں ہیں، ایک کھڑے ہو کر پانی پینے کی وہ پہلے گذر چکی دوسری یہ کہ بخاری شریف وغیرہ میں حضرت انسؓ سے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت وارد ہوئی ہے اسلئے اس حدیث کو بیان جواز پر حمل کریں گے یا اُس ممانعت کی روایت کو خلاف اولیٰ پر حمل کریں گے نیز حضورؐ کے اُس پینے کو اُس نہی کیوجہ سے ضرورت پر بھی حمل کیا جا سکتا ہے۔"

نمبر ۸ ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پانی تین سانس میں پیتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔"

نمبر ۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ ام سلیم کے گھر تشریف لیگئے وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا حضورؐ نے کھڑے ہی ہوئے اُس میں سے پانی نوش فرمایا ام سلیم کھڑی ہوئیں اور اُس مشکیزہ کے منہ کو کتر کر رکھ لیا۔ **ف** کبشہ کی حدیث اسی نوع کی پہلے گذر چکی۔"

نمبر ۱۰ سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے پانی نوش فرمالیتے تھے

ف یہ عادت شریفہ نہیں بلکہ گاہے گاہے کسی ضرورت سے ایسا کرتے تھے چنانچہ پہلے مفصل گذر چکا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشبو لگانیکا ذکر

---

[1] عزرة بمهملة مفتوحة فزای ساكنة فراء مفتوحة بعدها هاء ۱۲

[2] ابن بالالف مجرور علی البدلية من ابن زید او صفة ثان مضافا الی ابنة انس فبين ان اباه زید وامه بنت انس فلا بد من تحریر حرف الالف علی لفظ ابن ۱۲

[3] فقطعتها التانيث باعتبار المضاف اليه او لكونها قطعة وفی نسخة فقطعته وهی القياس والحديث اخرجه ابن حبان فی كتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزاد فيه وقالت لا يشرب منها احد بعد شرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

[4] قال ابو عيسی الخ الظاهر فی غرضه انه وقع الاختلاف فی نسب عبيدة فقيل بنت نائل بالهمزة قبل اللام وقيل نابل بالموحدة بدل الهمزة وجزم المناوی انها بالباء الموحدة وصححه الامير ابو نصر بن ماكولا قلت واختلفوا فی ضبط عبيدة ايضا فالجمهور علی انه عبيدة بالتصغير وصححه ابن ماكولا وقال بعضهم عبيدة بفتح العين وكسر الموحدة قال القاری هو خلاف تصحيح ابن ماكولا وظاهر كلام المناوی ان المراد الاشارة الی هذا الاختلاف ايضا لانه جعل عبيدة فی السند المذكور مصغرا وههنا ضبطه بفتح اوله فتامل ۱۲

[5] تعطر هو استعمال العطر وهو بالكسر الطيب ورجل معطر ای كثير التعطر ۱۲

حدثنا محمد بن رافع وغیر واحد قالوا انا ابو احمد الزبیری ثنا شیبان عن عبد اللہ بن المختار عن موسی بن انس بن مالک عن ابیہ[ا مصغر ۱۲] قال کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکۃ[1] یتطیب منہا حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا عزرۃ بن ثابت عن ثمامۃ بن عبد اللہ قال کان انس بن مالک لا یردّ[2] الطیب وقال انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یردّ الطیب حدثنا

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف سے خود خوشبو مہکتی تھی گو حضور خوشبو کا استعمال نہ فرماویں چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ میں نے کوئی خوشبو عنبر نہ مشک نہ کوئی اور خوشبو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ عمدہ نہیں سونگھی، ایسے ہی اور بہت سی روایات اس مضمون پر دال ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ خوشبو کے بجائے استعمال کرنے کے بارہ میں ام سلیم کی روایت مسلم شریف وغیرہ میں وارد ہوئی ہے

نکہت گل را چہ کنم اے نسیم　　　　بوئے آں پیرہنم آرزو است

ابو یعلی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جس کوچہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گذرتے تھے بعد کے گذرنے والے اُس کوچہ کو خوشبو سے مہکتا ہوا پاکر سمجھ لیتے تھے کہ حضورؐ کا ابھی اس راہ سے گذر ہوا ہے وغیرہ وغیرہ روایات کثیرہ اس مضمون پر دال ہیں لیکن باوجود اس کے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا استعمال اکثر فرماتے تھے اُس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر کی ہیں۔"

نمبر ۱ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکّہ تھا اُس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ ف، سکہ کے معنی میں علماء کے دو قول ہیں بعض تو اسکا ترجمہ عطردان اور اُس ڈبہ کا بتلاتے ہیں جس میں خوشبو رکھی جاتی تھی، تب تو یہ معنی کہ اُس عطردان میں سے نکالکر استعمال فرماتے تھے میرے اُستاد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ترجمہ ارشاد فرمایا تھا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ایک مرکب خوشبو ہے چنانچہ قاموس وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی ہے اور صاحب قاموس نے اُس کے بنانے کی ترکیب بھی مفصل لکھی ہے۔"

نمبر ۲ ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو رد نہیں کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی انکار نہیں فرمایا کرتے تھے۔"

[1] سکۃ بضم سین مہملہ وتشدید کاف ضرب من الطیب یتخذ من مسک وغیرہ وقیل عصارۃ الاملج قال القاری الظاہر ان المراد منہ ظرف فیہا طیب ۱۲

[2] لا یرد وقد ورد النہی عن ردہ مقرونا ببیان الحکمۃ فی حدیث رواہ ابو داؤد والنسائی وغیرہما عن ابی ہریرۃ مرفوعا من عرض علیہ طیب فلا یردہ فانہ خفیف المحمل طیب الرائحۃ والمراد بالمحمل الحمل ای لیس بثقیل ۱۲ " ۱۲ " ۱۲

ك ثلث الخ اختلفت النسخ فی تفصیل هذه الثلثة ففی بعضها الوسائد والطیب واللبن وفی بعضها الوسائد والدهن والطیب فیحتمل انه ذکر اولا الثلث وزاد الرابع تفضلا والاوجه ان یقال ان لفظ الطیب علی تسلیم صحته واهنه من تصرف النساخ تفسیر لقوله الدهن فان الحدیث اخرجه المصنف فی جامعه بهذا السند والمتن ولیس فیه لفظ الطیب بل فیها الوسائد والدهن واللبن فتامل ۱۲

قتیبة بن سعید ثنا ابن ابی فدیك (محمد بن اسمعیل ۱۲) عن عبد الله بن مسلم بن جندب عن ابیه عن ابن عمر [۳] قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ثلث [۱] لا ترد الوسائد والدهن والطیب واللبن حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو داود الحفری [۲] عن سفیان عن الجریری (سعید بن ایاس ۱۲) عن ابی نضرة [۳] عن رجل [۴] عن ابی هریرة [۴] قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم طیب الرجال ما ظهر ریحه وخفی لونه وطیب النساء ما ظهر لونه وخفی ریحه حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن الجریری عن ابی نضرة عن الطفاوی [۵] عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم مثله بمعناه حدثنا محمد بن خلیفة وعمرو بن علی قالا ثنا یزید بن زریع ثنا حجاج الصواف عن حنان [۶] عن ابی عثمان [۵] النهدی [۷] قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا اعطی (بتشدید الواو ۱۲) احدکم الریحان فلا یرده فانه خرج من الجنة (یعنی اصل الطیب من الجنة ۱۲) قال ابو عیسی لا یعرف لحنان غیر هذا الحدیث

نمبر ۳ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نہیں لوٹانی چاہئیں، تکیہ (اگر کوئی شخص سر کے نیچے رکھدے) اور تیل خوشبو اور دودھ **ف** ان چیزوں کو اس لئے ذکر فرمایا کہ ہدیہ دینے والے پر بار نہیں ہوتا اور لوٹانے سے اسکو بعض اوقات رنج ہوتا ہے انہیں چیزوں کے حکم میں وہ سب چیزیں داخل ہیں جو نہایت مختصر ہوں کہ جنسے ہدیہ دینے والے پر بار نہ ہو۔"

نمبر ۴ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جسکی خوشبو پھیلتی ہوئی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو (جیسے گلاب کیوڑہ وغیرہ) اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب اور خوشبو مغلوب (جیسے حنا زعفران وغیرہ)۔"

نمبر ۵ ابو عثمان نہدی تابعی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو خوشبو دی جائے اس کو چاہئے کہ لوٹائے نہیں اس لئے کہ (اس کی اصل) جنت سے نکلی ہے، **ف** حق تعالے جل شانہ نے جنت کی خوشبوؤں کی نقل دنیا میں اس لئے پیدا فرمائی کہ یہ جنت کیطرف ترغیب کا سبب بنے اور زیادتی شوق کا ذریعہ ہو۔"

[۲] الحفری بحاء مهملة ثم فاء مفتوحتین منسوب الی حفر محلة بالکوفة کان ینزله قاله القاری قلت وکان ابو داود هذا رجلا زاهدا ورعا قال عثمان بن ابی شیبة کنا عنده فی غرفة وهو یملی فلما فرغ قلت له اترب الکتاب قال لا الغرفة بالکراء ۱۲

[۳] ابی نضرة بفتح النون وسکون الضاد المعجمة اسمه المنذر بن مالك ۱۲

[۴] رجل الخ هو الطفاوی الآتی فی الروایة الآتیة وفی نسخة هناك ایضا الطفاوی ولم یدر اسمه فهو مجهول فی کل حال والحدیث حسنه المؤلف فی جامعه فلعل لانه تابعی والراوی عنه ثقة فجهالته تغتفر من هذا الوجه له القاری ۱۲

[۵] الطفاوی بضم الطاء المهملة منسوب لطفاوة حی من قیس عیلان وهو المعبر بالرجل فی الروایة المتقدمة لم یدر اسمه ایضا فهو مجهول قال الحافظ فی تهذیب لم یسم ۱۲

[۶] حنان بفتح الحاء المهملة وتخفیف النون الاولی وفی نسخة بفتح اوله موحدة مخففة ای حبان وفی اخری حباب بموحدتین وکتب الرجال یؤید الاول قال الحافظ فی تهذیبه حنان الاسدی روی عن ابی عثمان عن النبی صلی الله علیه وسلم مرسلا فی اثر مخار ۱۲

ﻟﮧ قال عبد الرحمن امام من ائمة الجرح والتعديل نقل المصنف كلامه لبيان ترجمة حنان السابق وكتابه الجرح والتعديل مستند العلماء قد اكثر ابن الجوزي في التقل عنه ۱۲ ﻟﮧ الاسدي بفتحتين وقد يسكن ثانية ويقال في هذه النسبة الاسدي بالسين والازدي بالزاي والكل صحيح فانه من بني اسد بن شريك من اولاد الاسد بن يغوث ۱۲

وقال عبد الرحمن بن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل حنان الاسدی من بنی اسد بن شریک وهو صاحب الرقیق عم والد مسدد وروی عن ابی عثمان النهدی وروی عنه الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذلک حدثنا عمر بن اسمعیل بن مجالد بن سعید الهمدانی ثنا ابی عن بیان عن قیس بن ابی حازم عن جریر بن عبد الله قال عرضت بین یدی ابن الخطاب فالقی جریر رداءه ومشی فی ازار فقال له خذ رداءک فقال عمر للقوم ما رأیت رجلا احسن صورة من جریر الا ما بلغنا من صورة یوسف علیه السلام

باب کیف کان کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم

نمبر ۶ جریر بن عبد اللہ بجلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (امتحاناً) پیش کئے گئے انہوں نے چادر اتار کر صرف لنگی میں چلکر اپنا امتحان کرایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ چادر لیلو (امتحان ہوچکا) پھر قوم کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کبھی کسیکو نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت کے جیساکہ ہم تک پہونچا۔ **ف** اس حدیث میں چند اشکالات ہیں جو اختصاراً ترک کئے جاتے ہیں اُن کے منجملہ یہ اشکال ضروری ہے کہ اس حدیث کو باب سے بھی کوئی مناسبت نہیں اسکے جوابات میں ایک یہ توجیہ بھی ہوجاتی ہے کہ خوشبو خوبصورتی کیساتھ اکثر لازم ہوتی ہے جو شخص جس درجہ کا حسین ہوتا ہے ویسی ہی مستانہ خوشبو اُسکے بدن ولباس سے مہکا کرتی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اجمل المخلوقات ور بدر البدر ہونا مسلم اسلئے اُسکو طبعی خوشبو لازم، اسکے علاوہ اور بھی مختلف توجیہات کیگئی ہیں، جیساکہ مختصراً عربی حاشیہ میں ذکر کیگئی

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کیسی ہوتی تھی۔

ف اس باب میں تین حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

ﻟﮧ شریک بضم الشین المعجمة وفتح الراء ابن مالک بن عمرو بن مالک بن فہم ... یقال لها خطة بنی اسد ... ابن مسرهد قال القاری ۱۲ ﻟﮧ بیان بفتح الموحدة وتخفیف التحتیة الظاهر هو بیان بن بشر الاحمسی البجلی ابو بشر الکوفی المعلم ... الطائی المجهول ۱۲ ﻟﮧ فالقی جریر کان القیاس ... [illegible] ... فلیس کمثل به کلام جریر ونقله بالمعنی والغرض هذا ... [illegible] ... ﻟﮧ فقال عمر ای بعد ما خاطب ... [illegible]

[illegible] ... صورة ... صلی الله علیه وسلم اجمل من کل مخلوق حتی من صورة یوسف علیه السلام ایضاً ... عمر ... عبارته ... [illegible] ... اجمل ... ان یقال انه من ملحقات ... [illegible] ... قیل الاخیر اقرب ... ﻟﮧ باب کیف کان الخ هذا کما وقع فی اول البخاری

حدثنا حميد بن مسعدة البصري ثنا حميد بن الاسود عن اسامة بن زيد عن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يسرد سردكم هذا ولكنه كان يتكلم بكلام بين فصل يحفظه من جلس اليه حدثنا محمد بن يحيى ثنا ابو قتيبة سلم بن قتيبة عن عبد الله بن المثنى عن ثمامة عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعيد الكلمة ثلثا لتعقل عنه حدثنا سفيان بن وكيع انبانا جميع بن عمرو بن عبد الرحمن العجلي ثني رجل من بني تميم من ولد ابي هالة زوج خديجة يكنى ابا عبد الله عن ابن لابي هالة عن الحسن بن علي قال سالت خالي هند بن ابي هالة وكان وصافا فقلت صف لي منطق رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم متواصل الاحزان دائم الفكرة

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ +

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو حسب ضرورت تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں **ف** یعنی یہ کہ اگر مضمون مشکل ہوتا تو غور و تدبر کیلئے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں تین مرتبہ غایت اکثر ہے ورنہ دو مرتبہ کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔

نمبر ۳ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو حضور کے اوصاف اکثر بیان فرماتے تھے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان فرمائیے انھوں نے فرمایا کہ حضور (آخرت کے) متواتر غموم میں مشغول رہتے (ذات و صفات باری کے) ہر وقت سوچ میں رہتے ان باتوں سے کسی وقت بے فکری اور راحت نہیں ہوتی تھی بایں کہ امور دنیویہ کیساتھ آپکو راحت حاصل نہیں ہوتی تھی، اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بلا ضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے ذکر اللہ کی ساتھ گفتگو شروع

له يسرد بضم الراء من السرد وهو الاتيان بالكلام على الولاء [illegible] لم يصل بعضه ببعض [illegible] لا يتبين بعض حروفه سامعه ١٢

ته جميع بن عمرو تقدم اول الحديث [illegible] في مبدء الكتاب [illegible] هنا ان الصواب في عمير بالتصغير كما [illegible] الحافظ في التقريب [illegible] اورده المزي [illegible]

ليست له راحة طويل السكت لا يتكلم في غير حاجة يفتتح الكلام ويختمه بأشداقه[1] و
في شهود جلال الله تعالى وكبريائه ١٢
يتكلم بجوامع الكلم كلامه فصل لا فضول ولا تقصير ليس بالجافي ولا المهين[2] يعظم
النعمة وإن دقت لا يذم منها شيئاً غير[3] أنه لم يكن يذم ذواقاً[4] ولا يمدحه ولا تغضبه
الدنيا ولا ما كان لها فإذا تعدي[5] الحق لم يقم لغضبه شيء حتى ينتصر له لا يغضب لنفسه ولا
الانتصار رد ١٢
ينتصر لها إذا أشار أشار بكفه كلها وإذا تعجب قلبها وإذا تحدث اتصل بها وضرب براحته
اليمنى بطن إبهامه اليسرى وإذا غضب أعرض وأشاح وإذا فرح غض طرفه
اعرض جدا ١٢

فرماتے تھے اور ذکر اللہی کیساتھ ختم فرماتے تھے، یا یہ کہ آپکی گفتگو ابتداءً اور انتہاءً منہ بھر کر ہوتی تھی (یہ نہیں کہ نوک زبان سے کٹتے ہوئے حروف کیساتھ آدھی بات زبان سے کہے اور آدھی متکلم کے ذہن میں جیساکہ موجودہ زمانہ کے متکبرین کا دستور ہے) جامع الفاظ کی ساتھ (جنکے لفظ تھوڑے اور معانی بہت) کلام فرماتے تھے چنانچہ ملا علی قاری نے ایسی چالیس حدیثیں اپنی شرح میں جمع کی ہیں جو یاد کرنا چاہے اُسکو دیکھکر یاد کرلے آپکی کلام ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی تھی، نہ اُسمیں فضولیات ہوتی تھی نہ کوتاہیں کہ مطلب پوری طرح واضح نہ ہو، آپ نہ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرمانیوالے، نعمت خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اُسکو بہت بڑا سمجھتے، اُس کی مذمت نہ فرماتے تھے، البتہ کھانیکی اشیا کی نہ مذمت فرماتے نہ زیادہ تعریف (مذمت نہ فرمانا تو ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی نعمت ہے زیادہ تعریف نہ فرمانا اسلئے کہ یہ موہم حرص کو ہوتا ہے البتہ اظہار رغبت یا کسی کی دلداری کے ذیل میں گاہے گاہے خاص خاص چیزوں کی تعریف فرمائی ہے) دنیا اور دنیاوی امور کیوجہ سے آپکو کبھی غصہ نہ آتا تھا۔ (چونکہ آپکو انکی پرواہ بھی نہ ہوتی تھی اسلئے کبھی دنیوی نقصان پر آپ کو غصہ نہ آتا تھا) البتہ اگر امر دین اور حق بات سے کوئی شخص تجاوز کرتا تو اُسوقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تاب نہ لا سکتا تھا اور کوئی اُس کو روک بھی نہ سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اُسکا انتقام نہ لیلیں، اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے تھے نہ اُسکا انتقام لیتے تھے جب کسیوجہ سے کسی جانب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، (اس کی وجہ بعض علما نے یہ بتلائی ہے کہ انگلیوں سے اشارہ تواضع کے خلاف ہے اس لئے حضور پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے، اور بعض علماء نے یہ تحریر فرمائی کہ حضور کی عادت شریفہ انگلی سے توحید کی طرف اشارہ فرمانے کی تھی، اسلئے غیر اللہ کی طرف انگلی سے

[1] بأشداقه جمع شدق وهو طرف الفم والمراد بالجمع ما فوق الواحد وذلك لأن البيان إنما يحصل بين الشدقين بخلاف ضده فإنه لا يفهم منه المقصود وفي بعض النسخ بدله باسم الله وعلى هذا اعتماد القاري والمناوي والبيجوري في شروحهم وليس المراد البسملة خاصة بل المراد مطلق ذكر الله عز وجل ويحتمل أن يكون أحدهما محرفاً من الآخر ١٢

[2] المهين بضم الميم من الإهانة أي لا يهين ولا يحتقر أحداً فالميم زائدة ويروى بالفتح من المهانة وهو الحقارة فالميم أصلية أي لم يكن حقيراً ذميماً بل كان كبيراً عظيماً يغشاه من الوقار والمهابة ما ترتعد منه فرائص الكفار والأنسب الأول ١٢

[3] غير أنه رفع وهم نشأ من قوله يعظم النعمة ١٢

[4] ذواقا فعال بمعنى مفعول أي من وقاما كولاً ومشروباً ١٢

[5] تعدي بصيغة المجهول من التعدي أي إذا تجاوز أحد عن الحق ١٢

جُلُّ ضحکہ التبسم یفتر عن مثل حب الغمام
(افتر فلان ضاحکا ای بدا اسنانہ ۱۲ زکریا)

باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا عباد بن العوام انا الحجاج وھو ابن ارطاۃ عن سماک ابن حرب عن جابر بن سمرۃ قال کان فی ساقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حموشۃ وکان لا یضحک الا تبسما فکنت اذا نظرت الیہ قلت اکحل العینین ولیس باکحل حدثنا قتیبۃ بن سعید انا ابن لہیعۃ عن عبید اللہ بن المغیرۃ عن عبد اللہ بن الحارث ابن جزء قال ما رأیت احدا اکثر تبسما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا احمد

اشارہ نہ فرماتے) جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہاتھ پلٹ لیتے تھے اور جب بات کرتے تو (کبھی گفتگو کے ساتھ ہاتھوں کو بھی حرکت فرماتے) اور کبھی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے اور جب کسی پر ناراض ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور بے توجہی فرماتے اور جب خوش ہوتے تو حیا کی وجہ سے آنکھیں گویا بند فرما لیتے۔ آپ کی اکثر ہنسی تبسم ہوتی تھی اس وقت آپ کے دندان مبارک اولے کی طرح چمکدار سفید ظاہر ہوتے تھے۔ (صلے اللہ علیہ وآلہ بحسب جمالہ وکمالہ) **ف** یہ حدیث اسی حدیث کا بقیہ ہے جو سب سے پہلے باب میں ساتویں حدیث گذری ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کا ذکر

ف اس باب میں نو حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

نمبر ۱ جابر کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیں کسیقدر باریک تھیں آپکا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا میں جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا تو دل میں سوچتا کہ آپ سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ اسوقت سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے **ف** بلکہ طبعا آپ کی آنکھیں سرمگیں تھیں۔

نمبر ۲ عبد اللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا **ف** اس حدیث میں یہ اشکال ہے کہ اس سے پہلے باب کی اخیر حدیث میں یہ گذر چکا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دائم الفکر اور پے درپے غموم میں مبتلا رہتے تھے یہ بظاہر اسکے منافی ہے اس لئے

---

۱ ضحک بکسر فسکون وان جاز فیہ اللغات الاربع وہی فتحا ولہ وکسرہ مع سکون ثانیہ وکسرا ولہ وثانیہ وفتحا ولہ وکسر ثانیہ وہو خاصۃ للانسان ۱۲

۲ حموشۃ بضم المحاء المہملۃ ای دقۃ ود قتہا مما یتمدح بہ وقیل اکثر اہل القیافۃ من ذکر محاسن ذلک والقول بضم اولہ المعجم مخالف للاصول ومعارض للغۃ قالہ القاری وغیرہ ۱۲

۳ جزء بفتح الجیم وسکون الزای بعدھا ھمزۃ ۱۲

ابن الخالد الخلال[1] ثنا یحیی بن اسحاق السیلحانی[2] حدثنا لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن عبد اللہ بن الحارث قال ماکان ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تبسما قال ابو عیسی[3] ھذا حدیث غریب من حدیث لیث بن سعد حدثنا ابو عمار (ای فی غالب الاوقات ۱۲) الحسین بن حریث انبانا وکیع ثنا الاعمش عن المعرور بن سوید عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم اول رجل[4] یدخل الجنۃ واخر رجل یخرج من النار (یعنی عصاۃ المومنین ۱۲) یؤتی بالرجل[5] یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وتخبأ عنہ کبارھا (ای تخبا پنہاں کردن ۱۲) فیقال لہ عملت یوم کذا وکذا کذا وکذا وھو مقر لا ینکر وھو مشفق من کبارھا فیقال اعطوہ مکان کل سیئۃ عملھا حسنۃ فیقول ان لی ذنوبا ما اراھا ھھنا قال ابو ذر

اس حدیث کی دو توجیہیں کیگئیں، ایک تو یہ کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا تبسم آپ کے ہنسنے سے زیادہ ہوتا تھا، ایسا کوئی اور شخص نہیں دیکھا جس کا تبسم اُس کے ہنسنے سے زیادہ ہو، دوسری توجیہ یہ کیجاتی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود طبعی غموم کے صحابہؓ کی دلداری اور انبساط کے خیال سے خنداں پیشانی اور تبسم فرماتے ہوئے پیش آتے تھے اور یہ کمال درجہ اخلاق وتواضع ہے۔“

نمبر ۳ عبد اللہ بن حارث ہی کی یہ بھی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا تبسم سے زیادہ نہیں ہوتا تھا۔“

نمبر ۴ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس شخص کو خوب جانتا ہوں جو سب سے اول جنت میں داخل ہوگا، اور اُس سے بھی واقف ہوں جو سب سے آخر جہنم سے نکالا جائیگا، قیامت کے دن ایک آدمی دربار الٰہی میں حاضر کیا جائیگا اُسکے لئے یہ حکم ہوگا کہ اسکے چھوٹے چھوٹے گناہ اسپر پیش کئے جاویں اور بڑے بڑے گناہ مخفی رکھے جائیں جب اُس پر چھوٹے چھوٹے گناہ پیش کئے جائیں گے کہ تو نے فلاں دن فلاں گناہ کئے ہیں تو وہ اقرار کریگا اسلئے کہ انکار کی گنجائش نہیں ہوگی اور اپنے دل میں نہایت خوف زدہ ہوگا کہ ابھی تو صغائر ہی کا نمبر ہے کبائر پر دیکھیں کیا گذرے کہ اس دوران میں یہ حکم ہوگا کہ اس شخص کو ہر ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی دیجائے تو وہ شخص یہ حکم سنتے ہی خود بولیگا کہ میرے تو ابھی بہت سے گناہ باقی ہیں جو یہاں نظر

[1] الخلال بفتح خاء معجمۃ فتشدید لام یحتمل ان یکون بائع الخل او صانعہ۔ ۱۲ [2] السیلحانی بفتح السین المہملۃ وسکون الیاء التحتانیۃ وفتح اللام وفتح الحاء بعدھا الف نسبۃ لسیلحون قریۃ بقرب بغداد ۱۲

[3] قال ابو عیسی الخ قال المغنون بحل الشمائل غرابتہ ناشئۃ من تفرد اللیث وھو مجمع علی امامتہ وجلالتہ فھی غرابۃ فی السند لا تنافی صحۃ الحدیث ۱۲

[4] اول رجل قال القاری وفی بعض النسخ المصححۃ المکتوب علیہ صوابہ آخر رجل اھ ففی روایۃ الترمذی ھھنا وھم والصواب آخر رجل فانہ ھکذا رواہ مسلم وغیرہ من حدیث ابی ذر قالہ القاری قلت والحدیث اخرجہ الخطیب فی المشکوۃ بروایۃ مسلم ولفظہ انی لاعلم آخر اھل الجنۃ دخولا الجنۃ وآخر اھل النار خروجا منھا الحدیث ۱۲

[5] یؤتی بالرجل قال القاری بیان للرجل الاول فیختص بالمذنبین اذ اول داخل علی الاطلاق ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحتمل ان یکون بیانا للرجل الثانی لکن الاوجہ ان آخر رجل یخرج من النار ھو الذی ذکر فی حدیث ابن مسعود الاتی وھذا استیناف وبیان لحال رجل ثالث غیر المذکورین اھ قال البیجوری فی تائیدہ وفی بعض الروایات بوم والاستیناف فحینئذ لا وھم فی روایۃ الترمذی ھذہ ایضا۔ ۱۲

فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه حدثنا احمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن بيان عن قيس بن ابي حازم عن جرير بن عبد الله قال ما حجبني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ اسلمت ولا رأني الا ضحك حدثنا احمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن اسمعيل بن ابي خالد عن قيس عن جرير قال ما حجبني رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ اسلمت ولا راني الا تبسم حدثنا هناد بن السري ثنا ابو معاوية عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة السلماني عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لاعرف اخر اهل النار خروجا رجل يخرج منها زحفا فيقال له انطلق فادخل الجنة قال فيذهب ليدخل الجنة فيجد الناس قد اخذوا المنازل

نہیں آتے، ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا مقولہ نقل فرما کر ہنسے یہانتک کہ آپ کے دانت ظاہر ہوگئے، ہنسی اس بات پر تھی کہ جن گناہوں کے اظہار سے ڈر رہا تھا اُنکے اظہار کا خود طالب بنگیا۔

نمبر ۵ و ۶ جریر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مسلمان ہونے کے بعد سے کسی وقت حاضری سے نہیں روکا اور جب مجھ دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ تبسم فرماتے تھے

ف یہ دوسری روایت اسی لئے ذکر کیگئی تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلی حدیث میں ہنسنے سے تبسم فرمانا مراد ہے۔

نمبر ۷ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے اخیر آگ سے نکلیگا وہ ایک ایسا آدمی ہوگا کہ زمین پر گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلیگا، اُسکو حکم ہوگا کہ جا جنت میں داخل ہو جا وہ وہاں جا کر دیکھیگا کہ لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے سب جگہیں پر ہو چکی ہیں، لوٹ کر بارگاہ الٰہی میں اسکی اطلاع کریگا، وہاں سے ارشاد ہوگا کیا دنیوی منازل کی حالت ذہن میں لے رہے ہو (کہ جگہ پر ہو جاوے تو آنے والونکی گنجائش نہ ہو اور پہلے جانیوالے جتنی جگہ پر چاہیں قبضہ کر لیں اور بعد میں آنیوالونکے لئے جگہ نہ رہے، اس عبارت کا ترجمہ اکابر علما نے یہی تحریر فرمایا مگر بندۂ ناچیز کے نزدیک اگر اس کا مطلب یہ کہا جاوے تو زیادہ اچھا معلوم ہے کہ کیا دنیا کی وسعت اور

ؒ منذ اسلمت وكان اسلامه في السنة التي توفي فيها عليه الصلوة والسلام قبل وفاته باربعين يوما وجرير هذا هو الذي قال فيه عمر بن الخطاب انه يوسف هذه الامة ۱۲
ؒ اسمعيل هذا هو الاختلاف بين السندين فزائدة يروي عن بيان في السند المتقدم وعن اسمعيل في هذا السند ۱۲
ؒ عبيدة بفتح مهملة وكسر موحدة السلماني بفتح السين وسكون اللام وبفتح منسوب الى بني سلمان قبيلة من مراد ۱۲
ؒ رجل قيل اسمه جهينة او مراد الجهني قاله الشراح ۱۲

فیرجع فیقول یارب قد اخذ الناس المنازل فیقال لہ اتذکر الزمان الذی کنت فیہ فیقول نعم قال فیقال لہ تمن قال فیتمنی فیقال لہ فان لک الذی تمنیت وعشرۃ اضعاف الدنیا قال فیقول اتسخر بی وانت الملک قال فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ حدثنا قتیبۃ بن سعید انبانا ابو الاحوص عن ابی اسحاق عن علی بن ربیعۃ قال شھدت علیا رضی اللہ عنہ اتی بدابۃ لیرکبھا فلما وضع رجلہ فی الرکاب قال بسم اللہ فلما استوی علی ظھرھا قال الحمد للہ ثم قال سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون ثم قال الحمد للہ ثلثا واللہ اکبر ثلثا سبحانک انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر

بالنون والموحدۃ تسخر بی سخریۃ ۱۲ — ای قادرین ای ضابطین ۱۲ — ای المرکوب ۱۲ — ای تسخیرہ ۱۲ — شکرا للتسخیر ۱۲ — تعجبا للتسخیر ۱۲

فراخی یاد ہے وہ عرض کریگا کہ رب العزت خوب یاد ہے) اسپر ارشاد ہوگا کہ کچھ تمنائیں کرو جس نوع سے دل چاہے وہ تمنائیں کرے گا وہاں سے ارشاد ہوگا کہ اچھا تمہارے لئے تمہاری تمنا اور خواہشات ہیں اور دنیا کا دس گنا زائد وہ عرض کریگا کہ اے اللہ آپ بادشاہوں کے بادشاہ ہوکر مجھ سے تمسخر فرماتے ہیں کہ وہاں ذرا سی بھی گنجائش نہیں اور آپ تمام دنیا سے دس گنا زائد مجھے عطا فرماتے ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب اُس شخص کا یہ مقولہ نقل فرمارہے تھے تو آپ پر ہنسی آگئی حتی کہ آپ کے دنداں مبارک بھی ظاہر ہوگئے۔"

نمبر ۸ ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس (اُن کے زمانہ خلافت میں) ایک مرتبہ (گھوڑہ وغیرہ) کچھ سواری لائی گئی آپ نے رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ کہا اور جب سوار ہو چکے تو الحمد اللہ کہا پھر یہ دعا پڑھی، سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر فرمادیا، ورنہ ہم اسکے مطیع بنانے کی طاقت نہیں تھی اور واقعی ہم سب لوگ اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں (علما کہتے ہیں کہ سواری چونکہ اسباب ہلاکت سے ہے اس لئے سواری کے تسخیر پر حق تعالیٰ شانہ کے شکر یہ کی ساتھ اپنے موت کے ذکر کو بھی متصل فرمادیا) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے الحمد للہ تین مرتبہ کہا پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا پھر سبحانک

الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت له من ای شئ ضحكت یا امیر المؤمنین قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صنع کما صنعت ثم ضحك فقلت من ای شئ ضحکت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ربك لیعجب من عبدہ اذا قال رب اغفرلی ذنوبی یعلم انہ لا یغفر الذنوب احد غیری حدثنا محمد بن بشار انبانا محمد بن عبد اللہ الانصاری ثنا ابن عون عن محمد بن محمد بن الاسود عن عامر بن سعد قال قال سعد لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحك یوم الخندق حتی بدت نواجذہ قال قلت کیف کان ضحکہ قال کان رجل معہ ترس وکان سعد رامیا وکان یقول کذا وکذا بالترس یغطی جبہتہ فنزع

انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور میں تیری نعمتوں کا شکریہ کرنے میں اور اوامر کی اطاعت کرنے میں اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے پس یا اللہ آپ میری مغفرت فرمائیں، کیونکہ مغفرت تو آپ کے سوا اور کوئی کر ہی نہیں سکتا، اس دعا کے بعد حضرت علیؓ ہنسے ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قولاً و فعلاً یہی امور کئے تھے جو میں نے کئے، اور اُسکے بعد حضورؐ نے بھی تبسم فرمایا تھا میں نے بھی حضورؐ سے تبسم کی وجہ پوچھی تھی جیسا کہ تم نے مجھ سے پوچھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ جل شانہ بندہ کے اس کہنے پر کہ میرے گناہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کر سکتا خوش ہو کر فرماتے ہیں کہ میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی شخص گناہ معاف نہیں کر سکتا، (اللھم اغفرلی ولوالدی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اللھم لا احصی ثناءً علیك لك الکبریاء والعظمۃ)

نمبر ۹ عامر بن سعد کہتے ہیں کہ میرے والد سعدؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق کے دن ہنسے حتیٰ کہ آپ کے دنداں مبارک ظاہر ہو گئے، عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس بات پر ہنسے تھے انھوں نے کہا کہ ایک کافر ڈھال لئے ہوئے تھا اور سعد گو بڑے تیر انداز تھے لیکن وہ اپنی ڈھال کو ادھر اُدھر کر لیتا تھا جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا بچاؤ کر رہا تھا، سعد نے ایک مرتبہ تیر نکالکر جسوقت اُسنے ڈھال

ف تضحك،

ف تضحك

ف غیرہ

ف بنی

ا یعلم حال من ضمیر قال ای قال ذلك حال کونہ یعلم وھذا علی نسخۃ غیرہ بالغائب واما علی نسخۃ غیری بالیاء المتکلم فیجعل مقولا لقول محذوف ای قائلا ذلك فیجعل حالا من فاعل یعجب ای یعجب الرب عز وجل قائلا یعلم انہ لا یغفر الذنوب غیری ۱۲

۲ الخندق قال المناوی معرب کندہ والدال والقاف لا تجتمع فی کلمۃ عربیۃ وقال القاری لجعفر حفیر حول اسوار المدینۃ معرب کندۃ علی ما فی القاموس ۱۲

۳ کذا وکذا اشار بالرأس یمینا وشمالا ۱۲

له سعد بسهم فلما رفع رأسه رماه فلم يخطئ هذه منه يعني جبهته وانقلب و شال برجله فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه قال قلت من اي شيء ضحك قال من فعله بالرجل

باب ما جاء في صفة مزاح رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمود بن غيلان انبأنا ابو اسامة عن شريك عن عاصم الاحول عن انس بن مالك قال ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له يا ذا الاذنين قال محمود

سے سر اٹھایا فوراً ایسا لگا کہ پیشانی سے چوکا نہیں اور فوراً گر گیا اور ٹانگ بھی اوپر کو اٹھ گئی پس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قصہ پر ہنسے میں نے پوچھا کہ اسمیں کونسی بات پر انھوں نے فرمایا کہ سعد کے اس فعل پر۔ ف چونکہ اس قصہ میں اسکا شبہ ہوگیا تھا کہ اُس کے پاؤں اٹھنے اور ستر کھلجانے پر تبسم فرمایا ہو اس لئے مکرر دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی، انھوں نے فرمادیا کہ یہ نہیں بلکہ میرے نشانے اور اُسکے باوجود اتنی احتیاط کے تیر لگجانے پر۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح اور دل لگی کے بیانمیں

ف، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح ثابت ہے اور ممانعت بھی وارد ہوئی ہے چنانچہ ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے امام نووی نے دونوں میں اسطرح تطبیق فرمائی ہے کہ کثرۃ مزاح جو باعث قساوت قلب کا ہوجاوے یا اللہ جل شانہ کے ذکر و فکر سے روکدے یا ایذاء مسلم کا سبب بنجاوے یا وقار و ہیبۃ گرادے یہ سب ممانعت میں داخل ہے اور جو ان سب سے خالی ہو محض دوسرے کی طیب خاطر اور انبساط کا سبب ہو وہ مستحب، چنانچہ عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوش طبعی کرنیوالا کسیکو نہیں دیکھا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی بجائے گرانی کے مایۂ فخر و ناز تھی۔

گر طمع خواہد زمن سلطان دیں ✣ خاک بر فرق قناعت بعد ازیں

نمبر ا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک مرتبہ

حاشیہ: له المزاح بضم الميم على انه اسم وبكسرها على ان مصدر مازحه ومعناه الانبساط مع الغير من غير ايذاء وبه فارق الهزؤ والسخرية ۱۲ ؎ قال محمود نقل المصنف عن شيخه ان قوله عليه السلام هذا كان محمود على المزاح فهذا بمنزلة تفسير الحديث عن شيخه ۱۲

قال ابو اسامۃ یعنی یمازحہ حدثنا ھناد بن السری ثنا وکیع عن شعبۃ عن ابی التیاح[۱] عن انس بن مالک قال ان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیخالطنا حتی[۲] یقول لاخ لی صغیر یا ابا عمیر ما فعل النغیر قال ابو عیسے وفقہ ھذا الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یمازح وفیہ انہ کنی غلاما صغیرا فقال لہ یا ابا عمیر وفیہ انہ لا باس[۳] ان یعطی الصبی الطیر لیلعب بہ وانما قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عمیر ما فعل النغیر لانہ کان لہ نغیر فیلعب بہ فمات فحزن الغلام علیہ فمازحہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ابا عمیر ما فعل النغیر حدثنا عباس بن محمد الدوری قال انا علی بن الحسن[۴] بن شقیق انا عبد اللہ بن المبارک عن اسامۃ بن زید

مزاحاً یاذا الاُذنین فرمایا (او دو کانوں والے) ۔ "

نمبر ۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہماری ساتھ میل جول مزاح فرماتے تھے چنانچہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا حضور اُس سے فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔ او ابو عمیر کیا ہوا نغیر۔ف نغیر ایک جانور ہے جسکا ترجمہ علماء لال سے کرتے ہیں صاحب حیوۃ الحیوان نے بلبل لکھا ہے، امام ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث کا اصل یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس بچہ کو کنیت سے تعبیر فرمایا اُس نے ایک جانور پال رکھا تھا وہ مرگیا تھا جسکی وجہ سے یہ رنجیدہ بیٹھا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو چھیڑنے کے لئے پوچھا کہ وہ نغیر کیا، واعالانکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ مرگیا، یہ حدیث ایک مسئلہ مختلف فیہا میں حنفیہ کی تائید بھی ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ حرم مدینہ کا شکار شافعیہ کے نزدیک حرم مکہ کے شکار کے حکم میں ہے اور حنفیہ کے نزدیک دونوں میں فرق ہے حرم مکہ میں شکار جائز نہیں بخلاف حرم مدینہ کے کہ وہاں جائز ہے چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسپر انکار نہ فرمانا منجملہ دلائل کے ایک دلیل ہے اور تفصیل کتب فقہ وحدیث میں موجود ہے، اس میں اختلاف ہے کہ ابو عمیر ان کی پہلے ہی سے کنیت تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابتداءً کنیت سے تعبیر فرمایا بعض علماء نے اس حدیث میں سو سے زائد مسائل اور فوائد بتلائے ہیں "۔

---

[۱] ابی التیاح بفتح المثناۃ الفوقانیۃ وتشدید الیاء وبالحاء المھملۃ اسمہ یزید ابن حمید "۱۲

[۲] حتی قال النووی غایۃ لقولہ یخالطنا ای انتھی مخالطتہ باھلنا کلھا حتی الصبی "۱۲ قاری

[۳] لا باس الخ قال القاری محلہ اذا علم انہ لا یعذبہ قالوا وفیہ جواز استمالۃ الصغیر وادخال السرور علیہ والتقیید بالصغیر یفید ان الکبیر ممنوع من اللعب بالطیر لما ورد من اتبع الصید فقد غفل "۱۲

[۴] علی بن الحسن کذا صوبہ المناوی والقاری قال وفی نسخۃ ضعیفۃ الحسین بالتصغیر قال میرک وھو غلط قلت ولیس فی الرواۃ احد اسمہ علی بن الحسین ابن شقیق "۱۲

عن سعید المقبری عن ابی هریرة[۳] قال قالوا یارسول الله صلی الله علیه وسلم انك تداعبنا قال انی لا اقول الا حقا قال[۱] عبدالله یعنی تداعبنا حدثنا قتیبة بن سعید ثنا خالد بن عبدالله عن حمید عن انس[۴] بن مالك ان رجلا استحمل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی حاملك علی ولد ناقة فقال یارسول الله ما اصنع بولد الناقة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم وهل تلد الابل الا النوق[۲] حدثنا اسحاق بن منصور ثنا عبدالرزاق ثنا معمر عن ثابت عن انس[۵] بن مالك ان رجلا من اهل البادیة کان اسمه زاهرا وکان یهدی الی النبی صلی الله علیه وسلم هدیة من البادیة فیجهزه النبی صلی الله علیه وسلم اذا اراد ان یخرج فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان زاهرا بادیتنا[۳] ونحن حاضروه وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم

نمبر ۳ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے مذاق بھی فرمالیتے ہیں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ہاں ہاں، مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا **ف** صحابہؓ کے سوال کا منشا یہ تھا کہ حضورؐ نے منع بھی فرمارکھا ہے اور بڑائی کی شان کے خلاف بھی ہے، کہ وقار کو گراتا ہے حضورؐ نے فرمادیا کہ میری خوش طبعی اس میں داخل نہیں، چنانچہ شروع باب میں اسکی کچھ تفصیل گذر چکی۔

نمبر ۴ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سواری کی درخواست کی حضورؐ نے فرمایا ایک اونٹنی کا بچہ تم کو دیں گے، سائل نے عرض کیا کہ حضورؐ میں بچہ کو کیا کرونگا حضورؐ نے فرمایا کہ ہر اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے **ف** سائل کا گمان یہ ہوا کہ وہ چھوٹا ناقابل سواری کے ہوگا، اس حدیث میں علاوہ مزاح کے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آدمی کو گفتگو میں دوسرے کی بات کمال غور و فکر سے سننی اور سمجھنی چاہیے۔

نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے جنکا نام زاہر بن حرام تھا جنگل کے ہدایا سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ جب مدینہ منورہ سے جانیکا ارادہ کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہری سامان خورونوش کا

[۱] تداعبنا من رجم من کلام المصنف او احد مشایخه وکرره لیفسره ۱۲

[۲] النوق بضم النون جمع الناقة وهی انثی الابل وحاصله ان جمیع الابل ولد الناقة صغیرا کان او کبیرا ۱۲

[۳] بادیتنا ای نستفید منه ما یستفید الرجل من بادیته من انواع النبات فصار کانه بادیة وقیل من اطلاق اسم المحل علی الحال وعلی حذف المضاف ای ساکن بادیتنا کما حقق فی واسئل القریة وقیل تاءه للمبالغة ویؤیده ما فی بعض النسخ بادینا والبادی هو المقیم بالبادیة ۱۲

یحبه وكان رجلا دميما فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم يوما وهو يبيع متاعه واحتضنه[1] من خلفه ولا يبصره فقال من هذا ارسلني فالتفت فعرف النبي صلى الله عليه وسلم فجعل لا يالو ما الصق[2] ظهره بصدر النبي صلى الله عليه وسلم حين عرفه فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقول من يشتري هذا العبد فقال الرجل يا رسول الله اذاً والله تجدني كاسدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن عند الله لست بكاسد او قال انت عند الله غال حدثنا عبد بن حميد حدثنا مصعب بن المقدام حدثنا المبارك بن فضالة عن الحسن قال اتت عجوز[3] النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال يا ام فلان[4] ان الجنة لا تدخلها عجوز قال فولت تبكي فقال اخبروها انها لا تدخلها وهي عجوز ان الله تعالى يقول اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا

اُسکو عطا فرماتے تھے، ایکمرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل گماشتہ ہے اور ہم اُسکے شہری ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو دوست رکھتے تھے، زاہر کچھ بدشکل تھے ایکمرتبہ وہ اپنا کوئی سامان فروخت کررہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے اُنکی کولی ایسی طرح بھری کہ وہ حضورؐ کو نہ دیکھ سکیں انھوں نے کہا ارے کون ہے چھوڑ دے مجھے چھوڑ دو، لیکن جب کن انکھیوں وغیرہ سے دیکھکر حضورؐ کو پہچان لیا۔ تو اپنی کمر کو اور اہتمام سے پیچھے کو کرکے حضورؐ کے سینہ مبارک سے ملنے لگے (کہ جتنی دیر بھی تلبس رہے ہزار نعمتوں سے بڑھکر ہے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس غلام کو خریدے، زاہر نے عرض کیا کہ حضورؐ اگر آپ مجھے فروخت فرماوینگے تو کھوٹا اور کم قیمت پاویں گے، حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نزدیک تو تم کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو،،

نمبر ۶ حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ جل شانہ مجھے جنت میں داخل فرماویں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں بوڑھیں داخل نہیں ہونگی وہ عورت روتی ہوئی لوٹنے لگی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اُس سے کہدو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہونگی۔ بلکہ حق تعالیٰ جل شانہ سب اہل جنت عورتوں کو کنواریاں پیدا فرماوینگے

ف دميما

ف تجدونی

[1] احتضنه عطف على اتاه وفي المشكوة بالفاء كما في بعض النسخ ههنا وهو الانسب اى ادخله في حضنه قاله القاري ۱۲

[2] ما الصق لفظ ما مصدرية اى لا يقصر في لزق ظهره بصدر مصدر الفيوض تبركا وتلذذا ۱۲

[3] عجوز اى امرأة كبيرة السن ولا تقل عجوزة اذ هي لغة رديئة على ما في القاموس قيل اسمها صفية بنت عبد المطلب ام الزبير ابن العوام وعمة النبي صلى الله عليه وسلم قاله الشيخ ۱۲

[4] فلان كان الراوي نسي الاسم الذي جرى على لسانه صلى الله عليه وسلم فاقام لفظ فلان مقامه قاله القاري ثم ولعله قال يا ام الزبير لان صفية هذه ام ... كما تقدم ۱۲

باب ما جاء فی صفة کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الشعر

حدثنا علی بن حجر ثنا شریك عن المقدام بن شریح عن ابیه عن عائشة قالت قیل لها هل کان النبی صلی الله علیه وسلم یتمثل بشیء من الشعر قالت کان یتمثل بشعر ابن رواحة ویتمثل ویقول ویاتیك بالاخبار من لم تزود حدثنا

اور حق تعالیٰ شانہ کے اس قول انا انشاناهن انشاءً فجعلناهن ابکاراً الآیۃ میں اس کا بیان ہے"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات در باب اشعار

ف یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جن اشعار کا پڑھنا یا سننا روایات میں آیا ہے اُن لوگوں کا ذکر شعر اُس کلام کو کہتے ہیں جو قصداً مقفی و موزوں بنایا گیا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا قطعی ہے کلام اللہ شریف میں صاف طور سے مذکور ہے، پھر حضورؐ کے کلام میں کہیں کہیں کلام موزوں پایا جاتا ہے وہ بلا قصد پر محمول ہے بندۂ ناچیز کے نزدیک درحقیقت یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر نہ ہونا عجز کی وجہ سے نہیں اسلئے کہ جس شخص کے کلام میں بلا ارادہ موزونیت آجاتی ہو وہ اگر قصداً موزوں بنادے تو کسقدر بے تکلف بنا سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ جل شانہ نے آپکی شان کو کہیں اعلیٰ تر بنایا تھا اسلئے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی اشعار کے بارہ میں روایات مختلف ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ حسن ہے، اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ ممنوع اور بُرا ہے لیکن قول فیصل بھی ایک حدیث میں خود ہی وارد ہو گیا ہے کہ نفس شعر میں کچھ حسن و قبح نہیں، مضمون صحیح اور مفید ہے تو شعر حسن ہے، اور مضمون جھوٹ یا غیر مفید ہے تو اُسی درجہ کا حکم شعر کا بھی ہے، لیکن حسن ہونے کی صورت میں بھی غلو ممنوع ہے۔ اس باب میں مصنف نے نو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔"

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعر بھی پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ ہاں تمثیلاً کبھی عبداللہ بن رواحہ کا کوئی شعر بھی پڑھ لیتے تھے (اور کبھی کبھی کسی اور شاعر کا بھی) چنانچہ کبھی طرفہ کا یہ مصرعہ بھی پڑھ دیا کرتے تھے، ویاتیك بالاخبار من لم تزود یعنی تیرے پاس خبریں کبھی وہ شخص بھی لے آتا ہے جسکو تو نے کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا"

ف۱ الشعر هو کلام موزون مقفی قصداً فخرج بهذا القید ما صدر منه صلی الله علیه وسلم من الکلام الموزون اما ما وقع فی الکتاب المکنون فلا شك انه مقرون بالارادة والمشیة التی هی معنی القصد لانه لا یقع فی الکون شیء دون المشیة ولعل الجواب انه لیس مقصوداً بالذات وانه وقع تبعاً کما حقق فی بحث الخیر والشر قاله القاری ۱۲"

ف۲ قالت ای عائشة وفی نسخة قال فالضمیر لشریح ۱۲"

ف۳ یتمثل ای انشد شعرا وتمثل به ضرب مثلا ۱۲"

ف۴ ویتمثل ای بشعر غیره ایضا ویقول ای متمثلا بقول طرفة وفی نسخة ویتمثل بقوله ای بقول الشاعر وهو طرفة فالضمیر معاد علی غیر مذکور لشهرة قائله بینهم وهو من قصیدة طرفة المعلقة وصدر البیت ستبدی لك الایام ما کنت جاهلا ۱۲

محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی قال ثنا سفین عن عبد الملک بن عمیر
ثنا ابو سلمۃ عن[۲] ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اصدق کلمۃ
قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل[۱]، وکاد امیۃ[۲] بن ابی الصلت
ان یسلم۔ حدثنا محمد بن المثنی قال نبانا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن الاسود
ابن قیس عن جندب[۳] بن سفیان[۳] البجلی قال اصاب[۴] حجر اصبع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فدمیت فقال ہل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت

نمبر ۲ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ سچا کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہو وہ لبید بن ربیعۃ کا یہ کلمہ ہے۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل، آگاہ ہو جاؤ اللہ جل شانہ کے سوا دنیا کی ہر چیز فانی ہے، اور امیۃ بن ابی الصلت قریب تھا کہ اسلام لا آوے۔ **ف** لبید ایک مشہور شاعر تھے لیکن مسلمان ہونیکے بعد سے شعر کہنا چھوڑ دیا تھا یہ کہتے تھے کہ مجھے حق تعالیٰ جل شانہ نے اشعار کا نعم البدل عطا فرما دیا، یہ مکرم صحابہ میں ہیں ایک سو چالیس یا اس سے کچھ زیادہ عمر ہوئی ہے، اسکا دوسرا مصرعہ یہ ہے، وکل نعیم لا محالۃ زائل، جسکا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی وقت میں زائل ہونیوالی ہے، امیۃ بن ابی الصلت بھی ایک مشہور شاعر تھا جو اپنے اشعار میں حقائق باندھتا تھا، قیامت کا قائل تھا لیکن توفیق ایزدی شامل حال نہ ہوئی اسلئے مسلمان نہیں ہوسکا، آٹھویں حدیث کے ذیل میں اسکی کسیقدر تفصیل بھی آرہی ہے۔

نمبر ۳ جندب بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک پتھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں لگ گیا تھا جسکی وجہ سے وہ خون آلودہ ہوگئی تھی تو حضور نے یہ شعر پڑھا جسکا حاصل ترجمہ یہ ہے، تو ایک انگلی ہے جسکو اس کے سوا کوئی مضرت نہیں پہنچی کہ خون آلودہ ہوگئی اور یہ بھی رائیگاں نہیں بلکہ اللہ جل شانہ کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جسکا ثواب ہوگا، **ف** اس حدیث میں بھی وہ اشکال کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کیسے فرمایا اسکا مختصر جواب گذر بھی چکا ہے اس خاص جگہ پر یہ بھی ایک جواب دیا جاتا ہے کہ یہ رجز کہلاتا ہے، شعر نہیں، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ [illegible] وہ [illegible] ناموزوں نہیں ہوتا

---

[۱] باطل المراد بہ الفانی وانما کان کلامہ اصدق لانہ وافق اصدق الکلام وہو قولہ تعالیٰ کل شیٔ ہالک الا وجہہ وتمام البیت وکل نعیم لا محالۃ زائل والمراد بالنعیم نعیم الدنیا لقولہ بعد ذلک۔ ۹ نعیمک فی الدنیا غرور وحسرۃ وانت قریبا عن مقیلک راحل

[۲] امیۃ بالتصغیر ابن ابی الصلت بفتح فسکون ای ابن ربیعۃ الثقفی کان ینطق بالحقائق وقد کان متعبدا فی الجاہلیۃ ویتدین ویؤمن بالبعث لکنہ ادرک الاسلام ولم یسلم قالہ القاری ۱۲

[۳] سفیان ہو جد جندب بضم جیم ودال ویفتح ابن عبد اللہ فہو منسوب الی جدہ والبجلی بفتحتین نسبۃ الی بجیلۃ ۱۲

[۴] اصاب اختلفوا فی انہ کان فی بعض غزواتہ کما ہو المشہور او کان قبل الہجرۃ وقیل کان یمشی الی الصلوۃ وقیل کان فی الغار ۱۲

حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان[1] بن عیینة عن الاسود بن قیس عن جندب ابن عبد اللہ البجلی نحوہ حدثنا محمد بن بشار حدثنا یحیی بن سعید ثنا سفیان الثوری ثنا ابو اسحاق عن البراء بن عازب قال قال له رجل افررتم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا عمارة[2] فقال لا واللہ ما ولی رسول اللہ[3] صلی اللہ علیہ وسلم ولکن ولی سرعان[4] الناس تلقتھم ھوازن بالنبل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بغلتہ وابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب آخذ بلجامھا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، حدثنا

لہذا یہ آیت وما علمناہ الشعر کے خلاف نہیں بعض نے کہا ہے کہ دمیت اور لقیت کی ت ساکنہ ہے مکسورہ نہیں اس صورت میں موزونیت سے بھی نکل گیا بندہ ناچیز کے نزدیک اگر اسکی توجیہ یہ کیجائے کہ یہ شعر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ منقول تھا کسی دوسرے شاعر کے کلام سے تو اس صورت میں کسی اور توجیہ کی ضرورت نہیں رہیگی چنانچہ واقدی نے اس شعر کو ولید بن ولید کا بتلایا ہے اور ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب محاسبۃ النفس میں ابن رواحہ کیطرف نسبت کیا ہے دو شاعروں سے کسی ایک شعر کا ورود ممنوع نہیں اسلئے ممکن ہے کہ دونوں نے یہ شعر کہا ہو، اس میں اختلاف ہے کہ یہ قصہ کب کا ہے جمہور علما کی رائے یہ ہے، کہ جنگ احد کا ہے اور بعض لوگ اسکو ہجرت سے قبل بتلاتے ہیں۔۔

ترجمہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا تم سب لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جنگ حنین میں بھاگ گئے تھے انھوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ فوج میں سے بعض جلد بازوں نے قبیلہ ہوازن کے سامنے کے تیروں کیوجہ سے منہ پھیر لیا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (جنکی ساتھ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہونا ظاہر ہے) خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان بن حارث اسکے لگام پکڑے ہوئے تھے حضور اسوقت یہ فرما رہے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب، میں بلاشک وشبہ نبی ہوں اور عبد المطلب کی اولاد (پوتا) ہوں، **ف** غزوہ حنین ۸ھ میں ہوا ہے قبائل عرب ایک زمانہ سے اپنے اسلام لانے میں فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر حضور نے اسپر قبضہ کر لیا تب تو سمجھو کہ آپ غالب ہیں اور بے چون وچرا اطاعت کرو، اور

[1] عن سفیان اعاد الحدیث بسند آخر لیدل علی ان جندب بن سفیان المذکور فی السند السابق ھو ابن عبد اللہ ھذا ۱۲

[2] ابا عمارة بضم العین المھملة وتخفیف المیم کنیة البراء ۱۲

[3] رسول اللہ سئل عن فرارھم فاجاب بعدم فرارہ علیہ السلام اما لانہ یلزم من ثبات الرسول عدم فرار اکابر الصحابة واما لان فرارھم توھم تولیة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لبعد ثباتہ منفردا ولم ینقل انہ انھزم فی موطن قط ومن ثم اجمعوا علی انہ لا یجوز الانھزام علیہ قط فمن زعم انہ انھزم وقصد التنقیص کفر وان لم یقصد ادب تادیبا عظیما عند الشافعی وقتل عند مالک قالہ المناوی ۱۲

[4] سرعان بفتح السین والراء ویسکن اوائلھم واطال الکلام فی ضبطہ المناوی ۱۲

اگر مکہ مکرمہ فتح نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ لوگ غالب نہیں ہو سکتے بالآخر جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو قبیلہ ہوازن وغیرہ نے بھی جو مواضع حنین وغیرہ کے رہنے والے تھے اپنی قسمت آزمائی کا فیصلہ چاہا، اور چند قبائل نے ملکر یکجائی لڑائی کے خیال سے حنین پر جو مکہ مکرمہ سے طائف و عرفات کی جانب میں تقریباً دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں مجتمع ہوئے حضور کو جب اس کا علم ہوا تو دس ہزار کا مجمع جس میں مہاجرین و انصار اور فتح مکہ کے نو مسلم شریک تھے ہمراہ لیکر چھ شوال ۸ھ کو حنین کی جانب روانہ ہوئے مسلمانوں کو حنین تک پہنچنے کیلئے ایک نہایت تنگ گھاٹی سے گذرنا پڑا تھا، دشمنوں نے اپنے لشکر کو اُن پہاڑوں میں چھپا رکھا تھا جیسے ہی مسلمان وہاں کو گذرے انھوں نے دفعۃً تیروں کا نشانہ بنایا، مسلمان اس بیخبری کے حملہ سے سخت گھبرائے اور پریشان ہو کر اِدہر اُدہر منتفرق ہو گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بجز چند اکابر صحابہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ وغیرہ وغیرہ چند حضرات کے کوئی بھی نہیں رہا تھا اس پریشانی کی حالت میں بعض ضعیف الاسلام لوگوں کا عقیدہ بھی متزلزل ہوا، اور بعض نے آوازہ اور فقرہ بھی کسنے شروع کئے حضور کا ہاشمی خون جوش پر تھا آپ نے اس خوفناک منظر میں اپنی سواری سے اتر کر پاپیادہ، انا النبی لا کذب کہتے ہوئے دشمنوں کی فوج کا رخ کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مہاجرین انصار اصحاب شجرہ کو علیحدہ علیحدہ ایک آواز دی کہ کہاں جا رہے ہو ادہر آؤ آواز کا سننا تھا کہ پریشان منتفر جماعت لبیک کہتی ہوئی ایسی جوش محبت میں لوٹی جیسے اونٹنی اپنے بچہ کی طرف، مسلمانوں کا لوٹنا تھا کہ طرفین میں ایک گھمسان لڑائی ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے کچھ مٹی کنکریں اٹھا کر شاہت الوجوہ کہتے ہوئے مقابل پر پھینکی تھوڑی دیر لڑائی کا یہ منظر رہا اس کے بعد لڑائی کا رخ ایسا پھرا کہ جس میدان مسلمان پریشان نظر آرہے تھے،، اب کافر بد حواس بھاگتے ہوئے نظر آنے لگے، اور اپنا مال و متاع اہل و عیال مسلمانوں کے لئے مال غنیمت بنا کر ایسے بھاگے کہ اُدہر کا رخ بھی نہ کیا،،

قصہ حسب ضرورت مختصر طور سے لکھا گیا جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں کسی اردو اسلامی تاریخ میں دیکھ لیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو بجائے باپ کے اپنے دادے عبد المطلب کیطرف اسلئے نسبت کیا کہ انھوں نے حضور کے غلبہ کی اطلاع کفار قریش کو دی تھی، اور یہ وقت گویا اسکی تصدیق کا تھا بعض نے یہ وجہ بتلائی کہ چونکہ آپکے والد کا انتقال زمانہ حمل ہی میں ہو گیا تھا، اسلئے آپ ابن عبد المطلب

اسحاق بن منصور ثنا عبد الرزاق ثنا جعفر بن سلیمان انبانا ثابت عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الخلیل عن خلیلہ فقال لہ عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حرم اللہ تعالی تقول شعرا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی اسرع فیھم من نضح النبل حدثنا علی بن

ای ارمی السھم ۱۲

ہی کے ساتھ مشہور تھے، نیز یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ عبد المطلب مشہور سردار تھے، اس لئے شہرت کی وجہ سے اُس طرف نسبت فرمائی ۔

نمبر ۵ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو عبد اللہ بن رواحہ (اپنی گردن میں تلوار ڈالے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے) آگے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے خلوا بنی الکفار الخ اے کافر زادو ہٹو آپ کا راستہ چھوڑو آج حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ آنے سے روکنے پر جیسا کہ تم گذشتہ سال کرچکے ہو ہم تم لوگوں کی ایسی خبر لیں گے کہ کھوپریوں کو تن سے جدا کردیں گے اور دوست کو دوست سے بھلا دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن رواحہ کو روکا کہ اللہ کے حرم میں اور حضور اقدس صلی اللہ وسلم کے سامنے شعر پڑھتے جا رہے ہو، حضور نے ارشاد فرمایا کہ عمر روکو مت یہ اشعار اُن پر اثر کرنے میں تیر برسانے سے زیادہ سخت ہیں۔ ف سنہ ۶ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ کا ارادہ فرمایا تھا لیکن کفار مکہ نے حضور کو موضع حدیبیہ میں روک دیا تھا اُس وقت جو شرائط فریقین میں ٹھہرے تھے اُس میں یہ بھی تھا کہ سال آئندہ آکر اپنا عمرہ پورا کرلیں اس معاہدہ کی بنا پر ذیقعدہ سنہ ۷ھ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا یہ عمرہ حنفیہ کے نزدیک پہلے عمرہ کی قضا ہے اور اس عمرہ کا نام عمرۃ القضاء ہونا بھی حنفیہ ہی کی تائید کرتا ہے بعض ائمہ شافعیہ کا اس میں خلاف ہے اسکی بحث شروح حدیث میں مفصل مذکور ہے اسی سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور بڑی عزت و شوکت

---

۱ القضاء ای قضاء عمرۃ الحدیبیۃ وھو صحیح لما قالہ علمائنا من ان المحصر یجب علیہ القضاء سواء کان حجہ فرضا او نفلا او کان احرامہ لعمرۃ قالہ القاری قلت یعنی ان تسمیۃ بعمرۃ القضاء مؤید لنا واولہ الشافعیۃ من ان المراد بہ القضیۃ بمعنی المقاضاۃ لا یساعدہ اللفظ ۱۲

۲ ابن رواحۃ ای عبد اللہ ابن رواحۃ وکان من اجل شعراء ثم علیہ السلام ۱۲

۳ تنزیلہ ای بناء علی کونہ صلی اللہ علیہ وسلم رسولا منزلا علیہ الوحی او بناء علی تنزیلکم ایاہ واعطاء العھد والامان وقیل الضمیر الی القرآن وان لم یکن لہ ذکر ۱۲

حجر انبانا شریک عن سماک بن حرب عن جابر بن سمرة قال جالست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من مائة مرة وکان اصحابه یتناشدون الشعر ویتذاکرون اشیاء من امر الجاهلیة وهو ساکت وربما تبسم معهم حدثنا علی بن حجر انبانا شریک عن عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمة عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اشعر کلمة تکلمت بها العرب کلمة لبید الا کل شیء ما خلا الله باطل حدثنا احمد بن منیع ثنا مروان بن معویة عن عبد الله بن عبد الرحمن الطائفی عن عمرو بن الشرید عن ابیه قال کنت ردف رسول الله صلی الله علیه وسلم فانشدته مائة قافیة من قول امیة بن ابی الصلت کلما انشدته بیتا قال لی النبی صلی الله علیه وسلم هیه حتی انشدته مائة یعنی بیتا فقال النبی صلی الله علیه وسلم ان کاد لیسلم

هیه کلمة للاستزادة من الحدیث المعهود وقال ابن السکیت هی الاستزادة من حدیث او عمل ۱۲

عمرہ سے فراغت فرما کر حسب قرارداد تین دن مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور پھر مدینہ منورہ کو واپسی ہوگئی۔

نمبر ۶ جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سو سے زیادہ مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کے قصے قصائص نقل فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انکو روکتے نہیں تھے خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی کبھی انکے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔

نمبر ۷ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ شاعران عرب کے کلام میں بہترین کلمہ لبید کا یہ مقولہ ہے، الا کل شیء ما خلا اللہ باطل، **ف** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اسی باب کے نمبر ۲ پر گذر چکی ہے۔

نمبر ۸ ابو الشرید کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور کی ساتھ سواری کا شریک تھا، اُس وقت میں نے حضور کو امیہ کے سو شعر سنائے، ہر شعر پر حضور ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ، اخیر میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ اُس کا اسلام لے آنا بہت ہی قریب تھا **ف** اس کی وجہ پہلے گذر چکی ہے کہ اُسکے اشعار میں توحید اعتراف قیامت وغیرہ امور حقہ ونصائح زیادہ ہوتے تھے یہی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کی تھی

آو جاهلیتهم — یتبسم

۱ عمرو بالواو علی الصواب وفی نسخة بدون الواو ولا یصح اذ لیس فی الرواة احد اسمه عمر ابن الشرید ۱۲

۲ قافیة المراد بها البیت اطلق الجزء واراد الکل مجازا ۱۲

۳ هیه بکسر الهاء واسکان الیاء وکسر الهاء الثانیة قالوا والهاء الاولی مبدلة من الهمزة واصله ایه للاستزادة من الحدیث المعهود ۱۲

حدثنا اسمعیل بن موسی الفزاری وعلی بن حجر والمعنی واحد قالا انبانا عبدالرحمن بن ابی الزناد عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان[1] بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس[2] ما ینافح او یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا اسمعیل بن موسی وعلی بن حجر قالا انبانا ابن ابی الزناد عن ابیہ عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ[3]

اور یہی وجہ اسکے قریب عن الاسلام ہونے کی تھی بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد اس شعر پر تھا[5]

لك الحمد والنعماء والفضل ربنا ✽ فلا شیء اعلی منك حمدا وامجد

اے اللہ تمہارے ہی لئے سب تعریفیں ہیں اور تمہارے ہی لئے ملک کی سب نعمتیں ہیں اور تمہارے ہی لئے سب فضیلتیں ہیں نہ تم سے زیادہ کوئی تعریف کے قابل ہے نہ بڑائی کے۔"

نمبر ۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھا یا کرتے تھے تا کہ اس پر کھڑے ہو کر حضور کی طرف سے مفاخرت کریں یعنی حضور کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا حضور کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں یہ شک راوی ہے، اور حضور یہ بھی فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ شانہ روح القدس سے حسان کی امداد فرماتے ہیں جب تک کہ وہ دین کی امداد کرتے ہیں **ف** جہاد ہر وقت اور ہر زمانہ میں مختلف انواع سے ہوتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جہاد سیفی تھا کہ تلوار سے باہم فیصلہ ہو جائے، دوسرا جہاد لسانی تھا کہ فریقین اشعار و قصائد پڑھے جاویں، وہاں نقل اشعار کا عام دستور تھا اور یہ اشعار اُن پر مؤثر بھی ہوتے تھے، چنانچہ اسی باب کی پانچویں حدیث میں یہ مضمون گذر چکا ہے مسلم شریف میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کا یہ ارشاد وارد ہے کہ جو قریش کے لئے تیر برسانے سے زیادہ نافع ہے مشکوۃ شریف میں استیعاب سے نقل کیا ہے کہ حضرت کعب نے

---

[1] لحسان ضبط منصرفا وغیر منصرف بناء علی انہ فعال او فعلان والثانی ہو الاظہر قالہ القاری وفی الحدیث دلیل علی جواز الانشاد فی المسجد للضرورۃ ۱۲

[2] روح القدس ای جبرئیل وقد جاء فی حدیث مصرحا وسمی بہ لانہ یاتی الانبیاء بما فیہ الحیوۃ الابدیۃ واضافتہ الی القدس وہو الطہارۃ لانہ خلق منہا والمراد بتاییدہ امدادہ بابلغ جواب وانہ یحفظہ عن الاعداء ۱۲

[3] مثلہ ای مثل الحدیث المتقدم والفرق بین الاسنادین ان فی الاول روایۃ عبدالرحمن عن ہشام عن عروۃ وہذا روایۃ عبدالرحمن عن ابیہ عن عروۃ بدل ہشام عن عروۃ والسند ان متصلان وذکرہما للتقویۃ قالہ القاری ۱۲

(Interlinear glosses in the Arabic text: ینافح ای یدافع ۱۲؛ یقول ح؛ قال سے؛ ای یلقی فی روعہ او یحفظ عن الاعداء ۱۲؛ ای ام ۱۲؛ عبدالرحمن ۱۲)

باب ما جاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی السمر

حدثنا الحسن بن صباح البزار[1] ثنا ابو النضر ثنا ابو عقیل الثقفی عبد اللہ ابن عقیل عن مجالد عن الشعبی عن مسروق عن عائشۃ قالت حدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ نساءہ حدیثا فقالت امرءۃ منھن کان الحدیث حدیث خرافۃ فقال تدرون[2] ما خرافۃ ان خرافۃ کان رجلا من عذرۃ[3] اسرتہ الجن فی الجاھلیۃ فمکث فیھم دھرا ثم ردوہ الی الانس فکان یحدث الناس بما رای فیھم من الاعاجیب فقال الناس حدیث خرافۃ حدیث ام زرع

[1] البزار بتشدید الزای آخرہ راء مھملۃ ۱۲
[2] اتدرون تذکیر الضمیر باعتبار کمال عقولھن ویحتمل انیکون ھناک بعض المحارم من الرجال وفی بعض النسخ اتدرین ۱۲
[3] عذرۃ بضم عین مھملۃ وسکون ذال معجمۃ قبیلۃ مشھورۃ من الیمن وھی قبل بعثۃ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ القاری ۱۲

حضورؐ سے اشعار کے بارہ میں استمزاج کیا تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے، اور زبان سے بھی، اسی قصہ کی ایک روایت میں ہے کہ واللہ یہ اشعار اُن پر ایسے جا کر لگتے ہیں جیسے تیر۔"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام رات کو قصہ گوئی میں

ف، یعنی حضورؐ نے جو قصہ کہانی نقل فرمائے ہیں اُن کا نمونہ، دو حدیثیں مصنف نے اسمیں ذکر فرمائی ہیں۔"

نمبر ۱، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو ایک قصہ سُنایا ایک عورت نے کہا یہ قصہ حیرت اور تعجب میں بالکل خرافہ کے قصوں جیسا ہی (عرب میں خرافہ کے قصے ضرب المثل تھے) حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ جانتی بھی ہو کہ خرافہ کا اصل قصہ کیا تھا خرافہ بنو عذرہ کا ایک شخص تھا جسکو جنات پکڑ کرلے گئے تھے ایک عرصہ تک اپنے پاس رکھا پھر لوگوں میں چھوڑ گئے، وہاں کے زمانہ قیام کے عجائبات وہ لوگوں سے نقل کرتا تھا تو وہ متحیر ہوتے تھے اُس کے بعد سے لوگ ہر حیرت انگیز قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے، **ف** ممکن ہے کہ اُس شخص کا نام کچھ اور ہو اُس کے قصوں کو لوگ جھوٹ اور منگھڑت سمجھتے تھے اس لئے وہ شخص خرافہ سے مشہور ہو گیا۔"

نمبر ۲، (حدیث ام زرع) یہ باب مذکور کی دوسری حدیث ہے لیکن چونکہ اس کا قصہ طویل ہے اور نیز مشہور ہے چنانچہ اس پر مستقل تصانیف بھی کی گئی ہیں اسلئے امام ترمذی نے بھی اسکو ذرا ممتاز کر دیا اس حدیث کے نام بھی مختلف ہیں مگر مشہور نام یہی ہے، چونکہ قصہ طویل ہے اسلئے ہر ہر عورت کا قصہ

حدثنا علی بن حجر قال نا عیسے بن یونس عن ہشام بن عروۃ عن اخیہ عبداللہ ابن عروۃ عن عروۃ عن عائشۃ رض قالت جلست احدی عشرۃ امرأۃ فتعاھدن وتعاقدن ان لا یکتمن من اخبار ازواجھن شیئا فقالت قالت الاولی (۱) زوجی لحم جمل غث[1] علی راس جبل وعر لا سھل فیرتقی ولا سمین فینتقی قالت الثانیۃ (۲) زوجی لا ابث[2] خبرہ انی اخاف ان لا اذرہ[3] ان اذکرہ اذکر عجرہ وبجرہ قالت الثالثۃ (۳) زوجی العشنق[4] ان انطق[5] اطلق فان اسکت اعلق

علیحدہ علیحدہ مع اُس کے فائدے کے بیان کیا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتیں یہ معاہدہ کرکے بیٹھیں کہ اپنے اپنے خاوند کا پورا پورا حال سچا بیان کردیں گی کچھ چھپائیں گی نہیں۔"

ف ۔ ان گیارہ عورتوں کے نام صحیح روایات سے ثابت نہیں اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آتا ہے یہ عورتیں یمنی یا حجازی تھیں انکے ناموں میں بہت اختلاف ہے اسلئے نام حذف کر دیئے۔"

ت ۔ (۱) ایک عورت اُن میں سے بولی کہ میرا خاوند ناکارہ دُبلے اونٹ کے گوشت کی طرح ہے (کہ زیادہ مرغوب نہیں ہوتا) اور بایں ہمہ سخت دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ پہاڑ کا راستہ سہل جسکی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا کہ اُس کی وجہ سے بدقت اٹھا کر اُس کے اتارنے کی کوشش کیجائے اور اُسکو اختیار کیا جائے ف مطلب یہ کہ وہ ایک بیکار ہستی ہے جس سے کسی کو جانی یا مالی نفع نہیں اور پھر اس کے باوجود متکبر اور بدخلق بھی ہے کہ اُس تک رسائی مشکل، نہ ملتے بن پڑے نہ چھوڑتے بن پڑے۔"

ت ۔ (۲) دوسری بولی کہ میں اپنے خاوند کی بات کہوں تو کیا کہوں اُس کے متعلق کچھ ذکر کرنا نہیں چاہتی) مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اُس کے عیوب شروع کردوں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو برا بھلا سب ذکر کردوں ف مقصود یہ ہے کہ میں اُس کے عیوب کو گنواؤں تو کہاں تک گنواؤں سراپا عیب ہے کسی میں دو چار عیب ہوں تو اُن کو گنوا بھی دے۔"

ت ۔ (۳) تیسری بولی کہ میرا خاوند لمڈھینگ ہے اگر میں کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق، اگر چپ رہوں

[1] غث مھزول وشدید الردی بالجر صفۃ جمل و بالرفع صفۃ لحم والوعر بفتح فسکون صفۃ لجبل بمعنی صعب فینتقی ای یختار للاکل وفی نسخۃ فینتقل، ۱۲

[2] لا ابث اشکل علیہ انہ نقض العھد ورد بانھن لم یکن مسلمات فایفاء العھد لم یکن واجبا علیہ وھذا کلہ لیس بشیٔ بل ھذا ھو بیان حالہ اشارت الیہ بادق وجہ واکملہ یعنی انی لشرۃ حالہ لا استطیع ان ابث خبرہ فھو بیان سوء خلقہ ۱۲

[3] اذرہ الضمیر المنصوب للخبر ای خبرہ طویل ان نقلتہ لم اتمہ وقیل للزوج وقیل ہو بعید وان مکسورۃ والجملۃ مستانفۃ والعجر جمع عجرۃ وھی نفخۃ فی عروق العنق حتی تریھا ناتئۃ من الجسد والبجر جمع بجرۃ ہو نتو السرۃ ثم استعملتا فی العیوب الظاھرۃ والباطنۃ قالہ القاری، ۱۲

[4] العشنق بمھملۃ فمعجمۃ مفتوحتین فنون مشددۃ مفتوحۃ فقاف الطول المستکرہ فان ارادت سوء الخلق فما بعدہ بیان لہ وان ارادت الطول فلانہ فی الغالب دلیل علی السفہ ۱۲ مناوی۔

[5] انطق ای اتکلم بعیوبہ او للتملق بہ قالہ القاری قلت او التکلم بحضرہ مطلقا، ۱۲

قالت الرابعة (۴) زوجي كليل تهامة[1] لا حرّ ولا قرّ ولا مخافة[2] ولا سامة

قالت الخامسة (۵) زوجي ان دخل فهد[3] وان خرج اسد ولا يسال عمّا

عهد[4] قالت السادسة (۶) زوجي ان اكل لف وان شرب اشتف[5] وان

(فی الاسناد بفتح الجیم) (اسمہا زہرۃ ۱۲)

تو ادھر میں لٹکی رہوں **ف** اس کے زیادہ لانبے ہونے کو یا تو اس لئے ذکر کیا کہ مشہور قول کے موافق یہ بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے اور اگلا کلام اُس کی بیوقوفی کا بیان ہے یا اس لئے ذکر کیا کہ بدصورتی بھی ہے منارہ کی طرح لانبا جو بلا مناسب مٹاپے کے بدنما ہوتا ہے اور بدخلق بھی ہے۔" ✣

ت (۴) چوتھی نے کہا میرا خاوند تہامہ کی رات کی طرح معتدل المزاج ہے، نہ گرم ہے نہ ٹھنڈا نہ کسی قسم کا خوف نہ ملال، **ف** یعنی معتدل مزاج ہے، نہ زیادہ چاپلوسی کرتا ہے نہ بیزار رہتا ہے، نہ اُس کے پاس رہنے سے خوف ہوتا ہے نہ طبیعت اُکتاتی ہے، اس عورت کا نام مہد و بنت ابی ہرومہ بتلایا جاتا ہے، تہامہ مکہ مکرمہ اور اُس کے گرد و نواح کو کہتے ہیں، وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے خواہ دن میں کتنی ہی گرمی ہو۔" ✣

ت (۵) پانچویں نے کہا کہ میرا خاوند جب گھر میں آتا ہے تو چیتہ بن جاتا ہے اور جب باہر جاتا ہے، تو شیر بنجاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اُسکی تحقیقات نہیں کرتا **ف** اس عورت کا نام کبشہ بتلایا جاتا ہے اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ اُس نے اپنے خاوند کی مذمت کی یا تعریف کی اسکے کلام سے دونوں نکل سکتی ہیں، لیکن ظاہر تعریف ہی معلوم ہوتی ہے بالجملہ اگر اُس کو مذمت قرار دیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں آکر چیتہ کیطرح سے سو بنجاتا ہے، نہ بات کا کہنا نہ کام سے غرض، باہر جاتا ہے تو اچھا خاصہ شریفانہ برتاؤ کرتا ہے گھر میں کچھ مصیبت آجائے اُس سے کچھ مطلب نہیں نہ پوچھنا نہ خبر لینا، اور اگر تعریف ہے تو مطلب یہ ہے کہ گھر میں آکر نہایت بے خبر ہو جاتا ہے کسی بات میں کرچیل نہیں نکالتا، خفا نہیں ہوتا، ایسا بے خبر رہتا ہے جیسا سو تو الا ہوتا ہے، باہر جاتا ہے تو شیر کی طرح سے ڈانٹ ڈپٹ خوب دھڑ لکتا ہے، گھر میں جو کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء ہوں اُنکا مطالبہ اور تحقیقات نہیں کرتا، کہ کہاں خرچ کی اور کیوں خرچ کی۔"

ت (۶) چھٹی بولی کہ میرا خاوند اگر کھاتا ہے تو سب نمٹا دیتا ہے اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے

[1] تہامۃ بکسر التاء وھی مکۃ وما حولہا من الاغوار وقیل کل ما نزل عن نجد من بلاد الحجاز واما المدینۃ المنورۃ فلا تہامیۃ ولا نجدیۃ" ۱۲

[2] لا مخافۃ الظاہر ان لا لنفی الجنس فہو مفتوح والخبر محذوف والجمل الاربع فی محل النصب علی الحالیۃ من لیل تہامۃ واللیل توصف بالمخافۃ کما قول الہذلی حملت بہ فی لیلۃ مزءودۃ بحسب ما فیہا من الغارات وتوصف بالملال لطول الامتداد وشدۃ الحر والبرد ویحتمل ان یکون الجمل فی محل الرفع علی الخبریۃ من الزوج فیراد بالحر الطیش وبالقر التبلد"۲

[3] فہد بکسر الہاء علی انہ فعل ماض ویحتمل انہ اسم خبر مبتدا محذوف ای فہو فہد وکذا قولہ اسد والجملۃ تحتمل الذم ای کالفہد فی وثوبہ للضرب وتمردہ وتغافلہ عن امور اہلہ وعلی المدح فکالفہد فی وثوبہ للجماع وتغافلہ عما اضاعت"۲

[4] عہد ای عما رآہ سابقا او عما فی عہدتہ من ضبط المال ونفقۃ العیال ففیہ اشعار الی سخاوۃ نفسہ وجودۃ طبعہ وقال بعضہم یحتمل انہا اتکرہا وانکا سلہ"۲

[5] اشتف ای شرب الشفافۃ بضم الشین وھی بقیۃ الماء فی قعر ای یستقصی الماء ولا یدع فی الاناء شیئا وارادۃ المدح بانہ یاکل کل صنوف الطعام ویشرب مع اہلہ کل الشراب"۲

"ولا یبین نحو المثنی لعدالبصیر"

اضطجع التف ولا یولج الکف لیعلم البث[1] قالت السابعۃ (۷) زوجی عیایاء[2] او غیایاء طباقاء کل داء له داء[3] شجک[4] او فلک او جمع کلا لک قالت الثامنۃ (۸) زوجی المس[5] مس ارنب والریح ریح زرنب قالت التاسعۃ (۹) زوجی رفیع العماد عظیم الرماد

جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے میری طرف ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی معلوم ہو سکے۔ **ف** اسکے کلام میں بھی تعریف اور مذمت دونوں کہی جاتی ہیں لیکن جیساکہ پانچویں کے کلام میں تعریف زیادہ ظاہر ہے اسکے کلام میں مذمت زیادہ ظاہر ہے جیساکہ ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا۔

ت (۷) ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند صحبت سے عاجز نامردہ بلکہ اتنا بیوقوف کہ بات بھی نہیں کر سکتا دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہو وہ اس میں موجود، سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گذرے۔

ت (۸) آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم، اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہوا ہے **ف** اس عورت کا نام ناشرہ بنت اوس بتلایا جاتا ہے، اسکی تعریف کا حاصل یہ ہے کہ وہ نرم مزاج سخت اور بدنما نہیں اس میں لذت جسمانی وروحانی دونوں موجود ہیں۔ +

ت (۹) نویں نے کہا کہ میرا خاوند رفیع الشان بڑا مہمان نواز اونچے مکان والا بڑی راکھ والا ہے دراز قد والا ہے اس کا مکان مجلس اور دار المشورہ کے قریب ہے، **ف** اس عورت نے اپنے اس کلام میں بہت سی تعریفیں کی ہیں، اول تو یہ کہ اس کا گھر اونچا ہے اس سے اگر حقیقۃً بڑی عمارت مراد ہے تب تو اس کی ریاست اور مالدار ہونے کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ اونچا محل مالدار ہی طیار کرائے گا، اور اگر اونچے محل سے مکان کا اونچائی پر ہونا مراد ہے جیساکہ عرب کا دستور تھا کہ سخی اور کریم لوگ اپنا مکان بلندی پر بناتے تھے، تاکہ پردیسی مسافر دور سے دیکھکر چلا آوے، تو اس صورت میں اُسکے شریف کریم سخی ہونے کی تعریف ہے۔ دوسری تعریف اسکی مہمان نوازی کی ہے تیسری تعریف اس کے دراز قد کی ہے، دراز قد ہونا بشرطیکہ اعتدال سے زیادہ نہ ہو ممدوح شمار ہوتا ہے مجلس سے گھر کے قریب ہونیکا مطلب یہ ہے کہ ذی رائے اور سمجھدار ہے ہر شخص اس سے مشورہ پوچھنے آتا ہے اسلئے گویا اس کا گھر ہر وقت دار المشورہ رہتا ہے بندہ کے نزدیک اسکا مطلب یہ بھی محتمل ہے کہ دار المشورہ سے اپنا گھر قریب رکھتا ہے تاکہ مجتمع ہونیوالوں کے لئے تواضع وغیرہ میں یہ کہنا نہ پڑے کہ میرا

---

[1] البث قال فی القاموس البث الحال او اشد الحزن اھ فالمعنی انہ لا یدخل یدہ فی ثیاب المرأۃ لیعلم حزنہا و حالہا ۱۲

[2] عیایا بالفتح العین المہملۃ العنین العاجز عن الضراب وغیایا بفتح الغین المعجمۃ ذو غی ہو الضلالۃ والخیبۃ شک من الراوی ویحتمل التخییر وطباقاء بالفتح اولہ ممدود الاحمق تنطبق علیہ الامور او مفحم ینطبق علیہ الکلام او ینطبق بصدرہ علی المرأۃ وہو مکروہ عند النساء ولذا قالت امرأۃ امرئ القیس ثقیل الصدر خفیف العجز سریع الاراقۃ بطی الافاقۃ وذلک لان الرجل ذا طابق بہا لا یصیب الی ما ترید المرأۃ اصابتہ ۱۲

[3] کل داء فی الناس له داء ای جمیع الادواء فیہ موجود ۱۲

[4] شجک بتشدید الجیم المفتوحۃ وکسر الکاف ای جرحک فی الراس والخطاب لنفسہا او المراد خطاب العام فلک ای ضربک وکسرک الفل الکسر عظم باقی الاعضاء دون الراس او جمع کلا من الشج والفل ۱۲

[5] المس ای مسہ فالالم عوض عن ضمیر المضاف الیہ والارنب معروفۃ بلین المس ونعومۃ الجلد والوبر والزرنب بفتح الزای او النال لغتان فالمہملۃ فالنون نبت طیب الرائحۃ وقیل الزعفران وقیل نوع من الطیب ۱۲

Interlinear glosses in the Arabic text: او غیایاء — او للشک او للتنویع ۱۲ (partly illegible); ای بفتح ای بثلاثۃ ۱۲ (partly illegible); طباقاء — قیل یطبق علی المرأۃ بصدرہ ۱۲؛ زرنب — نوع من الطیب ۱۲

له النجاد بكسر النون حمائل السيف وطوله يدل على امتداد القامة لان طولها ملزم لطول نجاده ويمكن ان يكون كناية عن سعة حكمه على الاشياء يقال سيف السلطان طويل اى يصل حكمه الى اقصى ملكه فهو اشارة الى شجاعته ۱۲" ٢ه من ذلك اى من التاسعة او من كل من ذكر او مما اذكره بعد والمسرح وكذا المبرك مصدر

طويل النجاد[1] قريب البيت من الناد قالت العاشرة (۱۰) زوجي مالك وما مالك[استفهام التعظيم والتفخيم] خير من ذلك[2] له ابل كثيرات المبارك قليلات المسارح اذا سمعن صوت المزهر[غرضها انه يعلف الابل ولا يرسل الى المرعى ۱۲] ايقن انهن هوالك قالت الحادية عشرة (۱۱) زوجي ابو زرع وما ابو زرع اناس[3] من حلي اذني وملاء من شحم عضدي وبجحني[4][اى فرحني ۱۲] فبجحت الى نفسي وجدني في اهل غنيمة[مصغر للتقليل ۱۲] بشق فجعلني في اهل صهيل[اصوات الخيل ۱۲] واطيط[اصوات الابل] ودائس ومنق فعنده اقول فلا اقبح وارقد فاتصبح واشرب فاتقنح[5] ام ابي زرع فما ام ابي زرع عكومها[6] رداح وبيتها فساح

گھر تو دور ہے اسلئے گھر قریب رکھتا ہے تاکہ تواضعی سامان میں دیر نہ لگے اور اسکی وجہ سے عذر کرنیکی نوبت نہ آئے

ت (۱۰) دسویں نے کہا کہ میرا خاوند مالک ہے مالک کا کیا حال بیان کروں وہ ان سب سے جو ابتک کسی نے تعریف کی ہے یا اُن تعریفوں سے جو میں بیان کرونگی بہت ہی زیادہ قابل تعریف ہے اُس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھلائے جاتے ہیں چراگاہ میں چرنے کے لئے کم جاتے ہیں وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت آگیا **ف** اس عورت کا نام کبشہ بنت مالک بتلایا جاتا ہے، اس نے اپنے خاوند کی سخاوت کی تعریف کی ہے جسکی توضیح یہ ہے کہ اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے جائیں تو ضیافت اور مہمانی کے وقت اُن کے واپس آنیکا انتظار کرنا پڑتا ہے اور اُسکے یہاں ہر وقت مہمان داری رہتی ہے اس لئے اُسکے اونٹ چرنے نہیں جاتے گھر ہی کھڑے کرکے کھلائے جاتے ہیں تاکہ مہمانوں کے آنے پر فوراً ذبح کردیے جاویں، باجہ کی بعض نے یہ تفسیر کی ہے کہ اُس کی عادت تھی جب کوئی مہمان وغیرہ آتا ہے تو اُس کی مسرت میں باجے سے اُسکا استقبال کرتا ہے تو اُس باجہ کی آواز سنتے ہی اونٹ سمجھ لیتے کہ اب ذبح کا وقت آگیا کوئی مہمان آیا ہے لیکن عرب کے دستور کے موافق یہ مطلب زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی مہمان آتا ہے تو وہ شراب کباب گانے بجانے سے اُسکی فوری تواضع کرتا ہے اس آواز سے اونٹ سمجھتے ہیں کہ اب عنقریب کھانے کا وقت آیا چاہتا ہے اُسکی طیاری کے لئے ہمارے ذبح کا وقت آگیا،

ت (۱۱) گیارہویں عورت ام زرع نے کہا میرا خاوند ابوزرع تھا، ابوزرع کی کیا تعریف کروں زیور سے میرے کان جھکادئے، (اور کھلا کھلا کر) چربی سے میرے بازو پُر کردئے مجھے ایسا خوش وخرم رکھا کہ میں خود پسندی

میمی او ظرف زمان او مکان والمزهر بكسر الميم العود الذى يضرب به واخطاء من قال بضم الميم ۱۲"

٣ه اناس اى امال والنوس التحرك والحلى بضم الحاء وكسر وبتشديد الياء جمع حلية ما يتزين به اذني مثنى اذن مضاف لياء المتكلم وكذا عضدي وخصهما بالذكر لانهما اذا سمنتا سمن سائر البدن او لمجاورتهما للاذن او لظهور شحمها عنه مزاولة الاشياء ۱۲"

٤ه بجحني بفتح الباء وتشديد الجيم اى فرحني فبجحت بفتح الموحدة وكسر الجيم المخففة على الافصح وقد تفتح غنيمة بالضم مصغر للتقليل يعني ان اهله كانوا في غنم قليلة بشق بفتح المعجمة وكسرها اسم موضع او ناحية من الجبل وبمعنى المشقة وهو الانسب صهيل بفتح فكسر صوت الخيل اطيط بفتح فكسر صوت الابل دائس اسم فاعل من الدوس هو الذى يدوس كنس الحب وبيدرة من البقر وغيره ومنق بضم الميم وفتح النون على الاشهر اسم فاعل من التنقية الذى ينقي الحب ويصلحه وينظفه من التبن وغيره بعد الدوس ۱۲"

٥ه فاتقنح بقاف ونون كما في الصحيحين اى اقطع الشرب وانهمك لكثرة الماء عنده وفي رواية بالميم بدل النون م

م قال البخاري هو اصح قاله المناوى وانكر الخطابي رواية النون ۱۲" ٦ه عكومها بضم العين وتفتح جمع عكم بالكسر هو العدل اذا كان فيه

ابن ابی زرع فما ابن ابی زرع مضجعہ کمسل[1] شطبۃ وتشبعہ ذراع الجفرۃ

بنت ابی زرع فما بنت ابی زرع طوع[2] ابیہا وطوع امہا وملء[3] کسائہا وغیظ[4] جارتہا

جاریۃ ابی زرع فما جاریۃ ابی زرع لا تبث[5] حدیثنا تبثیثا ولا تنقث[6] میرتنا تنقیثا

ولا تملاء بیتنا تعشیشا[7] قالت خرج ابو زرع والاوطاب تمخض فلقی

اور عجب میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی مجھے ایک ایسے غریب گھرانہ میں پایا جو بڑی تنگی کیساتھ چند بکریوں پر گذر کرتے تھے وہاں سے ایسے خوشحال خاندان میں لایا جنکے یہاں گھوڑے اونٹ کھیتی کے بیل اور کسان (ہر قسم کی ثروت موجود تھی۔ اس سب کے باوجود اُس کی خوش خلقی کہ) میری کسی بات پر برا بھلا نہیں کہتا تھا میں دن چڑھے تک سوتی تو کوئی جگا نہیں سکتا تھا، کھانے پینے میں ایسی ہی وسعت کہ سیر ہو کر چھوڑ دیتے تھے (اور ختم نہ ہوتا تھا) ابوزرع کی ماں (میری خوشدامن) بھلا اُس کی کیا تعریف کروں اُس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرپور رہتے تھے اُس کا مکان نہایت وسیع تھا (یعنی مالدار بھی تھی اور عورتوں کی عادت کے موافق بخیل بھی نہیں تھی اس لئے مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لیجاتی ہے) ابوزرع کا بیٹا بھلا اُس کا کیا کہنا وہ بھی نور علی نور ایسا پتلا دبلا چھریرے بدن کا کہ اُس کے سونے کا حصہ (یعنے پسلی وغیرہ) سُتی ہوئی ٹہنی یا سُتی ہوئی تلوار کی طرح سے باریک، بکری کے بچہ کا ایک دست اُس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی، ابوزرع کی بیٹی بھلا اُس کی کیا بات، ماں کی تابعدار باپ کی فرماں بردار موٹی تازی سوکن کی جلن تھی (یعنے سوکن کو اُس کے کمالات سے جلن پیدا ہو عرب میں مرد کے لئے چھریرا ہونا اور عورت کے لئے موٹی تازی ہونا ممدوح شمار کیا جاتا ہے) ابوزرع کی باندی کا کمال کہ ہمارے گھر کی بات کبھی بھی باہر جا کر نہ کہے کھانے تک کی چیز بے اجازت خرچ نہیں کرتی تھی گھر میں کوڑا کباڑ نہیں ہونے دیتی صاف شفاف رکھتی ہے، ہماری یہ حالت تھی کہ ایک دن صبح کیوقت جبکہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے ابوزرع گھر سے نکلا راستہ میں ایک عورت پڑی ہوئی ملی جس کی کمر کے نیچے چیتہ جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے ہوں (چیتہ کے ساتھ تشبیہ کھیل کود میں ہے اور اناروں سے یا واقعی انار مراد ہیں کہ اُنکو لڑکا کر کھیل رہے تھے، یا دو[2] اناروں سے اُس کے دونوں پستان مراد ہیں) بس وہ کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق

[1] کمسل بفتح المیم والسین وتشدید اللام مصدر میمی بمعنی المسلول ویحتمل اسم مکان من السلول وشطبۃ بفتح الشین المعجمۃ وسکون الطاء المہملۃ جریدۃ النخل الخضراء وقیل ہی السیف والمعنی ان محل اضطجاعہ وہو اجنب کشطبۃ مسلولۃ من الجرید فی الرقۃ فہو خفیف اللحم دقیق الخصر والجفرۃ بفتح الجیم وسکون الفاء ولد الشاۃ ای ہو قلیل الاکل ۱۲

[2] طوع ای مطیعۃ لہما غایۃ الطاعۃ ولذلک بالغت فیہا وجعلتہا نفس الطوع واعادۃ طوع اشارۃ الی ان طوع کل منہما مستقل ۱۲

[3] وملء کسائہا کنایۃ عن ضخامتہا وسمنہا وکثرۃ لحمہا وشحمہا وہو مطلوب فی النساء او ہو کنایۃ عن المبالغۃ فی خبائہا بحیث لا یسعہا غیر ثوبہا ۱۲

[4] غیظ جارتہا ای مغیظ ضرتہا وسمیت جارۃ للمجاورۃ بین الضرتین غالبا فتغیظ ضرتہا لحسنہا صورۃ وسیرۃ ۱۲

[5] لا تبث بضم الموحدۃ وتشدید المثلثۃ وروی بالنون بدل الموحدۃ ومعناہما واحد ای لا تظہر ۱۲

[6] فلا تنقث بضم التاء وکسر القاف او فتح التاء وضم القاف فالنون فی کلیہما ساکنۃ او ضم التاء وفتح النون وکسر القاف المشددۃ معناہ علی کل لا تنقل وفیہ عدۃ روایات والمیرۃ بکسر المیم الطعام ۱۲

[7] وتعشیشا بالعین المہملۃ من عش الطائر ای لا تملاء بیتنا مملوۃ من القمامۃ والکناسۃ حتی یصیر کانہ عش الطائر وروی بالغین المعجمۃ من الغش ضد الخالص ای لا تملؤہ بالخیانۃ او النمیمۃ وقیل کنایۃ عن عفۃ فرجہا ۱۲

امرأة معها ولدان[1] لها كالفهدين[2] يلعبان من تحت خصرها[3] برمانتين[4] فطلقني فنكحها
فنكحت بعده رجلا سريا[5] ركب شريا[6] واخذ خطيا[7] واراح[8] علي نعما[9] ثريا[10] واعطاني من كل
رائحة[11] زوجا وقال كلي ام زرع وميري[12] اهلك فلو جمعت كل شيء اعطانيه ما بلغ اصغر آنية
(بے اعطائی ۱۲ چہار پایہ کثیر ۱۲ — يروى ذابحة بالذال المعجمة والباء الموحدة ۱۲)
ابي زرع قالت عائشة فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت لك كابي زرع لام زرع

باب ما جاء في صفة نوم[13] رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا محمد بن المثنى انبانا عبد الرحمن بن مهدي انبانا اسرائيل عن ابي اسحاق
عن عبد الله بن يزيد عن البراء بن عازب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

دیدی اور اُس سے نکاح کر لیا (طلاق اس لئے دی کہ سوکن ہونیکی وجہ سے اُسکو رنج نہ ہو اور اُس کی وجہ سے مجھے طلاق دینے سے اُس کے دل میں ابوزرع کی وقعت ہو) اُس کے بعد میں نے ایک اور سردار شریف آدمی سے نکاح کر لیا جو شہسوار ہے اور سپہ گر، اُس نے بھی مجھے نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور اونٹ گائے بکری وغیرہ وغیرہ سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا، اور یہ بھی کہا کہ ام زرع خود بھی کھا اور اپنے میکہ بھی جو چاہے بھیج لیکن بات یہ ہے کہ اگر میں اُسکی ساری عطاؤں کو جمع کروں تب بھی ابوزرع کی چھوٹی سے چھوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا کر مجھ سے یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع ام زرع کیواسطے، **ف** اسکے بعد اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ مگر میں تجھے طلاق نہیں دونگا، طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اسپر فرمایا کہ حضرت ابوزرع کی کیا حقیقت آپ میرے لئے اس سے بہت زیادہ بڑھکر ہیں، حق تعالیٰ جل شانہ ہر مسلم زوجین کو حضور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اس مضمون میں بھی نصیب فرمادیں کہ یہ عفت کا باعث ہوتا ہے،، آمین

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر

ف، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سوتے تھے سوتے وقت کیا پڑھتے تھے، اس باب میں چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ۔،، *

نمبر ۱، براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا

---

[1] معها ولدان اي مصاحبان لها ولا يلزم من ذلك انهما ولدان لها فلان لك انت تقول لها معها ۱۲
[2] كالفهدين اي مشبهان للفهدين في الوثوب واللعب وسرعة الحركة والفهد سبع متبه بحر يضرب به المثل في الوثوب ۱۲
[3] تحت خصرها بفتح الخاء المعجمة وسكون الصاد المهملة اي وسطها ۱۲
[4] برمانتين اي ذات كفل عظيم اذا استلقت يصير تحتها فجوة يجري فيها الرمان يلعب ولدها برمي الرمان في تلك الفجوة او ذات ثديين صغيرين كالرمانتين فيلعبا بهما ۱۲
[5] سريا بالسين المهملة اي من سراة الناس ۱۲
[6] شريا بالمعجمة اي فرسا يستشري ويلج في سيره (فوق) ولا انكسار وقال ابن السكيت فرسا فائقا جيدا ۱۲
[7] خطيا بفتح الخاء المعجمة وبكسر وتشديد الطاء المهملة المكسورة بعدها تحتية مشددة رمح منسوب الى الخط قرية بساحل البحر عند عمان والبحرين ۱۲
[8] واراح اي اتى بعد الزوال ۱۲
[9] نعما بفتحتين اي انعاما من الابل والبقر ورواية نعما بكسر النون على انه جمع نعمة ليست بوجيه ۱۲
[10] ثريا بفتح المثلثة وكسر الراء وتشديد التحتانية اي كثيرة من الثروة وهو كثرة المال ۱۲
[11] رائحة اي كل ما يروح في المساء الى المراح من الابل والبقر والغنم ۱۲
[12] ميري اي اعطي اقاربك من الميرة بكسر الميم وهي الطعام الذي يمتاره الانسان ويجلبه لاهله ۱۲
[13] نوم الخ هو غشية ثقيلة تهجم على القلب فتقطعه عن المعرفة بالاشياء ولما كان النوم بعد السمر غالبا ناسب ان يذكر بعده ۱۲

كان اذا اخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خده الايمن وقال رب قني عذابك يوم تبعث عبادك حدثنا محمد بن المثنى انبانا عبد الرحمن انبانا اسرائيل عن ابى اسحاق عن ابى عبيدة عن عبد الله مثله وقال يوم تجمع عبادك حدثنا محمود بن غيلان ثنا عبد الرزاق انا سفين عن عبد الملك بن عمير عن ربعى بن حراش عن حذيفة قال كان النبى صلى الله عليه وسلم اذا اوى الى فراشه قال اللهم باسمك اموت واحيى واذا استيقظ قال الحمد لله الذى احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا المفضل بن فضالة عن عقيل اراه عن الزهرى عن عروة عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اوى الى فراشه كل ليلة جمع كفيه فنفث فيهما وقرأ فيهما قل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق

دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے، رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک اے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیو **ف** حصن حصین میں ہے کہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کے باوجود اس قسم کی دعائیں یا اظہار عبدیت کے لئے ہوتی تھیں یا امت کی تعلیم کے لئے۔

نمبر ۲، حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹتے اللہم باسمک اموت واحیا پڑھتے تھے، یا اللہ تیرے ہی نام سے مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں گا (یعنی سو کر اٹھوں گا) **ف** نوم موت کے مشابہ ہوتی ہے اسلئے سونے کو مرنے سے اور جاگنے کو زندگی سے تعبیر کر دیتے ہیں، اور جب جاگتے تو یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور، تمام تعریف اس جل وعلی کے لئے ہے جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی، اور اسی ذات پاک کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔

نمبر ۳، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب جب بستر پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح ملا کر ان پر دم فرماتے اور سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں

---

[۱] ربعی بکسر الراء وسکون الموحدة تابعی ابن حراش بکسر الحاء المہملة ۱۲
[۲] المفضل بفتح الضاد المعجمة المشددة ابن فضالة بفتح الفاء ۱۲
[۳] اراه بضم الہمزة قاله البیجوری قائل المفضل والضمیر المنصوب لعقیل یعنی قال المفضل اظن عقیلا رواه عن الزہری قلت الحدیث اخرجہ المصنف فی جامعه بهذا السند والمتن بعینه ولیس فیه لفظ اراه بل قال عقیل عن ابن شہاب الخ فلعله وقع السہو لاحد من الرواة ۱۲
[۴] فنفث الخ ظاہرہ تقدیم النفث علی القرأة وقیل الاولی حمل روایة الفاء علی الواو وحملہ بعضہم علی التقدیم والتاخیر وقیل ان الاولی تقدیم النفث مخالفة للسحرة والبطلة ۱۲

وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح بہما ما استطاع من جسدہ یبدء بہما راسہ ووجہہ وما اقبل من جسدہ یصنع ذلک ثلٰث مرات حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمٰن بن مہدی ثنا سفیٰن عن سلمۃ بن کہیل عن کریب عن ابن عباس[۴] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام حتی نفخ وکان اذا نام نفخ فاتاہ بلال فاٰذنہ بالصلوٰۃ فقام وصلی ولم یتوضأ وفی الحدیث قصۃ حدثنا اسحاق بن منصور ثنا عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت عن انس[۵] بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اٰوی الی فراشہ قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واٰوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی حدثنا الحسین بن محمد الجریری[۱] ثنا سلیمان بن

ہاتھ جاتا ہاتھ پھیرلیا کرتے تھے تین مرتبہ ایسے ہی کرتے سر سے ابتدا فرماتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر

نمبر ۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سوئے اور خراٹے لینے لگے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب سوتے تو خراٹے لیتے تھے پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آکر طیاری نماز کی اطلاع دی حضور تشریف لیگئے اور نماز پڑھائی وضو نہیں کی اس حدیث میں ایک قصہ بھی ہے **ف** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی، اسلئے حضور نے وضو نہیں فرمایا،

وہ قصہ جس کی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اپنی خالہ کے گھر سونے کے متعلق ہے، چنانچہ آئندہ باب کی پانچویں حدیث میں مفصل مذکور ہے اس باب سے کچھ تعلق نہیں تھا اس لئے مصنف نے اُس کو اختصاراً چھوڑ دیا۔"

نمبر ۵ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لاتے، تو یہ دعا پڑھتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا واٰوانا فکم ممن لا کافی لہ ولا مؤوی، تمام تعریفیں اللہ جل جلالہ عم نوالہ کیلئے جس نے ہم کو شکم سیر فرمایا اور سیراب کیا اور ہماری مہمات کیلئے خود کفایت فرمائی اور سونے کیلئے ٹھکانا مرحمت فرمایا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے **ف** چونکہ عادت اللہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ جل جلالہ عم نوالہ پر اپنے کاموں کو چھوڑ دیتا ہے حق تعالیٰ شانہ

---

[۱] الجریری قیل بمہملۃ مفتوحۃ مکبراً وقیل بجیم مضمومۃ مصغراً وصوبہ ابن حجر فی شرح الشمائل وزعم القاری الاول وقال فی نسخۃ ضعیفۃ بالجیم المضمومۃ انتہی وسکت اہل الرجال عن ضبطہ

حدثنا حماد بن سلمة عن حمید عن بکر بن عبد اللہ المزنی عن عبد اللہ ابن رباح عن ابی قتادة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا عرس[1] بلیل اضطجع علی شقه الایمن واذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعه ووضع راسه علی کفه

اسمہ الحارث بن ربعی الانصاری الخزرجی ۱۲

باب ماجاء فی عبادة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتیبة بن سعید وبشر بن معاذ قال انا ابو عوانة عن زیاد بن علاقة[2] عن المغیرة بن شعبة قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت

وضاح ۱۲

بھی اُس کے کاموں کو غیب سے پورا فرماتے ہیں۔ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" جیسا کہ ترجمہ کسی نے کیا ہے: خود میر سامان است ارباب توکل را، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مضمون علی وجہ الاتم ہونا ہی چاہیئے تھا، اسلئے وہاں کفایت بھی علی وجہ الاتم ہوتی تھی" +

نمبر ۶ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں رات کو چلنے کے بعد) اگر اخیر شب میں کچھ سویرے کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ لیٹکر آرام فرماتے اور اگر صبح کے قریب ٹھہرنا ہوتا تو اپنی دائیں بازو کھڑی کرتے اور ہاتھ پر سر رکھکر آرام لیتے۔ **ف** مقصود یہ ہے کہ اگر وقت وسیع ہوتا تو لیٹکر سو جاتے تھے لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو ہاتھ پر ٹیک لگاکر تھوڑی دیر آرام فرمالیتے، ایسے وقت بالکل لیٹکر آرام نہ فرماتے تھے، مبادا نماز فوت ہوجائے۔"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

ف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت وسکون عبادت ہے، ہر کلام وخاموشی ذکر وفکر ہے لیکن مثال کے طور پر شمائل کا جز ہونیکی وجہ سے مصنف نے چند عبادات کو ذکر فرمایا، اس باب میں چوبیس حدیثیں ہیں۔"

نمبر ۱ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر طویل نوافل پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک ورم کر گئے تھے، صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اسقدر کلفت برداشت فرماتے ہیں حالانکہ حق تعالی جل شانہ نے آپکے اول وآخر سب گناہ بخشدیے ہیں" حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب حق جل شانہ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے تو کیا میں اُسکا شکر ادا نہ کروں۔ **ف** سائل کی غرض بظاہر یہ تھی کہ کثرت عبادت معاصی کے

[1] عرس التعریس نزول القوم فی السفر من آخر اللیل للاستراحة وقوله بلیل المراد به زمن مقیل بلیل قوله فی الشق الثانی قبیل الصبح ۱۲

[2] علاقة بکسر العین وتخفیف اللام وجهل من فتح العین قاله القاری ۱۲

قد ماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبداً شکورا حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث انا الفضل بن موسی عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی حتی ترم قدماہ قال فقیل لہ تفعل ھذا وقد جاءک ان اللہ تعالی قد غفرلک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبداً شکورا حدثنا عیسی بن عثمان بن عیسی بن عبد الرحمن الرملی ثنا عمی یحیی بن عیسی الرملی عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کفارہ کے لئے ہوتی ہے جب آپ معصوم ہیں آپ سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا پھر حضور کو اسقدر مشقت برداشت کرنیکی کیا ضرورت ہے حضورؐ نے اُسکا جواب فرمایا کہ عبادت کی یہی ایک غرض نہیں بلکہ مختلف وجوہ سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں بعض عبادت کبھی جنت وغیرہ کی رغبت کیوجہ سے ہوتی ہے یہ تجارت کی بمنزلہ ہے کہ عبادت سے خریداری مقصود ہے، اور کبھی خوف کیوجہ سے ہوتی ہے یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں، ایک وہ عبادت ہے جو بلا رغبت وخوف محض اللہ کے انعامات کے شکر میں ہو یہ احرار کی عبادت ہے اس حدیث کا یہ مضمون کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپکے سب گناہ معاف فرمادیے اسکو موہم ہے کہ گناہ تو صادر ہوئے لیکن حق تعالیٰ شانہ نے معاف فرمادیے حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں اُن سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتا اس کے بہت سے جواب علماء نے مرحمت فرمائے ہیں جو اپنے موقعوں پر درج ہیں سہل یہ ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین ہر شخص کے گناہ اُس کے درجہ کے مناسب ہوتے ہیں آپکے درجہ اور رتبہ کے مناسب جو معاصی ہیں وہ ایسے امور ہیں جو ہمارے لئے عین طاعت ہیں۔

نمبر ۲ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں پر ورم ہوجاتے تھے کسی نے عرض کیا کہ آپ پر بشارت قد غفرلک ما تقدم نازل ہو چکی ہے پھر آپ اسقدر کیوں مشقت برداشت فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

نمبر ۳ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی

حاشیہ: التکلف الاشتغال بالعمل علی المشقۃ ۱۲ — افلا العطف علی المقدر تقدیرہ اترک شکری فلا اکون ۱۲ — نسبۃ الی رملۃ کحملۃ بلدۃ بالشام ۱۲

۱؎ فقیل قالوا القائل عمرؓ ۱۲
۲؎ ترم بنصب الفعل باضمار ان بعد حتی وہو بفتح المثناۃ وکسر الراء وتخفیف المیم علی وزن تعد وفی نسخۃ حتی تورم بناء علی انہ فعل ماض او مضارع حذف احدی تائیہ ۱۲

يقوم يصلي حتى ينتفخ قدماه فيقال له يا رسول الله اتفعل هذا وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا حدثنا محمد بن بشار انا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن ابي اسحاق عن الاسود بن يزيد قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل فقالت كان ينام اول الليل ثم يقوم فاذا كان من السحر اوتر ثم اتى فراشه فاذا كانت له حاجة الم باهله فاذا سمع الاذان وثب فان كان جنبا افاض عليه من الماء والا توضأ وخرج الى الصلوة حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس ح وثنا اسحاق بن موسى الانصاري ثنا معن عن مالك عن مخرمة بن سليمان عن كريب عن ابن عباس انه اخبره انه بات عند ميمونة وهي خالته قال فاضطجعت في عرض الوسادة واضطجع

(بین السطور: ای قریبا من السحر ۱۲ — ای السدس الآخر ۱۲ — قام بسرعة ۱۲ — الافاضة اب برتن ریختن ۱۲ — للحدث او للتجدید ۱۲ — اشارة الى انه محرم ۱۲ — الاشهر فتح العين وبهما بمعنى اى جانبها ۱۲)

طویل پڑھنے تھے کہ آپکے قدم مبارک ورم کر آئے آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اتنی طویل نماز پڑھتے ہیں حالانکہ آپ کے سب گناہ اولین و آخرین معاف ہو چکے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں "

نمبر ۴ اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کو دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (عشا کی نماز کے بعد) شب کے نصف اول میں استراحت فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے تھے حتی کہ جب اخیر شب ہو جاتی تب وتر پڑھتے اسکے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے اگر رغبت ہوتی تو اہل کے پاس تشریف لیجاتے، صبح کی اذان کے بعد فوراً اٹھکر اگر غسل کی ضرورت ہوتی غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کے لئے تشریف لیجاتے، **ف** اطبا کے نزدیک بھی صحبت کیلئے بہترین وقت اخیر شب ہے کہ وہ اعتدال کا وقت ہے، نیز سو کر اٹھنے کے بعد طرفین کی طبیعت نشاط پر ہوتی ہے "

نمبر ۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات (لڑکپن میں) اپنی خالہ حضرت میمونہ (ام المومنین رضی اللہ عنہا) کے یہاں سویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی اہل تکیہ کے طولانی حصہ پر سر رکھے ہوئے تھے اور میں تکیہ کے چوڑان پر سر رکھے ہوئے تھا قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے بجائے تکیہ کے بستر کا ترجمہ فرمایا ہے لیکن جبکہ لفظ کا اصل ترجمہ تکیہ ہی کا ہے اور تکیہ مراد لینے میں کوئی بعد بھی نہیں تو پھر بستر امر الذی کی

(حاشیہ)

۱ فاذا كانت قوميرك وفي اكثر الروايات بلفظ ثم وقيل في كلمة ثم فائدة وهي انه يقضي حاجته بعد احياء الليل بالتهجد فاداء العبادة قبل قضاء الشهوة تجريدية صلى الله عليه وسلم وقيل يحتمل ان ثم لتراخي الاخبار اى كان عادته صلى الله عليه وسلم هكذا ثم ان اتفق احيانا ان يقضي حاجته فيقضيها ۱۲

۲ الم باهله اى قرب من زوجته كناية عن الجماع ۱۲

۳ مخرمة بفتح الميم وسكون الخاء المعجمة وفتح الراء المهملة " ۱۲

۴ عرض بفتح العين على الاصح الاشهر وفي رواية بضمها وهو بمعنى مفتوح العين اى جانبها قاله القاري " ۱۲

۵ الوسادة بكسر الواو المخدة المعروفة الموضوعة تحت الرؤس ونقل القاضي عياض وغيره ان المراد هناك الفراش لقوله اضطجع صلى الله عليه وسلم في طولها الخ فكانه رد تحت رحيلمقاد با وتبركا قلت كان هذا احسن بوساطة اللفظ فالاوجه عندي ان المراد بالمخدة هو معناه الحقيقي ولا محذور فيه ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طولہا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل او قبلہ[1] بقلیل فاستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یمسح النوم عن وجہہ ثم قرء العشر الآیات الخواتیم[2] من سورۃ آل عمران ثم قام الی شن معلق فتوضاء منہ فاحسن الوضوء ثم قام یصلی قال عبداللہ بن عباس فقمت الی جنبہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدہ الیمنی علی راسی ثم اخذ باذنی الیمنی ففتلہا فصلی رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین ثم رکعتین قال معن ست مرات ثم اوتر ثم اضطجع ثم جاءہ المؤذن فقام فصلی رکعتین خفیفتین ثم خرج فصلی الصبح

حدثنا ابوکریب محمد بن العلاء ثنا وکیع عن شعبۃ عن ابی جمرۃ[3] عن ابن عباس

ضرورت نہیں) غرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی اہل سے تھوڑی دیر باتیں کرنیکے بعد) سو گئے اور تقریباً نصف رات ہونے پر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار کو دور فرمانے لگے، پھر سورۂ آل عمران کے اخیر رکوع ان فی خلق السموات والارض کو تلاوت فرمایا (علماء کہتے ہیں کہ جاگنے کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لینا چاہئے کہ اس سے نشاط پیدا ہوتا ہے اور ان آیات کا پڑھنا مستحب ہے) اُسکے بعد ایک مشکیزہ پانی بھرا ہوا لٹکا ہوا تھا اُسکی طرف تشریف لیگئے، اور اُس سے (برتن میں پانی لیکر) وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ لی، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی وضو کر کے حضور کی (بائیں جانب) برابر کھڑا ہو گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسلئے کہ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے) میری سر پر ہاتھ رکھکر میرا کان مروڑا (تنبیہ کیلئے یا کان پکڑ کر دائیں جانب کو کھینچا تاکہ سنت کیموافق امام کے دائیں جانب کھڑے ہو جاویں) پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت پڑھتے رہے معن جو اس روایت کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور نے دو دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہو گئی (ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھکر لیٹ گئے صبح نماز کے لئے جب بلال بلانے آئے تو دو رکعت سنت مختصر قرأت سے پڑھکر صبح کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

نمبر ۶ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہجد (مع وتر کبھی) تیرہ رکعت

[1] او قبلہ الظاہر انہ تردید من ابن عباس بناء علی تردد فی ان غایۃ النوم نصف اللیل او اقل منہ او اکثر ویحتمل الشک من الراوی قالہ القاری ۱۲

[2] الخواتیم وفی نسخۃ الخواتم جمع ختام بمعنی الخاتمۃ منصوب علی ان الآیات بدل من العشر قالہ المناوی ۱۲

[3] ابی جمرۃ بجیم وراء کطلحۃ اسمہ نصر بن عمران الضبعی ۱۲

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي من الليل ثلث عشرة ركعة حدثنا قتيبة
ابن سعيد ثنا ابوعوانة عن قتادة عن زرارة[ل] بن اوفى عن سعد بن هشام
عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم كان اذا لم يصل بالليل منعه من ذلك
النوم او غلبته عيناه صلى من النهار ثنتي عشرة ركعة حدثنا محمد بن العلاء انا
شك من الراوي عن عائشة او من دونه ۱۲
ابواسامة عن هشام يعني ابن حسان عن محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال[ك] اذا قام احدكم من الليل فليفتتح صلوته بركعتين
خفيفتين حدثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس ح وحدثنا اسحق بن
موسى حدثنا معن حدثنا مالك عن عبدالله[ش] بن ابي بكر عن ابيه ان عبدالله بن
قيس بن مخرمة اخبره عن زيد بن خالد الجهني انه قال لارمقن صلوة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فتوسدت عتبته او فسطاطه فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم
شك من الراوي ۱۲
ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين طويلتين طويلتين ثم صلى ركعتين
كررة ثلثا للمبالغة في طول الركعتين الاوليين ۱۲

پڑھا کرتے تھے (یعنی دس رکعت تہجد اور تین رکعت وتر اور کبھی کم و بیش جیسا کہ اور روایات سے معلوم ہوا)

نمبر ۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی غلبۂ نیند وغیرہ کی وجہ سے رات کو تہجد نہیں پڑھ سکتے تھے تو دن میں (چاشت کے وقت) بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے **ف** اگر حضور پر تہجد فرض تھا تب تو قضا ظاہر ہے اور اگر فرض نہیں تھا تب بیان افضلیت کیلئے قضا فرماتے تھے۔

نمبر ۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھو تو شروع میں اول دو مختصر رکعتیں پڑھ لو **ف** تاکہ شروع ہی سے طویل رکعتیں شروع کرنے سے تکان نہ ہو جائے۔

نمبر ۹۔ زید بن خالد جہنی سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک دن یہ ارادہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو آج غور سے دیکھونگا کہتے ہیں کہ آپ کے مکان یا خیمہ کی چوکھٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا (بظاہر یہ قصہ سفر کا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعتیں ابتدائی پڑھیں اسکے بعد طویل طویل رکعتیں

[ل] زرارة بضم الزاي اول الحروف ثم مهملات ۱۲

[ك] قال الخ مناسبة الحديث بالترجمة بان امره صلى الله عليه وسلم بشيء يقتضي فعله ۱۲ بيجوري

[ش] هو عبدالله بن ابي بكر ابن محمد بن عمرو بن حزم فما في بعض النسخ من زيادة التاء في آخر لفظ ابي بكر سهو من الناسخ ۱۲

وہمادون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین وہمادون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین
وھمادون اللتین قبلہما ثم صلی رکعتین وھمادون اللتین قبلہما ثم اوتر فذالک
ثلث عشرۃ رکعۃ حدثنا اسحاق بن موسی حدثنا معن حدثنا مالک عن سعید
ابن ابی سعید المقبری عن ابی سلمۃ بن عبدالرحمن انہ اخبرہ انہ سأل عائشۃ
کیف کان صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی
اربعا لا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا لا تسال عن حسنہن وطولہن ثم

پڑھیں (تین دفعہ طویل کا لفظ اسکے زیادتی طول بیان کرنیکے لئے فرمایا) پھر اُن سے مختصر دو رکعتیں
پڑھیں پھر اُنسے بھی مختصر دو رکعتیں ایسے ہی پھر اُن سے بھی مختصر دو رکعتیں پھر اُن سے بھی مختصر دو رکعتیں
پڑھیں پھر وتر پڑھے یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں، **ف** جو لوگ وتر کی ایک رکعت ہونیکے قائل ہیں اُنکے
نزدیک چھ مرتبہ دو دو رکعتیں نوافل اور ایک رکعت وتر کل تیرہ ہوئیں، اور جنکے نزدیک وتر تین رکعت
ہیں اُنکے نزدیک کل پندرہ رکعتیں ہوئیں، تیرہ رکعتیں فرمانا اس بنا پر ہے کہ تحیۃ الوضو شروع کی دو رکعت
اسمیں شمار نہیں کیگئی، بعض روایتوں میں "پھر اُن سے مختصر دو رکعت پڑھی" یہ لفظ بجائے چار مرتبہ کے
تین مرتبہ ہے، اس صورت میں تحیۃ الوضو کی دو خفیف رکعتیں جو شروع میں وارد ہوئی ہیں اُنکے باوجود
دس رکعت نوافل ہوتی ہیں، ایسی حالت میں لا محالہ وتر کو تین ہی رکعت ماننا پڑیگا ایک رکعت ماننے
کی صورت میں تیرہ رکعت کا عدد پورا نہ ہوگا۔

نمبر ۱۰ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ حضور رمضان اور
غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے (گویا آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ خود
اُسکی تفصیل فرماتی ہیں) کہ اول چار رکعت اسقدر طویل خشوع خضوع سے پڑھتے تھے کہ اُسکی کیا تفصیل
بتلاؤں ایسے ہی پھر چار رکعت اور پڑھتے تھے پھر تین رکعات پڑھتے تھے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ

يصلي ثلاثا قالت عائشة قلت يا رسول الله اتنام[1] قبل ان توتر قال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي حدثنا اسحاق بن موسى ثنا معن ثنا مالك عن ابن

میں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگتا رہتا ہے (یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے کہ انکے قلوب جاگتے رہتے ہیں) **ف** اس حدیث میں چند ضروری مباحث ہیں جنمیں سے دو ذکر کئے جاتے ہیں، اول تو یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ کی نفی فرماتی ہیں حالانکہ ابن عباس زید بن خالد وغیرہ وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات سے تیرہ ثابت ہیں بلکہ بعض روایات میں تیرہ سے زیادہ بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ ابوداؤد میں خود حضرت عائشہؓ نے عبداللہ بن ابی قیس کے سوال پر حضور کی شب کی نماز کی رکعات یہ گنوائی ہیں کہ چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین دس اور تین جو تیرہ ہوتی ہیں اور اس سے زیادہ واضح موطا امام مالک کی روایت ہے عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بالليل ثلث عشرة ركعة ثم يصلي اذا سمع النداء للصبح بركعتين خفيفتين یعنی حضور رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے اسکے بعد صبح کی اذان پر دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے چنانچہ قرطبی نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کو اس اختلاف کیوجہ سے علماء نے مضطرب قرار دیا ہے (مضطرب ضعیف کی ایک قسم ہے) دوسری بحث یہ ہے کہ بعض لوگ اس حدیث سے یہ بھی مسئلہ نکالتے ہیں کہ تراویح بھی آٹھ رکعت ہیں حالانکہ اس روایت سے تہجد کا صرف آٹھ رکعت ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے چہ جائیکہ تراویح اس حدیث کو تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں صلوٰۃ اللیل کے لفظی معنی رات کی نماز کے ہیں لیکن اس سے مراد قرینہ سے تہجد کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس سے اگر رات کی ہر نماز مراد لیجاوے تو تراویح کے ساتھ مغرب عشاء کے فرض اور انکی سنتیں سب خارج ہو جاویں گی جنکو کوئی بھی نہیں نکال سکتا غرض اس حدیث میں صرف تہجد کا ذکر ہے وہی پوچھنا مقصود ہے، اسی کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب مرحمت فرمایا اور پوچھنے کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان المبارک میں زیادتی عبادت کی تھی اسلئے ابو سلمہ کو خیال ہوا کہ شاید تہجد کے عدد رکعات میں اضافہ فرماتے ہوں اس لئے پوچھا حضرت

[1] اتنام المشهور عند الشراح في معنى الحديث انها تعني ان الوتر ربما يفوت بان لا يستيقظ في الوقت ثم اشكلوا عليه بقصة ليلة التعريس فلجاوا عنه باجوبة عديدة والاوجه عندي ان الحديث من باب نقض الوضوء بالنوم دون باب الوقت والمعنى انك تنام قبل الوتر ثم توتر بعد الاستيقاظ ولا تجدد الوضوء احيانا فاجابها عليه السلام بان قلبه يقظان فيدرك الحدث فلا ايراد ولا جواب فتامل ۱۲

شهاب عن عروة عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي من الليل احدى عشرة ركعة يوتر منها بواحدة فاذا فرغ منها اضطجع على شقه الايمن
حدثنا ابن ابي عمر انا معن عن مالك عن ابن شهاب نحوه[ل] وثنا قتيبة عن مالك
في نسخة نحوه فقط وفي نسخة بلا ... ۱۲

عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس کی نفی فرمادی ورنہ خود حضرت عائشہؓ کا بھی یہ مقصود نہیں کہ تراویح تو درکنار تہجد کی رکعات بھی گیارہ سے زیادہ کبھی نہیں ہوتی تھیں اسلئے کہ تیرہ رکعات تک خود عائشہؓ سے ثابت ہو چکا ہے اس مضمون کو حضرت اقدس فخر المحدثین مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ الرای النجیح[ع] میں بہت مفصل تحریر فرمایا ہے جسکا دل چاہے اُسے دیکھے۔

نمبر ۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے جس میں ایک رکعت وتر ہوتی تھی جب آپ اس سے فارغ ہوتے تو اپنی دائیں کروٹ پر آرام فرماتے

ف یہ حدیث خود اس پہلی حدیث کے خلاف ہے جس میں آٹھ رکعت کا بیان تھا اسی وجہ سے بعض علماء نے حضرت عائشہؓ کی روایات میں کلام کیا ہے چنانچہ پہلی حدیث کے ذیل میں گذر چکا البتہ توجیہ کے درجہ میں اس اختلاف روایات کو اختلاف اوقات پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ گاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور گاہے کم و بیش، دوسرا مسئلہ وتر کی ایک رکعت کا ہے، وتر کے بارہ میں چند اختلافات ہیں سب سے اول اسکے حکم میں اختلاف ہے حنفیہ کے نزدیک وہ واجب ہے بعض دیگر ائمہ کے نزدیک مستحب ہے حدیث چونکہ اس سے ساکت ہے اسلئے اس بحث کو چھوڑ دیا گیا، دوسرا اختلاف اسکی رکعات میں حنفیہ کے نزدیک تین رکعتیں حتمی ایک سلام سے ہیں دوسرے بعض اماموں کے نزدیک ایک رکعت ہے انمیں بھی اختلاف ہے بعض صرف ایک رکعت فرماتے ہیں اور بعض ائمہ ایک رکعت کی ساتھ اُس سے پہلی دو رکعت علیحدہ سلام کیساتھ واجب فرماتے ہیں، حنفیہ اپنے مسلک پر چند احادیث سے استدلال کرتے ہیں،

نمبر ۱ عبد اللہ بن ابی قیس کی وہ روایت جو ابوداؤد وغیرہ نے ذکر کی ہے گذشتہ حدیث کی بحث اول میں گذر چکی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کی شب کی نماز چار اور تین چھ اور تین آٹھ اور تین دس اور تین رکعتیں ذکر فرمائی اس تکلف کی ساتھ ذکر کرنا اور تین رکعت کو ہر جگہ بلا کم و زیادہ علیحدہ ذکر کرنا اسپر صاف

ل اختلفت النسخ في ذكر التحويل والحاجة اليه والغرض بيان الطرق للرواية المتقدمة ۱۲

ع یہ پتہ ذیل سے مل سکتا ہے یحیوی کتبخانہ سہارنپور قیمت ۱/

عن ابن شہاب نحوہ حدثنا ھناد ثنا ابو الاحوص عن الاعمش عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ [۱۲] قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی من اللیل تسع رکعات حدثنا محمود بن غیلان ثنا یحیی بن آدم ثنا سفیان الثوری عن الاعمش نحوہ حدثنا محمد بن المثنی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن عمرو بن مُرّۃ عن ابی حمزۃ [۱] رجل من الانصار عن رجل من بنی عبس [۲] عن حذیفۃ [۱۳] بن الیمان انہ صلی مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اللیل قال فلما دخل فی الصلوۃ قال اللّٰہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ قال ثم قرء البقرۃ ثم رکع

(حاشیہ: الملک مع المبالغۃ ۱۲ — مبالغۃ فی الجبر ۱۲ — ای بکمالہا کما ہو ظاہر العبارۃ)

دلیل ہے کہ یہ کوئی ایسی نماز ہے جسمیں کمی زیادتی نہیں ہوتی تھی یہ تین ہی رکعتیں رہتی تھیں ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سات، نو، گیارہ فرمائیں، چار اور تین چھ اور تین وغیرہ کیوں فرمائیں،، +

نمبر ۲ ملا علی قاری نے حنفیہ کی دلیل یہ لکھی ہے کہ صحابہ کا اسپر اجماع ہے کہ تین رکعات وتر جائز و مستحسن ہیں اور اس سے کم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ایک رکعت بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مجمع علیہ قول اولی ہے مختلف فیہ سے،،

نمبر ۳ احادیث میں ایک رکعت پڑھنے کی ممانعت آئی ہے، اسکے علاوہ اور بہت سے طریقوں سے حنفیہ استدلال فرماتے ہیں علماء نے اس بارہ میں مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں،،

نمبر ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نو رکعات پڑھتے تھے۔ **ف** حنفیہ کے نزدیک چھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ عبد اللہ بن ابی قیس کی روایت میں خود حضرت عائشہ نے چھ اور تین فرمایا،،

نمبر ۱۳ حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ نماز تہجد پڑھی بعض روایات میں آیا ہے کہ یہ قصہ رمضان المبارک کا تھا حضور نے نماز شروع فرما کر یہ دعا پڑھی، اللہ اکبر ذو الملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ اللہ جل جلالہ عم نوالہ کی ذات والا صفات سب سے برتر ہے وہ ایسی ذات ہے جو بڑی بادشاہت والی ہے بڑے غلبہ والی ہے بڑائی اور بزرگی

[۱] ابو حمزۃ قال القاری قال المؤلف فی جامعہ ابو حمزۃ عندنا طلحۃ بن زید وقال النسائی ہو عندنا طلحۃ بن یزید قال میرک ہو قول الاکثر وسیاتی شیء منہ فی آخر الحدیث ۱۲

[۲] بنی عبس بمہملتین بینہما موحدۃ تحتیۃ ساکنۃ کفلس اسم صحابۃ بن زفر ۱۲

فکان رکوعہ نحوا من قیامہ وکان یقول[5] سبحان ربی العظیم سبحان ربی العظیم ثم رفع راسہ وکان قیامہ نحوا من رکوعہ وکان یقول لربی الحمد لربی الحمد ثم سجد فکان سجودہ نحوا من قیامہ وکان یقول سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی ثم رفع راسہ فکان ما بین السجدتین نحوا من السجود وکان یقول رب اغفرلی رب اغفرلی حتی قرأ البقرۃ وآل عمران والنساء والمائدۃ او الانعام شعبۃ الذی شك فی المائدۃ والانعام قال ابو عیسی[2] وابو حمزۃ اسمہ طلحۃ بن زید وابو حمزۃ الضبعی اسمہ

عظمت والی ذات ہے) پھر حضورؐ نے (سورۂ فاتحہ پڑھکر) سورۂ بقر تلاوت فرمائی پھر رکوع کیا، یہ رکوع قیام ہی جیسا تھا (اسکے دو مطلب علماء فرماتے ہیں، اور دونوں محتمل ہیں، ایک تو یہ کہ یہ رکوع تقریباً اتنا ہی طویل تھا کہ جتنا قیام یعنی اگر قیام مثلاً ایک گھنٹہ کا تھا تو تقریباً ایک ہی گھنٹہ کا رکوع بھی تھا دوسرے یہ کہ جیسے قیام معمول سے زائد تھا ایسے ہی یہ رکوع بھی معمولی رکوع سے طویل تھا اس صورت میں قیام کے ایک گھنٹہ ہونے کی صورت میں رکوع اگر پندرہ منٹ کا بھی ہوگیا تو اس حدیث کا مصداق بن گیا، بندہ ناچیز کے نزدیک آئندہ ارکان کے لحاظ سے دوسری توجیہ توجیہ ہے صحیح بخاری کی حدیث جو باب حد اتمام الرکوع والاعتدال میں امام بخاری نے حضرت براءؓ سے روایت کی ہے اسکی تائید کرتی ہے) حضورؐ اپنے اس رکوع میں سبحان ربی العظیم فرماتے رہے، پھر رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور یہ کھڑا ہونا بھی رکوع ہی جیسا تھا اُسوقت لربی الحمد لربی الحمد فرماتے رہے پھر سجدہ ادا کیا اور وہ سجدہ اس قیام ہی جیسا تھا اُس میں سبحان ربی الاعلی سبحان ربی الاعلی فرماتے رہے پھر سجدہ سے اٹھکر بیٹھے یہ بھی سجدہ کی طرح سے طویل تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ربی اغفرلی رب اغفرلی فرماتے رہے غرض حضورؐ نے اپنی اس نماز میں سورۂ بقرہ سورۂ آل عمران سورۂ نساء سورۂ مائدہ یا سورۂ انعام، راوی کو ان اخیر کی دو سورتوں میں شک ہے کہ کونسی تھی لیکن اول کی تین محقق ہیں، غرض تینوں وہ اور ان دونوں میں سے ایک یہ چاروں سورتیں تلاوت فرمائیں، ف اس حدیث کا ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے کہ یہ چاروں سورتیں چار رکعت میں تلاوت فرمائیں، ابوداؤد کی روایت اسمیں اور بھی واضح ہے جسمیں

[5] یقول الخ کرر الالفاظ لافادۃ التکثیر واشارۃ الی جمع کل من ثنتین بنفس واحد ذکرہ جمع من الشراح ١٢

[2] قال ابو عیسی الخ غرض المصنف ان ابا حمزۃ الراوی فی اول السند مختلف فی اسمہ وایضا کان یحتمل اللبس بابی حمزۃ الضبعی رجل اخر من الرواۃ فبین اولا اسمہ وذکر بعدہ اسم ابی حمزۃ الضبعی انہ رجل اخر واسمہ نصر بن عمران وابو طلحۃ ہذا الذی فی سند الترمذی مختلف فی اسمہ قال القاری قال المؤلف فی جامعہ عندنا طلحۃ بن زید وقال النسائی اسمہ طلحۃ بن یزید قال میرك وہو قول الاکثر انتہی قلت وبہ جزم اہل الرجال ١٢

نصر بن عمران حدثنا ابو بکر محمد بن نافع البصری ثنا عبد الصمد بن عبد الوارث عن اسمعیل بن مسلم العبدی[۱] عن ابی المتوکل[۲] عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بآیۃ[۳] من القران لیلۃ حدثنا محمود بن غیلان ثنا سلیمان بن حرب ثنا شعبۃ عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ قال صلیت لیلۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یزل قائما حتی هممت بامر سوء قیل لہ وما هممت بہ قال هممت ان اقعد وادع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا سفیان بن وکیع ثنا جریر عن الاعمش نحوہ حدثنا اسحاق بن

(یعنی صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲) (شقیق بن سلمۃ الکوفی ۱۲)

تصریح ہے کہ حضورؐ نے چار رکعتیں پڑھیں جن میں یہ سورتیں تلاوت فرمائیں لیکن مسلم وغیرہ کی روایت میں اسکی تصریح ہے کہ حضورؐ نے یہ سب ایک ہی رکعت میں تلاوت فرمائیں، اسلئے مسلم اور ابوداؤد کی روایت کو بظاہر دو قصوں پر حمل کرنا مناسب ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک ہی قصہ ہو، اور کوئی سی روایت میں سہو واقع ہو گیا ہو۔"

نمبر ۱۴، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد میں صرف ایک آیت کو تکرار فرماتے رہے **ف** وہ آیت سورۂ مائدہ کے اخیر کے رکوع کی آیۃ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم "اے اللہ اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیری ملک ہیں تیرے بندہ ہیں ہر طرح سے تیری چیز ہیں تو جو چاہے تصرف فرماوے اور اگر تو مغفرت فرماوے اور سب کو معاف کردے تو تیری شان سے کچھ بھی بعید نہیں تو بڑی مغفرت والا ہے بڑا رحیم ہے"

نمبر ۱۵، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی حضورؐ نے اتنا طویل قیام فرمایا کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا کسی نے پوچھا کہ کس کام کا ارادہ کیا تھا کہنے لگے کہ میں بیٹھ جاؤں اور حضور کو تنہا چھوڑ دوں **ف** اسکے دو مطلب محتمل ہیں کہ بیٹھکر نماز پڑھنے لگوں اور حضور تنہا کھڑے رہیں، یہ اس بنا پر برا ارادہ تھا کہ بے ادبی کو متضمن تھا اور ہو سکتا ہے کہ بیٹھ جاؤں کا یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھنی چھوڑ دوں اسکا برا ہونا بالکل ظاہر ہے کہ حضور کی ساتھ

[۱] العبدی نسبۃ لبنی عبد قیس قبیلۃ مشہورۃ ۱۲

[۲] ابو المتوکل الناجی اسمہ علی بن دواد بضم الدال وتقدیم الواو وقیل داؤد بفتح الدال ۱۲

[۳] بآیۃ الخ وهی ان تعذبہم فانہم عبادک الآیۃ وکان علیہ السلام بہا یرکع ویسجد کما رواہ احمد وغیرہ ویشکل علیہ ما فی روایۃ مسلم وغیرہ من النہی عن القراءۃ فی الرکوع والسجود واجیب بانہ یحتمل ان یکون لبیان الجواز او قبل النہی او یراد بان المعنی یرکع ویسجد بمقتضی هذہ الآیۃ مثلا بلفظ سبحان ربی العزیز الحکیم ۱۲

موسى الانصاري ثنا معن ثنا مالك عن ابى النضر عن ابى سلمة عن عائشة[16] ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يصلى جالسا فيقرء وهو جالس فاذا بقى[1] من قراءته قدر ما يكون ثلثين او اربعين اية قام فقراء وهو قائم ثم ركع وسجد ثم صنع فى الركعة الثانية مثل ذلك حدثنا احمد بن منيع ثنا هشيم انا[ف] خالد الحذاء[2] عن عبد الله بن شقيق[17] قال سألت عائشة عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تطوعه فقالت كان يصلى ليلا طويلا قائما وليلا طويلا قاعدا فاذا قرء وهو قائم ركع وسجد وهو قائم واذا قرء وهو جالس ركع وسجد وهو جالس حدثنا

قيل كان ذلك فى كبر سنه وقيل صرحت به عائشة ۱۲

هذا شك من الراوى فلما قال ان ما ذكرته بناه على التخمين او اشارة الى التنويع بان يكون تارة

فيه اشارة الى ان صلوة الليل لم تكن فرضا عليه صلى الله عليه وسلم القاعد بغير عذر له نصف اجر القائم

ف انبانا

[1] بقى فيه ايماء الى ان الذى كان يقرأه قبل ان يقوم اكثر لان البقية تطلق فى الغالب على الاقل ۱۲ قارى

[2] الحذاء بمفتوحة و شدة ذال معجمة هو خالد ابن مهران ولم يكن يحذاء ولكن كان يجلس اليهم فنسب اليهم ۱۲

نماز کی بھی بے ادبی اور اس سے لاپرواہی معلوم ہوتی ہے۔"

نمبر ۱۶ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اسلئے) بیٹھکر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرنے میں تقریباً تیس چالیس آیت رہجاتی تھی تو کھڑے ہوکر تلاوت فرماتے تھے اور رکوع میں تشریف لیجاتے تھے اور کھڑے ہونیکی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسیطرح دوسری رکعت ادا فرماتے **ف** بعض لوگوں نے دوسری حدیث کی بنا پر اس صورت کو ناجائز بتلایا ہے، لیکن حنفیہ کے نزدیک یہ صورت اسی حدیث کیوجہ سے جائز ہے بیجوری نے لکھا ہے کہ یہ صورت ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے۔"

نمبر ۱۷ ۔ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور کی نوافل کو پوچھا انھوں نے فرمایا کہ حضورؐ رات کے طویل حصہ میں نوافل کھڑے ہوکر پڑھتے تھے حضورؐ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب قرات کھڑے ہوکر فرماتے تو رکوع و سجود بھی کھڑے ہونیکی حالتمیں ادا فرماتے اور جب قرات بیٹھکر فرماتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھنے ہی کی حالت میں ادا فرماتے **ف** رات کے طویل حصہ میں نوافل کے علما نے دو مطلب تحریر فرمائے ہیں، یا تو یہ کہ ایک ہی رات میں بہت سا حصہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے تھے اور بہت سا حصہ بیٹھکر اور دوسرا مطلب یہ کہ یہ مختلف راتوں پر محمول ہے کہ بعض راتوں میں طویل نماز کھڑے ہوکر پڑھتے تھے اور بعض راتوں میں طویل نماز بیٹھکر پڑھتے تھے لیکن یہ دوسرا مطلب زیادہ ترجیح دیا گیا ہے اس حدیث

اسحاق بن موسی الانصاری ثنا معن ثنا مالك عن ابن شهاب عن السائب بن یزید عن المطلب بن ابی وداعة السهمی عن حفصة زوج النبی صلی الله علیه وسلم قالت كان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی فی سبحته قاعدا ویقرأ بالسورة ویرتلها حتی تكون اطول من اطول منها حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا الحجاج بن محمد عن ابن جریج قال اخبرنی عثمان بن ابی سلیمان ان ابا سلمة بن عبد الرحمن اخبره ان عائشة اخبرته ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یمت حتی كان اكثر صلوته وهو جالس حدثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراهیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال صلیت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ركعتین قبل الظهر وركعتین بعدها وركعتین بعد المغرب فی بیته وركعتین

(حواشی بین السطور: ای النافلة لیلا — السبحة من التسبیح وهی الصلوٰة النافلة — الجهنیین — المراد بالمعیة الموافقة فی العمل لا المجامعة — ای فی المسجد ولیفید ہذا التقیید المغرب بقوله فی بیته)

كا اخیر مضمون بظاہر اس سے پہلی حدیث کے مخالف ہے اسلئے علماء نے ان دونوں کو دو حالتوں پر محمول فرمایا کہ نوافل کا مدار نشاط اور سرور پر ہے جسوقت جسطرح نشاط زیادہ حاصل ہوتا اُسیطرح پڑھتے ۔۔"

نمبر ۱۸ ۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نوافل بیٹھکر پڑھتے اور اُن میں کوئی سورۃ پڑھتے تو اسقدر ترتیل سے پڑھتے کہ وہ سورت اپنے سے لانبی سورت سے بڑھ جاتی تھی ف یعنی چھوٹی سورۃ میں ترتیل اور قراءۃ سے پڑھنے کیوجہ سے بڑی سورتونکے برابر دیر لگ جاتی"

نمبر ۱۹ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے قریب زمانہ میں اکثر نوافل بیٹھکر پڑھا کرتے تھے ف چونکہ زمانہ ضعف کا تھا اور نیز حضور تلاوت زیادہ فرماتے تھے گو بیٹھکر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہونے سے آدھا ہوتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں، حضور کے لئے بیٹھکر نماز پڑھنے کا ثواب اُتنا ہی ہے جتنا کھڑے ہوکر، چنانچہ ابوداؤد وغیرہ کی روایات میں اسکی تصریح ہے ۔" *

نمبر ۲۰ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ دو رکعتیں ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو عشا کے بعد وہ بھی گھر میں پڑھی"

---

۱ وداعة بفتح الواو وتخفیف الدال المهملة بعدها الف ثم عین مهملة ۱۲

۲ السهمی نسبة لقبیلة من قریش قاله المناوی ۱۲

۳ فی سبحته بضم السین وسكون الموحدة ای نافلته سمیت سبحة لاشتمالها علی التسبیح تقول فلان یسبح ای یصلی فرضا ونفلا ویسبح علی راحلته ۱۲

۴ الزعفرانی بفتح الزای المعجمة وسكون العین المهملة وفتح الفاء والراء وبعد الالف نون نسبة الی الزعفرانیة قریة قرب بغداد وقیل محلة قد یمتد بكرخ بغداد كذا فی هامش تهذیب التهذیب ۱۲

۵ فی بیته متصل بالثلثة قبله او بسنة المغرب فقط واغرب ابن ابی لیلی فقال لا تجزئ سنة المغرب فی المسجد قاله القاری ۱۲

بعد العشاء فی بیتہ حدثنا احمد بن منیع ثنا اسمعیل بن ابراھیم ثنا ایوب عن نافع عن ابن عمرؓ[21] قال ابن عمر و حدثتنی حفصۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی رکعتین حین یطلع الفجر وینادی المنادی قال ایوب اراہ[1] قال خفیفتین حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا مروان بن معویۃ الفزاری[2] عن جعفر بن برقان عن میمون بن مھران عن ابن عمر[22] قال حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمانی رکعات رکعتین قبل الظھر ورکعتین بعدھا ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء قال ابن عمر و حدثتنی حفصۃ برکعتی الغداۃ ولم اکن اراھما من النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا ابو سلمۃ یحیی بن خلف ثنا بشر بن المفضل

ف۔ اس حدیث میں سنتوں کا ذکر ہے سنت مؤکدہ حنفیہ کے نزدیک بھی اسیطرح ہیں جیساکہ ابن عمرؓ کی حدیث میں گذرا۔ البتہ ظہر کی سنتیں حنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں بخاری شریف اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے، حضرت عائشہؓ مسند احمد ابوداؤد وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کے لئے تشریف لیجاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھکر تشریف لیجاتے تھے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سنتیں مکان پر پڑھکر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں، جیساکہ حضرت عائشہؓ وغیرہ کی روایات میں ہے اور مسجد میں تشریف لاکر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جسکو حضرت ابن عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کسی ضرورت کیوجہ سے دو ہی رکعت سنت پڑھی ہوں،،

نمبر ۲۱۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے (میری بہن ام المؤمنین) حفصہؓ کہتی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح صادق کیوقت جسوقت مؤذن اذان کہتا ہے اُس وقت دو خفیف رکعتیں پڑھا کرتے ہیں

ف۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ یہ دو رکعتیں متعدد روایات سے خفیف ہی ثابت ہیں اسلئے انکو تخفیف ہی سے پڑھنا افضل ہے، انمیں منجملہ اور قرأتوں کے سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے،،

نمبر ۲۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے یہ بھی مروی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

[1] اراہ الضمیر المنصوب لنافع ای ان ایوب راوعنہ ۱۲

[2] الفزاری بفتح الفاء وتخفیف الزای وبعد الالف راء نسبۃ الی فزارۃ وہی قبیلۃ،، ۱۲

عن خالد الحذاء عن عبداللہ بن شقیق قال سالت عائشۃ عن صلوۃ النبی (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصلی قبل الظہر رکعتین وبعدھا رکعتین وبعد المغرب رکعتین (ثنتین خ) وبعد العشاء رکعتین وقبل الفجر ثنتین حدثنا محمد بن المثنی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن ابی اسحاق قال سمعت عاصم بن ضمرۃ یقول سالنا علیا عن صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من النہار قال فقال انکم لا تطیقون ذلک قال قلنا من اطاق[1] منا ذلک صلی فقال کان اذا کانت الشمس من ھھنا کھیئتہا من ھھنا عند العصر صلی رکعتین[2] واذا کانت الشمس من

من الطاقۃ ای بحسب الکیفیۃ والحال او باعتبار الدوام ۱۲ — اشارۃ الی جانب المشرق ۱۲ — اشارۃ الی جانب المشرق ۱۲ — ھذا ھو صلوۃ الضحی ۱۲

آٹھ رکعتیں ہوگئیں، دو ظہر سے قبل دو ظہر کے بعد دو مغرب کے بعد دو عشاء کے بعد مجھے میری بہن حفصہؓ نے صبح کی دو رکعتوں کی بھی خبر دی ہے جنکو میں نے نہیں دیکھا تھا **ف** یہ دو رکعتیں چونکہ ہمیشہ گھر میں ہی پڑھی جاتی تھیں اور صبح کا وقت زیادہ تر حاضر باشی کا ہوتا نہیں اسلئے ابن عمرؓ کا یہ کہنا کچھ مستبعد نہیں بعض علما کہتے ہیں کہ نہ دیکھنے کا یہ مطلب ہے کہ اُسوقت تک نہیں دیکھا تھا جسوقت حفصہ نے خبر دی تھی،،

نمبر ۲۳ عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نوافل کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے دو رکعت ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو صبح کی نماز سے قبل بتلائی **ف** اسمیں بجز ظہر کے قبل دو سنتوں کے علاوہ باقی میں حنفیہ کا اتفاق ہے ظہر کی سنتیں حنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذیل میں وضاحت سے گذر چکا خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی تصریح ہے کہ ظہر سے قبل چار رکعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے اسلئے اسکو کبھی کسی ضرورت پر حمل کریں گے،

نمبر ۲۴ عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن نوافل کے متعلق دریافت کیا جنکو آپ دن میں پڑھتے تھے حضرت علیؓ نے کہا کہ تم وہ تنے خشوع خضوع اہتمام و انتظام کی طاقت کہاں رکھ سکتے ہو ہم نے عرض کیا کہ جو طاقت رکھ سکتا ہوگا وہ پڑھیگا اور جو طاقت نہیں رکھیگا وہ معلوم کرلیگا تاکہ دوسروں کو بتلا سکے) اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کے

[1] یعنی ومن لم یطق منا ذلک علم ۱۲ ج
[2] رکعتین قال المشائخ ھذہ صلوۃ الضحی و ۲ الاربع الاتیۃ الصلوۃ عند الزوال صلوۃ الاوابین والاوجہ عندی ھذہ صلوۃ الاشراق والاتیۃ الضحی ۱۲

ھہنا کہیئتہا من ھہنا عند الظہر صلی اربعا ویصلی قبل الظہر اربعا وبعدھا رکعتین وقبل العصر اربعا یفصل بین کل رکعتین بالتسلیم علی الملئکۃ المقربین والنبیین ومن تبعھم من المؤمنین والمسلمین

(اشارۃ الی جانب المشرق ۱۲ — اشارۃ الی جانب المشرق ۱۲ — ای الصلوۃ قبل الزوال ۱۲ — قیل یعنی بہ التشہد سمی تسلیما لاشتمالہ علیہ ۱۲)

باب صلوۃ الضحیٰ

(چاشت گاہ ۱۲)

حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابوداؤد الطیالسی نا شعبۃ عن یزید الرشک[1] قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی

وقت میں جب آفتاب آسمان پر اتنا اوپر چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کیوقت ہوتا ہے اُسوقت حضور دو رکعت (صلوۃ الاشراق) پڑھتے تھے اور جب اسقدر اوپر ہو جاتا جتنا ظہر کی نماز کے وقت ہوتا ہے تو اُسوقت چار رکعت (چاشت کی نماز) پڑھتے تھے، ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے، چار رکعت کے درمیان بیٹھکر ملائکہ مقربین اور انبیاء و مؤمنین پر سلام بھیجتے تھے **ف** اس سے التحیات بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اُسمیں السلام علیک ایہا النبیؐ الخ ہوتا ہے اس صورت میں ہر چار رکعت کو شامل ہے اور یہ بھی ممکن کہ بجائے التحیات کے سلام مراد ہو تو مقصود یہ ہے کہ ان چار رکعتوں میں جو عصر سے قبل پڑھی جاتی تھیں، دو پر سلام پھیر دیتے تھے، عصر کی نوافل دو رکعت اور چار رکعت دونوں طرح سے ثابت ہیں خود حضرت علیؓ سے دونوں روایتیں ہیں،،

باب چاشت کی نماز کا ذکر

ف محدثین کے نزدیک صبح کے بعد وقت مکروہ نکلجانیکے بعد سے زوال تک سب صلوۃ الضحٰے کہلاتی ہیں لیکن صوفیا رضی اللہ عنہم کے یہاں یہ دو نمازیں ہیں ایک اشراق کی نماز کہلاتی ہے دوسری چاشت کی نماز کہلاتی ہے چوتھائی دن تک اشراق کا وقت رہتا ہے اور چوتھائی کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وہ روایت جو گذشتہ باب کے اخیر میں ذکر کیگئی اور ایسے ہی اور دیگر روایات صوفیا کا ماخذ ہے، صلوۃ الضحیٰ میں علماء کا بہت اختلاف ہے شراح حدیث نے اسمیں علماء کے آٹھ مذہب لکھے ہیں حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے، مصنف نے اسمیں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،، **نمبر ۱** معاذہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

[1] الرشک بکسر الراء وسکون المعجمۃ کبیر اللحیۃ لقب یزید بن ابی یزید الضبعی کذا فی القاموس وقال ابوالفرج الجوزی ھو بالفارسیۃ الکبیر اللحیۃ ولقب بہ لکبر لحیتہ قال ابن الجوزی دخل عقرب فی لحیتہ فاقام بہا ثلثا ھذا ھو المشہور وقیل الرشک القسام کما یاتی فی الصیام من المصنف ۱۲

الضحی قالت نعم اربع رکعات ویزید ما شاء اللّٰہ عز وجل حدثنا محمد بن المثنی حدثنی حکیم بن معویۃ الزیادی[1] حدثنا زیاد بن عبید اللّٰہ[2] ابن الربیع الزیادی عن حمید الطویل عن انس[2] بن مالک ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یصلی الضحی ست رکعات حدثنا محمد بن المثنی ثنا محمد بن جعفر انا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن عبد الرحمٰن[3] بن ابی لیلی قال ما اخبرنی احد انہ رأی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصلی الضحی الا ام ھانی فانھا حدثت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل بیتھا یوم فتح مکۃ فاغتسل فسبح ثمانی رکعات ما رأیتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلی صلوۃ قط اخف منھا غیر انہ کان یتم الرکوع والسجود

پوچھا گیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ ہاں ہاں چار رکعت کم سے کم پڑھتے تھے اور اس سے زائد جتنا دل چاہتا پڑھ لیتے **ف** صلوۃ الضحی نوافل ہیں اسلئے جتنا دل چاہے پڑھے کوئی انتہا نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارہ رکعات پڑھنی ثابت ہوئی ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضورؐ سے پڑھنا آٹھ ہی رکعت کا ثابت ہے، البتہ ترغیب بارہ رکعات تک وارد ہوئی ہے۔

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چھ رکعات پڑھا کرتے تھے **ف** اختلاف اوقات کے لحاظ سے حضورؐ کی صلوۃ الضحی کی رکعات بھی مختلف ہیں، لہذا ان احادیث کو کچھ ایک دوسرے سے تعارض نہیں۔

نمبر ۳ عبد الرحمٰن ایک تابعی کہتے ہیں کہ مجھے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی نے حضورؐ کی صلوۃ الضحی کی خبر نہیں پہنچائی، البتہ ام ہانیؓ نے یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اُنکے مکان پر تشریف لے گئے اور غسل فرما کر آٹھ رکعات نماز پڑھی میں نے اُن آٹھ رکعات سے زیادہ مختصر حضورؐ کی کبھی کوئی نماز نہیں دیکھی لیکن باوجود مختصر ہونیکے رکوع سجود پورے پورے فرما رہے تھے یہ نہیں کہ مختصر ہونے کیوجہ سے رکوع وسجود ناقص ہوں، **ف** عبد الرحمٰنؒ کے اس کہنے سے کہ ام ہانیؓ کے سوا کسی اور نے روایت نہیں کی یہ نہیں لازم آتا کہ یہ نماز ام ہانیؓ کے سوا کسی اور صحابی کو معلوم نہیں تھی، خود اسی باب میں چند صحابہ کی روایات

[1] الزیادی بکسر الزای وفتح التحتیۃ وبعد الالف دال مھملۃ نسبۃ الی احد اجدادہ زیاد ۱۲۔

[2] عبید اللّٰہ مصغراً وفی نسخۃ مکبرا قالہ القاری قلت والمؤید بکتب الرجال ھو المصغر ۱۲۔

حدثنا ابن ابی عمر ثنا وکیع ثنا کہمس بن الحسن عن عبد اللہ بن شقیق قال قلت لعایشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی قالت لا الا ان یجیئ من مغیبہ حدثنا زیاد بن ایوب البغدادی ثنا محمد بن ربیعۃ عن فضیل بن مرزوق عن عطیۃ عن[5] ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الضحی (ای من سفر ۱۲) حتی نقول لا یدعھا ویدعھا حتی نقول لا یصلیھا (واشت تعلم ان ظاہر ہذہ العبارۃ انہا لیست مخصوصۃ بالسفر ۱۲) حدثنا احمد بن منیع عن[1] ھشیم انا عبیدۃ عن ابراھیم عن سہم[2] بن منجاب عن قرثع[3] الضبی او عن قزعۃ[4] عن قرثع عن ابی[6] ایوب الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یدمن اربعا (ای یداوم ۱۲)

[1] عبیدۃ مصغرا ۱۲ ابن معتب وذکرہ المناوی بلفظ ابی عبیدۃ والظاھر انہ وہم وابراھیم شیخہ ھو النخعی ۱۲

[2] سہم بفتح سین وسکون ھاء کفلس ابن منجاب بکسر میم فسکون نون فجیم فالف بعدہا موحدۃ آخر الحروف ۱۲

[3] قرثع بفتح قاف وسکون راء فمثلثۃ مفتوحۃ فعین مہملۃ علی وزن جعفر ۱۲

[4] او عن قزعۃ بفتح قاف وزائ وعین مہملۃ کذا فی [illegible] وغرضہ انہ شک ھشیم فی ان الروایۃ بواسطۃ قزعۃ او بدون الواسطۃ وسیاتی الحدیث الآتی بدون الشک بزیادۃ الواسطۃ ۱۲

موجود ہیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ تو کہتے ہیں کہ صلوۃ الضحی کی روایات اس کثرت سے موجود ہیں کہ تواتر تک پہونچ گئی۔

نمبر ۴ عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلوۃ الضحی پڑھتے تھے انھوں نے یہ فرمایا کہ معمولاً تو نہیں پڑھتے تھے ہاں سفر سے جب لوٹتے تو ضرور پڑھتے۔ **ف** حضور کی عادت شریفہ تھی کہ اکثر مدینہ منورہ صبح کے وقت میں داخل ہوتے اور اول مسجد میں تشریف لیجا کر نوافل ادا فرماتے حضرت عایشہ کا یہ جواب معاذہ کے اُس جواب کے بالکل خلاف ہے جو شروع باب میں گذر چکا اسلئے علما نے اسکی مختلف طرح سے توجیہ فرمائی، امام بیہقی نے یہ توجیہ کی ہے کہ جس حدیث میں نفی وارد ہے اُسمیں نفی دوام کی مراد ہے جو گاہے گاہے پڑھنے کے منافی نہیں بعض علما نے اسطرح جمع فرمایا کہ سفر سے لوٹنے کے علاوہ اور ایام میں مسجد میں نہیں پڑھتے تھے بلکہ گھر پڑھتے تھے اس حدیث میں نفی خاصۃً مسجد میں پڑھنے کی مقصود ہے،

نمبر ۵ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الضحی کبھی تو اسقدر اہتمام سے پڑھتے تھے کہ ہم لوگوں کا یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ کبھی نہیں چھوڑینگے اور حضور کبھی (فرض ہونیکے خوف سے یا کسی اور مصلحت سے) ایسا ترک فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بالکل چھوڑ دی اب کبھی نہیں پڑھیں گے **ف** بہت سے امور کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امت کی سہولت کے خیال سے ترک فرمادیتے تھے جسکی بہت سی مثالیں ہیں،

نمبر ۶ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زوال کے وقت

رکعات عند زوال الشمس فقلت یارسول اللہ انك تدمن ھذہ الاربع الرکعات
(من الادمان یعنی ہمیشہ کا کرنا ۱۲)
عند زوال الشمس فقال ان ابواب السماء تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج
حتی تصلی الظہر فاحب ان یصعد لی فی تلك الساعۃ خیر قلت افی کلھن قراءۃ
قال نعم قلت ھل فیھن تسلیم فاصل قال لا حدثنا احمد بن منیع ثنا ابو معاویۃ
ثنا عبیدۃ عن ابراھیم عن سھم بن منجاب عن قزعۃ عن القرثع عن ابی ایوب
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ حدثنا محمد بن المثنی انا ابو داؤد ثنا محمد
ابن مسلم بن ابی الوضاح عن عبد الکریم الجزری عن مجاھد عن عبد اللہ
ابن السائب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس

چار رکعت پڑھتے تھے میں نے عرض کیا کہ آپ ان چار رکعتوں کا بڑا اہتمام فرماتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا کہ آسمان کے دروازے زوال کے وقت سے ظہر کی نماز تک کھلے رہتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی کار خیر اس وقت آسمان پر پہونچ جاوے، میں نے عرض کیا کہ انکی ہر رکعت میں قرأت کی جائے حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں قرأت کیجاوے میں نے عرض کیا کہ انمیں دو رکعت پر سلام فصل پھیرا جائے حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں چاروں رکعات ایک ہی سلام سے ہونی چاہئیں **ف** یہ نماز صوفیا کے یہاں صلوۃ الزوال سے تعبیر کیجا سکتی ہے اسلئے کہ انکے نزدیک مستحبات میں صلوۃ الزوال کا بھی شمار ہے لیکن محدثین کے نزدیک یہ ظہر کی سنتیں ہیں اسلئے کہ انکے نزدیک ظہر کی سنت کے علاوہ اور کوئی نوافل زوال کے بعد ثابت نہیں، بہر صورت دونوں قول کیموافق اسکو اور نیز آئندہ احادیث کو صلوۃ الضحی سے کوئی ظاہری مناسبت نہیں اسلئے امام ترمذی کا ان احادیث کو چاشت کی نماز کے ذیل میں ذکر کرنا مشکل ہے لیکن مشائخ نے اسکی مختلف توجیہات فرمائی ہیں، اول یہ کہ چونکہ انکا وقت چاشت کی نماز کا منتہا تھا اسلئے تبعاً ان کیساتھ ذکر فرمادی مستقل باب کی ضرورت نہیں بعض لوگوں کی یہ رائے ہے کہ یہ کاتب کی غلطی سے اس جگہ نقل ہوگئی ورنہ اسکا اصل محل گذشتہ باب ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ بعض نسخوں میں اس جگہ ذکر نہیں بلکہ اس پہلے ہی باب میں ذکر کی گئی ہیں، اور بھی مختلف توجیہات کیگئیں ہیں"

نمبر ۷ عبد اللہ بن السائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے قبل

---

۱ عند الزوال الخ قیل فی المناسبۃ بالترجمۃ ان لفظ عند کما یطلق علی عقب زوال الشمس یمکن حملہ علی ما قبلہ فتکون صلوۃ الضحی وقیل ان فی بعض النسخ لیس ہہنا باب الضحی ولا باب التطوع ولا باب الصوم بل کلہا داخلۃ تحت باب عبادتہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ن

۲ احمد بن الخ غرض المص بایراد ھذا السند ان احمد بن منیع روی ھذا الحدیث عن ھشیم بالشك فی ذکر قزعۃ وعدمہ وروی عن ابی معویۃ بالواسطۃ بدون الشك والجزم قاض علی الشك فکان واسطۃ قزعۃ ثابتۃ فی الروایۃ ولکن اثبات الواسطۃ اخرجہ ابن ماجۃ والامام احمد فی مسندہ الا ان ابا داؤد اخرجہ عن ابن منجاب عن قرثع عن ابی ایوب فتامل ۱۲

۳ ابو معاویۃ قیل ھو ھشیم المذکور فی السند المتقدم واشکل بانہ ان کان کذلك فلا فائدۃ لتکرار السند ووجہ بان الغرض ان ابن منیع روی تارۃ عن ھشیم بالتردد وتارۃ بدونہ قال المناوی قلت وانت خبیر بان المشھور بھذہ الکنیۃ عدۃ رجال لکن الظاھر ھہنا انہ یکون ھشیما المذکور فانہ ایضا یکنی بابی معاویۃ ۱۲

۴ عبد الکریم ھو ابن مالك الجزری ۱۲

قبل الظہر وقال انہا ساعۃ تفتح فیہا ابواب السماء فاحب ان یصعد لی فیہا عمل صالح حدثنا ابو سلمۃ یحیی بن خلف ثنا عمر بن علی المقدمی[1] عن مسعر ابن کدام عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرۃ عن علی انہ کان یصلی قبل الظہر اربعا وذکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیہا عند الزوال ویمد فیہا

باب صلوۃ التطوع فی البیت

حدثنا عباس العنبری ثنا عبدالرحمن بن مہدی عن معویۃ بن صالح عن العلاء بن الحارث عن حرام[2] بن معویۃ عن عمہ عبداللہ[3] بن سعد قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوۃ فی بیتی والصلوۃ فی المسجد قال قد تری ما اقرب بیتی من المسجد فلان اصلی فی بیتی احب الی من ان اصلی فی المسجد الا ان تکون صلوۃ مکتوبۃ ۔ ،،

چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس ساعت میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اسوقت بارگاہ عالی تک پہونچ جائے ،،

نمبر ۸ حضرت علی رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعت کو پڑھتے تھے اور انہیں طویل قراءۃ پڑھتے تھے ،،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل گھر میں پڑھنے کا ذکر

ف اس باب میں مصنف نے ایک ہی حدیث ذکر فرمائی ہے ،،

نمبر ۱ عبداللہ بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنی افضل ہیں یا گھر میں، حضور نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد کے کتنا قریب ہے (جسکی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد سے زیادہ پسند ہے **ف** نوافل کا مبنی چونکہ اخفا پر ہے اسلئے انکا گھر میں پڑھنا افضل ہے تاکہ اخفا کامل ہو اسی لئے واجبات وغیرہ جنکا اخفا مناسب نہیں وہ مسجد ہی میں افضل ہیں

ف۔ اخبرنا

[1] المقدمی بضم المیم وفتح القاف وتشدید الدال المہملۃ المفتوحۃ ہو عمر بن علی بن عطاء ابن مقدم المقدمی ۱۲

[2] حرام بمہملتین مفتوحتین بن معویۃ ہو حرام بن حکیم بن خالد بن سعد بن الحکم ووہم من جعلہا اثنین قالہ القاری ۱۲

[3] عبداللہ بن سعد الانصاری الحرامی ووہم من جعلہ عبداللہ بن سعید بالیاء ۱۲

باب ما جاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ایوب عن عبد اللہ بن شقیق قال سألت عائشۃ عن صیام رسول اللہ (النبی) صلی اللہ علیہ وسلم قالت کان یصوم حتی نقول قد صام ویفطر حتی نقول قد افطر قالت وما صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہرا کاملا منذ قدم المدینۃ الا رمضان حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعیل بن جعفر عن حمید عن انس بن مالک انہ سئل عن صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یصوم من الشہر حتی یری ان لا یرید

ت اخبرنا

۲ بنون الجمع او بالتحتانیۃ علی بناء المجہول او بالخطاب ثلثۃ وجوہ ۱۲

جیسے طواف کعبہ کی رکعتیں اور صلوۃ التراویح وغیرہ۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزوں کا ذکر

ف، اس باب سے مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نفل روزوں کا بیان ہے آپ کی عادت شریفہ روزہ بہت رکھنے کی تھی کبھی کبھی آپ مسلسل کئی کئی دن کے روزے رکھتے تھے روزہ کی فضیلتیں احادیث کی کتابوں میں بہت سی وارد ہوئی ہیں، میرے استاد مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ہر سال رمضان کے شروع میں روزہ کے احکام و فضائل مع نقشہ افطار و سحر وغیرہ مفت شائع فرمایا کرتے ہیں جس کا دل چاہے اُس وقت منگا لیا کرے کہ کارآمد چیز ہے۔

ع اسی پتہ سے مل سکتی ہے

نمبر ۱، عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ کبھی حضور اسقدر متواتر روزہ رکھتے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرماویں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے، لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے (ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گذر دیا ہو یہ بھی نہیں کیا، کما فی ابی داؤد)

نمبر ۲، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے حضور کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انھوں نے فرمایا کہ عادت شریفہ اس میں مختلف تھی کسی ماہ میں اتنے روزہ رکھتے کہ یہ خیال ہو جاتا کہ اس میں افطار فرمانے کا ارادہ ہی

ان یفطر منه ویفطر منه حتی نری ان لا یرید ان یصوم منه شیئا وکنت لا تشاء ان تراه من اللیل مصلیا الا رایته مصلیا ولا نائما الا رایته نائما حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو داؤد ثنا شعبة عن ابی بشر قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول ما یرید ان یفطر منه ویفطر حتی نقول ما یرید ان یصوم وما صام شهرا کاملا منذ قدم المدینة الا رمضان حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدی عن سفیان عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمة عن ام سلمة قالت ما رأیت النبی صلی الله علیه وسلم یصوم شهرین متتابعین الا شعبان و رمضان قال ابو عیسی هذا اسناد صحیح وهکذا قال عن ابی سلمة عن ام سلمة

سالم ۱۲

نہیں کسی ماہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں آپ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں آپکی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ اگر تو حضور کو رات کو سوتا ہوا دیکھنا چاہے تو یہ بھی ہو جاتا اور اگر نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہے تو یہ بھی میسر ہو جاتا **ف** مقصود یہ کہ حضور کی عادت شریفہ تمام رات سونے کی تھی نہ تمام رات جاگنے کی بلکہ درمیانی رفتار میں حقوق نفس ادا فرماتے ہوئے عبادات کا اہتمام بھی پورا پورا فرماتے تھے، اسلئے شب کو سوتے ہوئے دیکھنا بھی ممکن تھا اور نماز کی حالت میں دیکھنا بھی، بعض علماء نے اسکا دوسرا مطلب بھی بتلایا ہے وہ یہ کہ عادت اقدس اس باب میں مختلف تھی کہ کبھی اول شب میں نوافل پڑھتے کبھی اوسط میں کبھی اخیر میں اسلئے اگر رات کے کسی حصہ خاص میں کوئی سوتے ہوئے یا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے،،

نمبر ۳ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی حضور کی یہ عادت شریفہ مروی ہے کہ کسی ماہ میں اکثر حصہ روزہ رکھتے تھے جس سے ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس میں افطار کا ارادہ نہیں، اور کسی ماہ میں ایسے ہی اکثر افطار فرماتے تھے لیکن کسی ماہ میں بجز رمضان المبارک کے تمام ماہ کے روزہ نہیں رکھتے تھے،،

نمبر ۴ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان و شعبان کے سوا دو ماہ کامل مسلسل روزہ رکھتے نہیں دیکھا **ف** یہ حدیث بظاہر گذشتہ تمام احادیث کے خلاف ہے کیونکہ

له قال ابو عیسی الغرض المصدر فعم ما یظهر فی هذا الحدیث من الاختلاف علی ابی سلمة بان سالما رواه عن ابی سلمة عن ام سلمة وغیر واحد رواه عنه عن عائشة فدفعه المص بقوله انه یحتمل ان ابا سلمة روی عنهما جمیعا ۱۲

وروی ھذا الحدیث غیرواحد عن ابی سلمۃ عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویحتمل ان یکون ابو سلمۃ بن عبدالرحمن قد روی ھذا الحدیث عن عائشۃ وام سلمۃ جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا ھناد ثنا عبدۃ عن محمد ابن عمرو ثنا ابو سلمۃ عن عائشۃ قالت لم ار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم فی شھر اکثر من صیامہ فی شعبان کان یصوم شعبان الا قلیلا بل کان یصوم کلہ[1] (ای کانہ یصوم کلہ) حدثنا القاسم بن دینار الکوفی ثنا عبید اللہ[2] بن موسی وطلق بن غنام عن شیبان

اب تک سب روایتیں اس پر متفق تھیں کہ حضور رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے لیکن اس حدیث میں اسکی ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا، ان دونوں کی تطبیق علماء نے مختلف طریقہ سے فرمائی ہے اول یہ کہ اس حدیث میں شعبان کو مبالغۃً ذکر کر دیا حضور کی عادت شریفہ اکثر حصہ شعبان کے روزہ رکھنے کی تھی چنانچہ آئندہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود اسکی تصریح موجود ہے، دوسرے یہ کہ ممکن ہے کسی وقت میں اتفاقاً حضور نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں جسکی ام سلمہ کو اطلاع ہوئی اوروں کو نہیں ہوئی، غرضکہ حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس وغیرہ حضرات کی روایات میں عادت کی نفی ہے کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی، اتفاقاً کسی ماہ کے پورے روزے رکھ لینا اس کے منافی نہیں۔

نمبر ۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (رمضان کے علاوہ) شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصہ میں آپ روزے رکھتے تھے بلکہ (قریب قریب) تمام مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔ **ف** یہ ترقی کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تمام ماہ شعبان کے روزوں کا ذکر صاف بتلا رہا ہے کہ اس سے مبالغہ مقصود ہے۔ شعبان میں روزوں کی کثرت کی وجہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ اس مہینہ میں وہ دن بھی ہے جس میں سال کے اعمال حق تعالیٰ جل شانہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں اسکے علاوہ اور بھی بعض وجوہ احادیث وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔

---

[1] بل کان الخ اشکل اکثارہ علیہ السلام صیام شعبان مع انہ ورد عند مسلم وغیرہ افضل الصیام بعد رمضان صوم شھر اللہ المحرم واجیب باحتمال انہ کان یعرض لہ علیہ السلام اعذار تمنعہ عن الصوم فی المحرم کالسفر وغیرہ او ان شعبان تخصیص رفع الاعمال وھو لا یوجد فی المحرم او انہ علیہ السلام ما علم افضلیۃ المحرم الا فی اٰخر عمرہ الشریف قالہ البیجوری قلت ویحتمل ان المراد بشھر المحرم صوم بعضہ وھو یوم عاشوراء دون تمام الشھر وکان علیہ السلام یصومہ فلا ابعاد ۱۲

[2] عبید اللہ بن موسی بلفظ التصغیر فما فی بعض النسخ عن عبد اللہ بن موسی غلط ۱۲

عن عاصم عن زرّ عن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم من غرۃ کل شہر ثلثۃ ایام وقل ما کان یفطر یوم الجمعۃ حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو داؤد انا شعبۃ عن یزید الرشک قال سمعت معاذۃ قالت قلت لعائشۃ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ایام من کل شہر قالت نعم قلت من ایہ کان یصوم قالت کان لا یبالی من ایہ صام قال ابو عیسٰی ویزید الرشک ھو یزید الضبعی البصری وھو ثقۃ وروی عنہ شعبۃ وعبد الوارث بن سعید وحماد بن زید واسمٰعیل بن ابراہیم وغیر واحد من الائمۃ وھو یزید القاسم ویقال القسام والرشک بلغۃ اھل البصرۃ ھو القسام حدثنا ابو حفص عمرو بن علی ثنا عبد اللہ بن داؤد عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن ربیعۃ الجرشی عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وھو دلیل لابی حنیفۃ والک حیث ذہبا الی ان صوم یوم الجمعۃ وحدہ حسن وعند الشافعی یکرہ افراد الجمعۃ بالصوم ۱۲

الجرش موضع بالیمن ۱۲

نمبر ۶ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ کے شروع میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے **ف** ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنے کی ترغیب مختلف احادیث میں وارد ہوئی، ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہونے کی وجہ سے تین روزوں کا ثواب ایک ماہ کے روزوں کے برابر ہو جاتا ہے اور اس حیثیت سے یہ شخص گویا عمر بھر روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوگا ان تین دن کی تعیین میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں لیکن کوئی مخالفت نہیں کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ کے شروع ہی میں تین روزے رکھ لیتے تھے کبھی کبھی ہر پیر جمعرات کو کبھی تیرہ چودہ پندرہ کو ایسے ہی اور مختلف اوقات میں، ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے کبھی سفر یا حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے،

نمبر ۷ معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی سے پوچھا کہ حضور ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ رکھتے تھے میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ اسکا اہتمام نہیں تھا جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے **ف** یعنی کسی زمانہ میں یہ بھی معمول شریف رہا ہو کہ تعیین ایام کا اہتمام نہیں تھا۔

نمبر ۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پیر جمعرات کے روزہ کا اکثر اہتمام فرماتے تھے، **ف** بعض روایات میں ان دونوں کے روزہ کے اہتمام کی وجہ بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ

۱؎ عبد اللہ ای ابن مسعود کما ھو مصرح فی روایۃ المشکوۃ مع انہ یکون ہو المراد عند الاطلاق فی اصطلاح المحدثین قالہ القاری، ۱۲ ۲؎ غرۃ بضم غین معجمۃ وتشدید راء ای اولہ والمراد ہہنا اوائلہ ۱۲ ۳؎ قال ابو عیسٰی الخ غرض المصنف توثیقہ ویشکل علیہ بانہ تقدم ترجمتہ فی ابواب الضحٰی فکان الانسب ایراد التوثیق ہناک واجیب بانہ احتیج الی بیان توثیقہ ہہنا لان ما رواہ ہہنا یعارضہ ما مر من انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم غرۃ کل شہر ۱۲ ۴؎ الضبعی بضم المعجمۃ وفتح الموحدۃ بعدھا مہملۃ نسبۃ الی ضبیعۃ بن قیس ابن ثعلبۃ قالہ السمعانی فی الانساب، ۱۲ ۵؎ والرشک الخ اختلف فی معنی الرشک وسبب تلقیبہ بہ فقیل انہ بمعنی کثیر اللحیۃ وتقدم فی باب الضحٰی ومال المصالی انہ بمعنی القسمۃ وکان یزید یعرف علم القسمۃ وکان یباشرھا من جہۃ المملکۃ وکان ماھرًا فی قسمۃ الاراضی وحرفہا وقیل الرشک العقرب لقب بہ لدخولہ فی لحیتہ ومکثہ ثلثا وقیل لانہ کان غیورًا فکان عین الغیرۃ والرشک قیل ھو المعتمد فالرشک بالفتح فی الفارسیۃ بمعنی الغیرۃ وعرب فغیر اولہ قالہ القاری، ۱۲ ۶؎ عمرو بن علی بفتح اولہ وبالواو ہو ابو حفص الفلاس الحافظ، ۱۲ ۷؎ الجرشی بضم جیم وفتح راء فشین معجمۃ موضع بالیمن ۱۲

یعنی صوم الاثنین والخمیس حدثنا ابو مصعب المدینی عن مالك بن انس عن ابی النضر عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن عائشة قالت ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم فی شهر اکثر من صیامه فی شعبان حدثنا محمد بن یحیی ثنا ابو عاصم عن محمد بن رفاعة عن سهیل بن ابی صالح عن ابیه عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو احمد ومعویة بن هشام قالا ثنا سفین عن منصور عن خیثمة عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله

ایک چاراوپر ہی کی حدیث میں قریب ہی آرہی ہے، پیر کے دن کے متعلق مسلم شریف کی ایک روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ میں پیر ہی کے دن پیدا کیا گیا ہوں، اور پیر ہی کے روز مجھ پر قرآن شریف نازل ہونا شروع ہوا ہے، وغیرہ وغیرہ ""

نمبر ۹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے کسی ماہ میں زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے **ف** اس کا بیان مفصل گذر چکا ہے۔"

نمبر ۱۰ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال پیر جمعرات کے دن حق تعالیٰ جل شانہ کے دربار عالی میں پیش ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں **ف** تاکہ قبولیت کے زیادہ قریب ہوجاویں اعمال پیش ہونے میں اشکال ہے کہ مسلم شریف کی ایک روایت کا یہ حاصل ہے کہ اعمال صبح و شام دو مرتبہ روزانہ پیش ہوتے ہیں پھر پیر جمعرات کو پیش ہونیکا کیا مطلب، ان دونوں کے درمیان میں محدثین نے مختلف طریقہ سے جمع کیا ہے سہل یہ ہے کہ رات دن کے اعمال مفصل روزانہ دو مرتبہ پیش ہوتے ہیں اور پھر ہفتہ میں دوبارہ مجملاً پیش ہوتے ہیں ایسے ہی تمام سال کے مجموعہ اعمال شعبان میں پیش ہوتے ہیں۔"

نمبر ۱۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہر مہینہ کے تین روزے اسطرح بھی رکھتے تھے کہ ایک مہینہ میں بار اتوار پیر کو روزہ رکھ لیتے اور دوسرے ماہ منگل بدھ جمعرات کو،

ف رسول الله

۱۰ رفاعة بکسر الراء وبعد الالف عین مهملة ۱۲

۱۱ تعرض الخ اشکل علیه بروایة مسلم برفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار وعمل النهار قبل عمل اللیل واجیب بان الرفع غیر العرض وفیه توجیهات اخر ۱۲

۱۲ خیثمة بفتح خاء معجمة وثاء مثلثة بینهما تحتانیة ۱۲

علیہ وسلم یصوم من الشھر السبت والاحد والاثنین ومن الشھر الاخر الثلاثاء و الاربعاء والخمیس حدثنا ھارون بن اسحاق الھمدانی نا عبدۃ بن سلیمان عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن[12] عائشۃ قالت کان عاشوراء یوما یصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ وامر بصیامہ[1] فلما افترض رمضان کان رمضان ھو الفریضۃ وترک عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ حدثنا محمد بن بشار نا عبدالرحمن بن مھدی نا سفین عن منصور عن ابراھیم عن[13] علقمۃ قال سالت عائشۃ اکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخص من الایام شیئا

[1] وامر الخ فیہ دلیل لما قالہ الحنفیۃ انہ کان فرضا ثم نسخ خلافا لجمہور الشافعیۃ ۱۲

نمبر ۱۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورا کا روزہ زمانہ جاہلیت میں قریش رکھا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی (ہجرۃ سے قبل تطوعا) رکھ لیا کرتے تھے (لیکن ہجرۃ کے بعد) جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی (اہتمام سے) رکھا اور امت کو بھی (وجوبا) حکم فرمایا، مگر جب رمضان المبارک نازل ہوا تو وہی فرضی روزہ بن گیا اور عاشورے کی فرضیت منسوخ ہوگئی (اب استحباب باقی ہے) جس کا دل چاہے رکھے جس کا دل چاہے نہ رکھے۔ **ف** عاشورے کے روزے کی فضیلت میں مختلف روایتیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرفہ کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور عاشورے کے روزہ سے ایک سال کے بعض شروح میں لکھا ہے کہ عاشورے کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی، اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اور حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی، اسی دن اُنکی امت کا قصور معاف ہوا اور اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکالے گئے، کہتے ہیں کہ وحشی جانور بھی اس دن روزہ رکھتے ہیں، اللہ اکبر کس قدر متبرک دن ہے، **مسئلہ** عاشورے کا روزہ اصل دسویں تاریخ کا ہے لیکن چونکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا عاشورے کا نہیں رکھنا چاہئے اسلئے بہتر ہے کہ اُسکی ساتھ نویں تاریخ کا روزہ ملا لیوے اگر نویں کا نہ ملا سکے تو پھر گیارہویں کا ملاوے۔۔

نمبر ۱۳ علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایام کو عبادت

قالت كان عمله ديمة[1] وايكم يطيق ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يطيق حدثنا هرون بن اسحاق نا عبدة عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة[14] قالت دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعندى امرأة فقال من هذه قلت فلانة[2] لا تنام الليل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم من الاعمال ما تطيقون فوالله لا يمل حتى تملوا وكان احب ذلك الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الذى يدوم عليه صاحبه حدثنا ابو هشام محمد بن يزيد الرفاعى[3] نا ابن فضيل عن الاعمش عن ابى صالح قال سالت عائشة وام سلمة اى العمل كان احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم قالتا ما ديم عليه وان قل حدثنا محمد بن اسمعيل (البخاری) نا عبد الله بن صالح نا معوية ابن صالح عن عمرو بن قيس انه سمع عاصم بن حميد قال سمعت عوف بن مالك[16] يقول كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة فاستاك ثم توضأ ثم قام يصلى فقمت

کے لئے مخصوص فرمایا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ حضورؐ کے اعمال دائمی ہوتے تھے تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے جس کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طاقت رکھتے تھے "۔

نمبر ۱۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ تشریف لائے تو میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ فلانی عورت ہے جو رات بھر نہیں سوتی حضورؐ نے فرمایا کہ نوافل اسقدر اختیار کرنی چاہئیں جنکا تحمل ہو سکے حق تعالیٰ جل شانہٗ ثواب دینے سے نہیں گھبراتے یہانتک کہ تم عمل کرنے سے گھبرا جاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی عمل زیادہ پسند تھا جس پر آدمی نباہ کر سکے "۔

نمبر ۱۵ ابو صالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے پوچھا کہ حضورؐ کے نزدیک کونسا عمل زیادہ پسند تھا دونوں نے یہ جواب دیا کہ جس عمل پر مداومت کیجائے خواہ کتنا ہی کم ہو۔ **ف** ان سب روایتوں سے یہ مقصود ہے کہ روزہ اور ایسے ہی ہر نفلی عمل خواہ قلیل ہو لیکن جتنا کر سکے وہ نباہ کر اہتمام سے کرے۔

نمبر ۱۶ عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ تھا حضورؐ نے

[1] ديمة فعلة من الدوام القلب واوه ياء لكسرة ماقبلها واصل الديمة المطر يدوم اياما لارعد فيه ولا برق اقله ثلث ليال ثم شبه به غيره مما له دوام ۱۲ ع
[2] فلانة قال الرضى يكنى بفلان وفلانة عن اعلام الاناسى خاصة فيجريان مجرى المكنى عنه فيكونان كالعلم فلا يدخلهما اللام ويمتنع صرف فلانة ولا يجوز تنكير فلان فلا يقال جاءنى فلان وفلان آخر ۱۲ قارى
[3] الرفاعى بكسر الراء وتخفيف الفاء نسبة الى الجد اعلى له رفاعة ۱۲ ع

معه فبدء فاستفتح البقرة فلا يمر بآية رحمة الا وقف فسأل ولا يمر بآية عذاب الا وقف فتعوذ ثم ركع فمكث راكعا بقدر قيامه ويقول في ركوعه سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة ثم سجد بقدر ركوعه ويقول في سجوده سبحان ذي الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة ثم قرأ آل عمران ثم سورة سورة يفعل مثل ذلك

باب ما جاء في قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا الليث[1] عن ابن ابي مليكة[2] عن يعلى بن مملك[3] انه سأل ام سلمة عن قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هي تنعت قراءة مفسرة حرفا حرفا حدثنا محمد بن بشار ثنا وهب بن جرير بن حازم ثنا ابي عن قتادة قال قلت لانس بن مالك كيف كان قراءة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مدا[4] حدثنا

مسواک فرمائی پھر وضو فرمایا پھر نماز کی نیت باندھلی میں نے بھی حضورؐ کا اقتدا کیا اور حضورؐ کی ساتھ نماز کی نیت باندھلی حضورؐ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی اور جس آیۃ رحمت پر گذرتے وہاں وقف فرماکر حق جل شانہٗ سے رحمت کا سوال فرماتے اور ایسے ہی جس آیۃ عذاب پر گذرتے وہاں وقف فرماکر حق تعالیٰ شانہٗ سے اُس عذاب سے پناہ مانگتے پھر حضورؐ نے تقریباً اتنی ہی دیر رکوع فرمایا، رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملکوت والکبریاء والعظمۃ یہ دعا پڑھتے رہے، پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور سلطنت والی نہایت بزرگی اور عظمت و بڑائی والی ہے" پھر رکوع ہی کی مقدار کیموافق سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی دعا پڑھی، پھر (دوسری رکعت میں) سورۂ آل عمران (اور اسیطرح ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔" ✤

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءۃ کا ذکر

ف اس باب میں آٹھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔"

نمبر ۱ یعلی کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہؓ سے حضورؐ کی قراءۃ کی کیفیت پوچھی انھوں نے ایک ایک حرف علیحدہ علیحدہ صاف صاف کیفیت بتلائی **ف** یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے میں حروف واضح طور سے ظاہر ہوتے تھے

نمبر ۲ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضورؐ کی قرارت کی کیفیت پوچھی تو انھوں

---

[1] وقع في بعض النسخ ليث ابن شهاب وهو غلط ليس في الرواة احد اسمه ليث ابن شهاب بل هو ليث بن سعد "۱۲

[2] ابن ابي مليكة بالتصغير اسمه عبد الله بن عبيد الله

[3] مملك بفتح الميم الاولى وسكون الثانية وفتح اللام بعدها كاف ۱۲

[4] مدا بلفظ المصدر اي ذات مد والمراد به تطويل النفس في حروف المد واللين وفي رواية البخاري كان يمد مدا وفي بعض النسخ مداء على وزن فعلاء قال القاري لو نقف عليه رواية "۱۲

علی بن حجر ثنا یحیی بن سعید الاموی[1] عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ عن
ام سلمۃ[3] قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقطع قراءتہ یقول[2] الحمد للہ رب العلمین ثم
یقف ثم یقول الرحمن الرحیم ثم یقف وکان یقرا ملک یوم الدین (من التقطیع وہو جعل الشی قطعۃ قطعۃ) حدثنا قتیبۃ بن سعید
ثنا اللیث عن معاویۃ بن صالح عن عبد اللہ[2] بن ابی قیس قال سألت عائشۃ عن
قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکان یسر بالقراءۃ ام یجہر قالت کل ذلک قد کان یفعل
ربما اسر وربما جہر قلت الحمد للہ الذی جعل فی الامر سعۃ حدثنا محمود بن غیلان
ثنا وکیع ثنا مسعر عن ابی العلاء العبدی[3] عن یحیی بن جعدۃ عن ام ہانی[5] قالت کنت
اسمع قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل وانا علی عریشی حدثنا محمود بن غیلان ثنا
ابوداؤد انبانا شعبۃ عن معویۃ بن قرۃ[4] قال سمعت عبد اللہ[7] بن مغفل یقول رأیت

نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مد والے حروف کو مد کیساتھ کھینچکر پڑھتے تھے۔
نمبر ۳ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قرات جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پر پڑھتے تھے کہ الحمد للہ رب العلمین پر ٹہرتے پھر الرحمن الرحیم پر وقف کرتے پھر ملک یوم الدین پر وقف کرتے **ف** غرض ہر آیۃ کو جدا جدا نہایت اطمینان سے ترتیل کیساتھ پڑھتے۔
نمبر ۴ عبد اللہ بن ابی قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر انھوں نے فرمایا کہ دونوں طرح معمول تھا میں نے کہا الحمد للہ اللہ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی (کہ بمقتضائے وقت جیسا مناسب ہو آواز سے یا آہستہ اسی طرح پڑھ سکے) **ف** یہ سوال جیسا کہ جامع ترمذی شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے تہجد کی نماز کے بارہ میں تھا۔ **نمبر ۵** ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد حرام میں قرآن شریف پڑھتے تھے اور میں حضور) کے پڑھنے کی آواز رات کو اپنے گھر کی چھت پر سے سنا کرتی تھی **ف** یعنی یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت صاف صاف بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ میں اپنے مکان سے سن لیتی تھی، **نمبر ۶** عبد اللہ بن مغفل کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ

---

[1] الاموی بضم الہمزۃ وفتح میم نسبۃ الی بنی امیۃ ۱۲
[2] یقول الخ فیہ دلیل علی ان البسملۃ لیست جزء من الفاتحۃ علی ما ہو مذہبنا الحنفیۃ ومذہب مالک ؒ قالہ القاری خلافا للشافعیۃ ۱۲
[3] العبدی بفتح عین و سکون موحدۃ وفی بعض النسخ الغنوی بفتح الغین المعجمۃ والنون وکسر الواو قالہ القاری قلت والمؤید بکتب الرجال ہو الاول ۱۲
[4] قرۃ بضم قاف وتشدید راء مہملۃ ۱۲

النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقتہ یوم الفتح وہو یقرأ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال فقرأ ورجع قال وقال معویۃ بن قرۃ لولا ان یجتمع الناس علی لاخذت لکم فی ذلك الصوت او قال اللحن (الترجیع تردید الصوت ۱۲) حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا نوح بن قیس الحدانی[1] عن حسام[2] بن مصك[3] عن قتادۃ قال ما بعث اللہ نبیا الا حسن الوجہ حسن الصوت وکان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم حسن الوجہ حسن الصوت وکان

وسلم کو فتح کے دن انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر پڑھتے دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ترجیع کیساتھ پڑھ رہے تھے معویۃ بن قرۃ (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کے جمع ہو جانیکا ڈر نہ ہوتا تو میں اس لہجہ میں پڑھکر سناتا **ف** ترجیع کے معنے لغت کے اعتبار سے لوٹانیکے ہیں آواز کو لوٹا کر پڑھنا مراد ہے، خود عبد اللہ بن مغفلؓ سے اسکی تفسیر آآ منقول ہے، اسکا مطلب بعض علما نے آواز کو درست کر کے پڑھنے کا فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ کے فتح ہونے اور دار الاسلام بنجانے کیوجہ سے غایت سرور تھا اسلئے نہایت لطف سے پڑھ رہے تھے مگر میرے استاذ حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اونٹنی پر تشریف فرما تھے اسلئے اُسکی حرکت سے آواز ترجیعی معلوم ہوتی تھی، اسی بنا پر عبد اللہ بن مغفل نے اُسکی تفسیر آآ سے نقل کی، اور اسیوجہ سے معوٰیۃ نے اُس کی نقل کرنے کی ہمت نہیں کہ دانستہ اُس طرح آواز بنانے سے لوگ مجتمع ہو جاویں گے اس توجیہ کے موافق آئندہ حدیث کے بھی مخالف نہیں ہوگی، بندہ کے نزدیک یہی توجیہ زیادہ پسندیدہ ہے اسلئے کہ اگر پہلے قول کے موافق آواز بنا کر اور درست کر کے پڑھنا مراد ہے تو پھر لوگوں کے مجتمع ہونیکا کیا خوف نیز دوسری حدیث سے خلاف بھی نہیں رہے گا۔"

نمبر ۷ قتادہ کہتے ہیں کہ حق تعالی جل شانہ نے ہر نبی کو حسین صورت اور حسین آواز والا مبعوث فرمایا ہے اسیطرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسین صورت اور جمیل آواز والے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف (گانیوالوں کی طرح) آواز بنا کر نہیں پڑھتے تھے **ف** اس حدیث کو پہلی حدیث سے بظاہر تعارض ہے جسکی توجیہ گذشتہ حدیث کے ذیل میں گذر چکی، محدثین نے اس حدیث کی تضعیف بھی فرمائی ہے

[1] الحدانی نسبۃ الی حدان بضم حاء وتشدید دال مہملتین قبیلۃ من الازد ۱۲

[2] حسام بضم حاء مہملۃ بعدھا سین مہملۃ ۱۲

[3] مصك بکسر میم وفتح مہملۃ وتشدید کاف ضعیف قال الدارقطنی من مناکیرہ حدیث ما بعث اللہ نبیا الا حسن الصوت ۱۲

(ترجمہ) حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن ثنا یحیی بن حسان ثنا عبد الرحمن ابن ابی الزناد عن عمرو بن ابی عمرو عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کان قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربما یسمعہا من فی الحجرۃ وھو فی البیت

باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا سوید بن نصر انا عبد اللہ بن المبارک عن حماد بن سلمۃ عن ثابت عن مطرف وھو ابن عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ

نمبر ۸ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز صرف اسقدر بلند ہوتی تھی کہ آپ اگر کوٹھڑی میں پڑھتے تو صحن والے سُن لیتے۔ **ف** قرآن شریف کا آہستہ اور آواز سے پڑھنا دونوں مواقع کے لحاظ سے افضل ہیں، اگر ترغیب کا موقع ہو یا کوئی اور سبب جہر کی ترجیح کا ہو تو جہر سے پڑھے، اور اگر ریا وغیرہ کا خوف ہو تو آہستہ پڑھے، غرض یہ کہ موقع کے لحاظ سے مختلف ہوتا رہتا ہے، اور جیسا موقع ہو ویسے ہی پڑھنا افضل ہے۔ *

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ وزاری کا ذکر

ف آدمی کا رونا چند وجوہ سے ہوتا ہے کبھی رحمت کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی خوف کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی اشتیاق کی وجہ سے ہوتا ہے کبھی غلبۂ خوشی سے کبھی کسی درد وغیرہ کی تکلیف کی وجہ سے کبھی رنج کی وجہ سے ہوتا ہے، ایک رونا النفاق کا کہلاتا ہے جو کسی دوسرے کے دکھلانے کی وجہ سے نماز وغیرہ میں خشوع خضوع ظاہر کرنے کے طور پر رویا جاوے ایک رونا منگنے کا کہلاتا ہے جیسے کسی کے مردہ کو بلا مزدوری لئے رویا جاوے ایک ایسے ہی مزدوری کا رونا کہلاتا ہے جیسے کسی میت کے گھر مزدوری لیکر رویا جاوے جیسا کہ بعض جگہ دستور ہے ایک موافقت کا رونا کہلاتا ہے وہ یہ کہ کسی کو روتا ہوا دیکھکر رونا آجائے وغیرہ وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ اکثر میت پر شفقت و رحمت یا امت پر خوف یا اللہ کے ڈر یا اس کے اشتیاق سے ہوتا تھا جیسا کہ روایات سے معلوم ہوگا انہی اقسام کا رونا محمود ہے ورنہ باقی مذموم ہیں، اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

نمبر ۱ عبد اللہ بن شخیر کہتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نماز پڑھ رہے تھے اور

لہ (ترجیع) ای قصد او ترجیع الغناء قالہ القاری وقد علمت ان الحدیث ضعیف وتقدم فی الھندیۃ ایضا انتھی منہ ۱۲

لہ مطرف بضم المیم وفتح الطاء المھملۃ وکسر الراء المشددۃ ابن الشخیر بکسر المعجمتین المشددتین فمثناۃ تحتیۃ فراء مھملۃ ۱۲

عليه وسلم وهو يصلي ولجوفه ازيز كازيز المرجل من البكاء حدثنا محمود بن غيلان ثنا معوية بن هشام ثنا سفين عن الاعمش عن ابراهيم عن عبيدة[1] عن عبد الله ابن مسعود قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأ علي فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأ عليك وعليك انزل قال اني احب ان اسمعه من غيري فقرأت سورة النساء حتى بلغت وجئنا بك على هؤلاء شهيدا قال فرأيت عيني النبي صلى الله عليه وسلم تهملان حدثنا قتيبة ثنا جرير عن عطاء بن السائب عن ابيه عن عبد الله بن عمرو قال انكسفت الشمس يوما[2] على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حتى لم يكد يركع[3] ثم ركع فلم يكد يرفع راسه

(مثل آواز دیگ بر دو جوش ۱۲) (ای فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲)

رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی جوش کی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے **ف** یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال خشوع وخضوع کی وجہ سے تھا کہتے ہیں کہ صوفیا کے وجد وتواجد کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

نمبر ۲ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف سناؤ (شاید حضورؐ نے اسلئے ارشاد فرمایا ہو کہ سننے میں غور وتدبر پڑھنے سے زیادہ ہوتا ہے) میں نے عرض کیا کہ حضور آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ ہی کو سناؤں (شاید ابن مسعود کو یہ خیال ہوا ہو کہ سنانا تبلیغ اور یاد کرنے کیواسطے ہوتا ہے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں میں نے امتثال حکم میں سنانا شروع کیا اور سورۂ نساء (جو چوتھے سپارے کے پونے سے شروع ہوتی ہے) پڑھنی شروع کی میں جب اس آیۃ پر پہونچا فکیف اذا جئنا من کل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا تو میں نے حضورؐ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہ رہی تھیں **ف** حضورؐ کا یہ گریہ یا اس وجہ سے تھا کہ احوال قیامت منکشف ہو گئے تھے یا امت پر خوف کیوجہ سے تھا۔

نمبر ۳ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گہن ہوا (یہ قصہ جمہور کے نزدیک ۱۰ھ کا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے

[1] عبيدة بفتح عين مهملة وكسر باء موحدة السلماني التابعي كذا في الشروح وكتب الرجال ۱۲
[2] يوما اختلفوا في ان الكسوف وقع في عهده عليه السلام مرة او اكثر منها فالجمهور من اهل الحديث واهل السير على الاول وقوى النووي وغيره الثاني ۱۲
[3] يركع اختلفت الروايات في عدد الركوع الى ست ركوعات فقالت الشافعية والبخاري ان ما زاد على الركوعين وهم او مرجوح والراجح روايات الركوعين وقالت الحنفية ان الاصل في الصلوة ركوع واحد وهو المؤيد بالروايات القولية وروايات الفعل متعارضة فبقي الاستدلال بالقول سالما عن المعارضة ۱۲

ثم رفع راسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع راسہ ثم رفع راسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع راسہ فجعل ینفخ[1] ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وانا فیھم رب الم تعدنی[2] الا تعذبھم وھم یستغفرون ونحن نستغفرک فلما صلّٰی رکعتین انجلت الشمس فقام فحمد اللہ تعالیٰ واثنی علیہ ثم قال ان الشمس والقمر اٰیتان من اٰیات اللہ فاذا انکسفا فافزعوا الیٰ ذکر اللہ تعالیٰ حتیٰ

اور نماز شروع فرما کر اتنا طویل قیام کیا کہ گویا رکوع کرنیکا ارادہ ہی نہیں، اور پھر رکوع اتنا طویل کیا کہ گویا رکوع سے اٹھنے کا ارادہ ہی نہیں پھر ایسے ہی رکوع کے بعد سر اٹھا کر قومہ میں اتنا طویل قیام کیا کہ گویا سجدہ کرنا ہی نہیں اسیطرح سجدہ سے اٹھکر جلسہ اور پھر جلسہ کے بعد دوسرے سجدہ میں غرض ہر ہر رکن اسقدر طویل ہوتا تھا کہ گویا یہی رکن اخیر تک کیا جاویگا دوسرا کوئی رکن نہیں اس کے بعد شدت غم اور جوش کیسی سانس لیتے تھے اور روتے تھے اور حق تعالیٰ شانہ کی بارگاہ عالی میں یہ عرض کرتے کہ اے اللہ تم نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میری موجودگی تک امت کو عذاب نہ ہوگا، یا اللہ تم ہی نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ جبتک یہ لوگ استغفار کرتے رہیں گے عذاب نہیں ہوگا، اب ہم سب کے سب استغفار کرتے ہیں (نویں پارہ کے اخیر میں ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون. یہ اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے) حضورؐ نے جب سلام پھیرا ہے تو آفتاب نکل چکا تھا، حضورؐ نے اس کے بعد وعظ فرمایا جس میں حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا کے بعد یہ مضمون فرمایا کہ شمس وقمر کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے تاریک نہیں ہوتے بلکہ حق تعالیٰ جل شانہ کی دو نشانیاں ہیں (جن سے حق سبحانہ اپنے بندوں کو عبرت دلاتے ہیں اور ڈراتے ہیں) جب یہ گہن ہو جایا کریں تو اللہ جل جلالہ کیطرف فوراً متوجہ ہو جایا کرو اور استغفار و نماز شروع کر دیا کرو۔ ف اس وعظ کی یہ مصلحت تھی کہ ایام جاہلیت میں یہ بات مشہور تھی کہ چاند و سورج کا گہن کسی بڑی موت یا کسی بڑے شخص کی پیدائش کی وجہ سے ہوتا ہے اور اتفاق وقت کہ حضورؐ کے زمانہ میں جب گہن ہوا تو اس دن صاحبزادۂ اقدس حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال بھی ہوا تھا اس لئے اس سے جاہلی خیال کی اور بھی تائید ہوتی تھی، صلوٰۃ الکسوف میں علماء کا خلاف ہے کہ ایک رکوع سے پڑھنی چاہیئے۔ یا ایک سے

[1] ای ثم یقرب ۱۲

[2] من الوعدۃ ۱۲

[1] نفخ بغیر ان یظھر من فمہ حرفان فلا بطلان للصلوٰۃ ولفظ ابی داؤد ثم نفخ فی اٰخر سجودہ فقال اف اف وکتب الوالد المرحوم فی تقریرہ علیہ، ھذہ حکایۃ لصوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ثمتہ ولا یستلزم صدور الحروف فی الحکایۃ صدورھا فی المحکی عنہ ولا یلزم فساد الصلوٰۃ وھذا کما فی حکایتھم لصوت الغراق بغاق مع ان شیئا من الحروف لا یصدر منہ فاثبات الحروف فی حکایۃ لضرورۃ النقل والکتابۃ انتھی فللّٰہ درہ برد اللہ مضجعہ فما اجاد۔۔

محمود بن غیلان ثنا ابو احمد ثنا سفین عن عطاء بن السائب عن عکرمة عن[۴] ابن عباس قال اخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم ابنة[۱] له تقضی[۲] فاحتضنها فوضعها بین یدیه فماتت وهی بین یدیه وصاحت ام ایمن فقال یعنی النبی صلی الله علیه وسلم اتبکین عند رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت الست اراك تبکی قال انی لست ابکی انما هی رحمة ان المؤمن بکل خیر علی کل حال ان نفسه تنزع من بین جنبیه وهو یحمد الله تعالی حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مهدی ثنا سفین عن عاصم بن عبید الله عن القاسم بن محمد[۱] عن عائشة[۵] ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو میت وهو یبکی او قال

(ای البکاء رحمة والتانیث باعتبار الخبر ۱۲ — فان الموت تحفة المؤمن ۱۲ ق — ابن ابی بکر ۱۲)

زائد حنفیہ کا مسلک ایک ہی رکوع کا ہے اس حدیث سے اُن کی تائید ہوتی ہے، باقی علمی بحث اور فریقین کے دلائل اس جگہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔ ،،

نمبر ۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کی ایک لڑکی قریب الوفات تھیں حضورؐ نے اُنکو گود میں اٹھایا اور اپنے سامنے رکھ لیا، حضورؐ کے سامنے ہی رکھے رکھے اُنکی وفات ہوگئی، ام ایمن (جو حضورؐ کی ایک باندی تھیں) چلاکر رونے لگیں حضورؐ نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے ہی چلاکر رونا شروع کردیا (چونکہ حضورؐ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لئے) اُس نے عرض کیا کہ حضورؐ بھی تو رو رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ ممنوع رونا نہیں یہ اللہ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرماویں اور اُن میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرماویں) پھر حضورؐ نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے، حتی کہ خود اُس کا نفس نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے **ف** اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ قصہ کس صاحبزادی کا ہے اس جگہ مقصود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نرم دلی بیان کرتا ہے کہ سنگدلی شفقت کے خلاف ہے،

نمبر ۵ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضورؐ نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو اُنکی وفات کے بعد بوسہ دیا اُس وقت حضورؐ کے آنسو ٹپک رہے تھے **ف** یہ جلیل القدر صحابی حضورؐ کے رضاعی بھائی ہیں مہاجرین میں سب سے پہلے شعبان ۲ھ میں اُن کا انتقال ہوا اور بقیع میں دفن ہوئے۔ ،،

[۱] ابنة قیل لا یخلو هذا الحدیث عن اشکال لان المراد بنته حقیقة کما هو ظاهر اللفظ فهو مشکل لان ارباب السیر والحدیث اتفقوا علی ان بناته صلی الله علیه وسلم کلهن متن فی الکبر واما ان یراد ابنة احدی بناته فیکون الاضافة مجازیة وهو لیس ببعید لکن لو ینقل ان ابنة احدی بناته ماتت فی الصغر الا ما فی مسند احمد عن اسامة قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم بامامة بنت ابی العاص من زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهی فی النزع واشکل بان اهل التاریخ قالوا ان امامة عاشت بعده علیه السلام حتی تزوجها علی فاما ان یحمل علی الوهم او یراد احد بنیه او ابن بعض بناته کما یؤیده الروایات قاله القاری قلت ولا بعد فی تعدد القصة بتوحید الاسم ۱۲
[۲] تقضی بفتح التاء وکسر الضاد یرید ان تموت من القضاء وهو الموت ۱۲
[۳] تبکی لا ینافی قول عائشة ما بکی رسول الله صلی الله علیه وسلم علی میت قط وانما غایة حزنه ان یمسك لحیته لان المراد ما بکی اسفا بل رحمة قاله القاری قلت بل ما بکی صیاحا بل اسال دمعا ۱۲

وجيناه تهرقان حدثنا اسحاق بن منصور انا ابو عامر ثنا فليح وهو ابن سليمان عن هلال بن علي عن انس بن مالك قال شهدنا ابنة لرسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس على القبر فرايت عينيه تدمعان فقال افيكم رجل لم يقارف الليلة قال ابو طلحة انا قال انزل فنزل في قبرها

باب ما جاء في فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا علي بن حجر انا علي بن مسهر عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت انما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي ينام عليه من ادم حشوه ليف

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صاحبزادی (ام کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ قبر میں وہ شخص اُترے جس نے آج رات مجامعت نہ کی ہو، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ہوں حضور کے فرمانے سے وہ قبر میں اتر ف کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عثمانؓ پر تعریض تھی کہ باوجودیکہ اُن کی بیوی حضور کی بیٹی سخت بیمار تھیں حتی کہ اُسی دن انتقال ہوگیا، اس کے باوجود وہ اس شب میں دوسری بیوی کیساتھ مشغول رہے،،

باب اُن روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں

ف اس باب میں دو حدیثیں وارد ہوئی ہیں،،

نمبر ۱ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑہ کا ہوتا تھا جس میں کھجور کے درخت کے چھلکے بھرے ہوئے تھے، **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کبھی چمڑہ کا ہوتا تھا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کبھی صرف ٹاٹ کا جیسا کہ دوسری حدیث میں آ رہا ہے کبھی صرف بوریا ہوتا تھا صحابہؓ جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضور یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام میری مثال اس راہ گیر کیسی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کے لئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا ہو اسلئے مجھے بستر وغیرہ کچھ نہیں چاہیئے،،

---

[۱] قوله فنزل في قبرها اشكل عليه نزول الاجانب في قبر المراة مع وجود المحرم ويمكن ان يجاب عنه بانه لا محظور فيه الا ترى انه استحب كما صرح به البحر الرائق في شرح كنز الدقائق وترك الاستحباب لمثل هذا التنبيه الذي كان مقصودا اهناك عما لا يستحب فيه مع انه يحتمل ان يكون بعض الاعذار هناك في المحارم ۱۲

[۲] الفراش بكسر الفاء ما يبسط الرجل تحته جمعه على فرش بضمتين فعال بمعنى مفعول كلباس بمعنى ملبوس ۱۲

[۳] مسهر بضم ميم وسكون سين مهملة وكسر هاء ۱۲

حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری ثنا عبد اللہ[1] بن میمون انا جعفر[2] بن محمد عن[3] ابیہ قال سألت عائشۃ ماکان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک قالت من ادم حشوہ لیف وسألت حفصۃ ماکان فراش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتک قالت مسحا (کمبل الامام اوست درخت خرما) نثنیہ ثنیتین فینام علیہ فلما کان ذات لیلۃ قلت لو ثنیتہ اربع ثنیات کان اوطأ (ای اوفق واہین) لہ فثنیناہ باربع ثنیات فلما اصبح قال ما فرشتمونی اللیلۃ قالت قلنا ھو فراشک الا انا ثنیناہ باربع ثنیات قلنا ھو اوطأ لک قال ردوہ لحالتہ الاولی فانہ منعتنی وطأتہ صلوتی اللیلۃ

باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(فروتنی نمودن)

نمبر ۲ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں حضور کا بستر کیسا تھا، انھوں نے فرمایا کہ چمڑہ کا تھا جس کے اندر کھجور کے درخت کے چھلکے بھرے ہوئے تھے حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں حضور کا بستر کیسا تھا انھوں نے فرمایا کہ ٹاٹ کا تھا جسکو دوہرا کر کے ہم حضور کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اسکو چوہرا کر کے بچھا دیا جاوے تو زیادہ نرم ہو جاوے میں نے ایسے ہی بچھا دیا، حضور نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کیا چیز بچھائی تھی میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بسترہ تھا رات اُسکو چوہرا کر دیا تھا کہ زیادہ نرم ہو جاوے حضور نے فرمایا کہ اُسکو اپنے ہی حال پر رہنے دو اُسکی نرمی رات مجھے تہجد سے مانع ہوئی **ف** نرم بسترہ کثرت نوم اور غفلت سے سونیکا سبب ہوتا ہے اور کھردری چارپائی پر اول تو نیند غفلت سے نہیں آتی دوسرے آنکھ بھی جلدی ہی کھلجاتی ہے۔

باب اُن روایات کا ذکر جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کثرت تواضع فرمانیکے بارہ میں وارد ہوئی ہیں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا سے زیادہ متواضع تھے صوفیا کہتے ہیں کہ حقیقۃً تواضع تجلی شہود کے دوام کے بغیر حاصل نہیں ہوتی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تواضع کے واقعات ایک دو نہیں ہزاروں سے زائد ہیں اسلئے اُنکا احاطہ تو کیسے ہو سکتا ہے تاہم نمونۃً مصنف نے کچھ ذکر فرمائے ہیں، ایک مرتبہ کسی سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنیکا ارادہ فرمایا اور اُس کا کام تقسیم فرمالیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کر لیا،

[1] عبد اللہ بن میمون ابن داؤد القداح فما فی المصریۃ عبد اللہ بن مہدی غلط ۱۲
[2] جعفر الصادق
[3] الامام المشہور وابوہ الامام محمد باقر لکن الحدیث منقطع لانہ لم یلق حفصۃ وعائشۃ ۱۲ قاری

حدثنا احمد بن منیع وسعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیر واحد قالوا انا سفین بن عیینۃ عن الزہری عن عبید[1] اللّٰہ عن عبد اللّٰہ بن عباس عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصاری عیسے ابن مریم انما انا عبد اللّٰہ فقولوا عبد اللّٰہ ورسولہ حدثنا علی بن حجر انا سوید ابن عبد العزیز عن حمید عن انس بن مالک ان امرأۃ جاءت الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت ان لی الیک حاجۃ فقال اجلسی فی ای طریق المدینۃ شئت اجلس الیک حدثنا علی بن حجر انا علی بن مسہر عن مسلم الاعور عن انس بن مالک قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعود المریض ویشہد الجنازۃ ویرکب الحمار ویجیب دعوۃ العبد وکان یوم بنی قریظۃ علی حمار مخطوم بحبل من لیف علیہ

علی صیغۃ المخاطبۃ من الامر ۱۲ — وضیعا کان او شریفا ۱۲ — ای یوم حرب بنی قریظۃ ۱۲ — ذات خطام ۱۲

[1] عبید اللّٰہ قال العلماء کان حق المصنف ان یعینہ لان المسمی بہ فی الرواۃ کثیرون لکن فی البخاری انہ عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن عتبۃ بن مسعود قالہ الباجوری ۱۲

[2] بضم اولہ من الاطراء وہو المبالغۃ فی المدح ۱۲

دوسرے نے کھال نکالنا کسی نے پکانا، حضورؐ نے فرمایا کہ پکانے کے لئے لکڑی اکٹھی کرنی میرے ذمہ، صحابہ نے عرض کیا کہ حضور یہ کام ہم لوگ کر لیں گے حضورؐ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو خوشی کرلو گے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ جل جلالہ بھی اسکو پسند نہیں فرماتے، ایسے ہی اور سینکڑوں واقعات ہیں، اس باب میں مصنف نے تیرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں "

نمبر ۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری ایسی تعریف مبالغہ آمیز حد سے فزوں نہ کرو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا (کہ اللہ کا بیٹا ہی بنا دیا) میں حق تعالیٰ جل شانہ کا بندہ ہوں اسلئے مجھے اللہ کا بندہ اور اُسکا رسول کہو "

نمبر ۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ تخلیہ میں عرض کرنا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ کسی سڑک کے راستہ پر بیٹھ جا میں وہیں آکر سن لوںگا

نمبر ۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت فرماتے تھے اور جنازوں میں شرکت فرماتے تھے گدھے پر سوار ہو جاتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے آپ بنو قریظہ کی لڑائی کے دن عربی گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پھوک کی تھی اور کاٹھی بھی اُسی کی تھی

اكاف من ليف حدثنا واصل بن عبد الاعلى الكوفى ثنا محمد بن فضيل عن الاعمش عن انس بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعى الى خبز الشعير والاهالة السنخة فيجيب ولقد كانت له درع عند يهودى فما وجد ما يفكها حتى مات حدثنا محمود بن غيلان ثنا ابوداؤد الحفرى عن سفيان عن الربيع بن صبيح عن يزيد بن ابان عن انس بن مالك قال حج رسول الله صلى الله عليه وسلم على رحل رث وعليه قطيفة لا تساوى اربعة دراهم فقال اللهم اجعله حجا لا رياء فيه ولا سمعة حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن انا عفان انا حماد بن سلمة عن حميد عن انس قال لم يكن شخص احب اليهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وكانوا اذا

له الحفرى بفتح المهملة والفاء لقد مر بيانه فى باب تعطره عليه السلام ١٢

ف عرب میں گدھوں کی ایک خاص قسم ہے جو جثہ میں یہاں کے موٹے خچروں سے بڑے ہوتے ہیں اور تیز اسقدر کہ معمولی ٹٹوؤں سے تیز ہوتے ہیں، دو دو تین تین آدمی اُنپر بے تکلف بیٹھ جاتے ہیں۔

نمبر ۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی پرانی چکنائی کی دعوت کئے جاتے تو آپ (اُسکو بھی بے تکلف) قبول فرمالیتے، آپکی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی، اخیر عمر تک حضور کے پاس اُس کے چھڑانے کے لائق دام نہیں ہوئے۔

نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پُرانے پالان پر حج کیا، اُس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درم کا بھی نہیں ہوگا، یہ بھی ممکن ہے کہ اُس پر سے مراد حضور کی ذات والا ہو یعنی آپ ایک معمولی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے جو چار درم کی بھی نہیں تھی، بعض فضلاء درس کے نزدیک یہ مطلب زیادہ پسندیدہ ہے لیکن بندۂ ناچیز کے نزدیک پہلا مطلب زیادہ راجح ہے اور اس باب کی گیارہویں حدیث اس کی تائید کرتی ہے) اور حضور یہ دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرمائیو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو **ف** یہ دعا امت کی تعلیم کی غرض سے تھی یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ کے کمال تواضع اور غایت عبودیت کی وجہ سے تھی۔

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

رأوه لم يقوموا لما يعلمون من كراهيته لذلك حدثنا سفين بن وكيع ثنا جميع بن عمر[1] بن عبد الرحمن العجلي ثني رجل من بني تميم من ولد ابي هالة زوج خديجة يكنى ابا عبد الله عن ابن لابي هالة عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال سالت خالي هند بن ابي هالة وكان وصافا عن حلية النبي صلى الله عليه وسلم وانا اشتهي ان يصف لي منها شيئا فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخما مفخما يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر فذكر الحديث[2] بطوله قال الحسن فكتمتها الحسين زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقني اليه فسأله عما سألته عنه ووجدته قد سأل اباه عن مدخله ومخرجه وشكله[3] فلم يدع منه شيئا قال الحسين فسألت ابي عن دخول رسول الله

الظاہر ان یکون الضمیر راجعا الی اباه ۱۲

مجبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا اس کے باوجود وہ پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اسلئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور کو یہ پسند نہیں تھا۔ ❊

نمبر ۷ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا وہ حضور کے حالات اکثر بیان کیا کرتے تھے اور مجھے اُن کے سننے کا اشتیاق تھا تو انھوں نے میرے پوچھنے پر حضور کے حلیہ شریف کا ذکر فرمایا کہ حضور بلند پایہ بلند مرتبہ تھے آپکا چہرۂ انور بدر کی طرح چمکتا تھا اور پورا حلیہ شریف (جیسا کہ شروع کتاب میں پہلے باب کی ساتویں حدیث میں مفصل گذر چکا ہے) بیان فرمایا، امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (بعض وجوہ سے) اس حدیث کا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ایک عرصہ تک ذکر نہیں کیا ایک عرصہ کے بعد ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس حدیث کو سن چکے تھے اور صرف یہی نہیں کہ ماموں جان سے یہ حدیث سن لی ہو بلکہ والد صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان تشریف لیجانے اور باہر تشریف لانے اور حضور کا طرز طریق بھی معلوم کر چکے تھے چنانچہ حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کے مکان تشریف لیجانیکے حالات دریافت کئے، تو آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف فرما ہونیکے وقت کو تین حصوں پر منقسم فرماتے تھے، ایک حصہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت میں خرچ فرماتے یعنی نماز وغیرہ پڑھتے، دوسرا گھر والوں

ف عمرو

[1] ابن عمر بلا واو وفی نسخة بالواو وقال القاری صوابه عمير بالتصغير وتقدم في مبدء الكتاب بيانه ۱۲

[2] الحديث تقدم بعضه في باب الخلق وبعضه في باب كيف كان الكلام ۱۲

[3] شكله بفتح اوله اي طريقه المسلوكة بين اصحابه في مجلسه فهو اخص من مخرجه وقيل بكسر اوله حسن طريقته وهيئته قاله القاري ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان اذا اوی الی منزلہ جزء دخولہ ثلثۃ اجزاء جزء اللہ عزوجل وجزء لاھلہ
وجزء لنفسہ ثم جزء جزءہ بینہ وبین الناس فیرد ذلک بالخاصۃ علی العامۃ ولا یدخر
عنھم شیئا وکان من سیرتہ فی جزء الامۃ ایثار اھل الفضل باذنہ وقسمہ علی قدر
فضلھم فی الدین فمنھم ذوالحاجۃ ومنھم ذوالحاجتین ومنھم ذوالحوائج فیتشاغل
بھم ویشغلھم فیما یصلحھم والامۃ من مسئلتھم عنہ واخبارھم بالذی ینبغی لھم
ویقول لیبلغ الشاھد منکم الغائب وابلغونی حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا فانہ من
ابلغ سلطانا حاجۃ من لا یستطیع ابلاغھا ثبت اللہ قدمیہ یوم القیمۃ لا یذکر
عندہ الا ذلک ولا یقبل من احد غیرہ یدخلون روادا ولا یفترقون الا عن ذواق

ف فرد

ف بما ف عنہم
لہ الا ذلک ای ما یذکر من حاجات الناس والمحتاج الیہ وقولہ ولا یقبل الخ بمنزلۃ تاکید لما تقدم ۱۲
لہ ذواق بفتح اولہ فعال بمعنی مفعول ای من مطعوم حسی علی ما ھو الا غلب او معنوی من العلم وغیرہ فانہ یقوم للروح مقام الطعام للجسد ۱۲ قاری

کے ادائے حقوق میں مثلاً اُن سے ہنسنا بولنا بات کرنا۔ تیسرا خاص اپنی راحت کے لئے رکھتے تھے پھر اُس اپنے والے حصہ کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے اس طرح پر کہ خواص اصحاب اُس وقت میں داخل ہوتے اُن خواص کے ذریعہ سے مضامین عوام تک پہونچتے اُن لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی نہ دین کے امور میں نہ دنیوی متاع میں غرض ہر قسم کا نفع بلا دریغ پہونچاتے) اس حصہ امت میں آپ کا یہ طرز تھا کہ اُن آنیوالوں میں اہل فضل یعنی اہل علم وعمل کو حاضری کی اجازت میں ترجیح دیتے، اُس وقت کو اُن کے فضل دینی کے لحاظ سے اُن پر تقسیم فرماتے بعض آنیوالے ایک حاجت لیکر آتے بعض دو حاجتیں بعض چند حاجتیں، حضور اُن کی حاجتیں پوری فرماتے اور اُنکو ایسے امور میں مشغول فرماتے جو خود اُنکی اور تمام امت کی اصلاح کے لئے مفید اور کارآمد ہوں،،

مثلاً اُن کا دینی امور کے بارہ میں حضورؐ سے سوال کرنا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی طرف سے مناسب امور کی اُنکو اطلاع فرمانا، حضورؐ یہ بھی فرمادیا کرتے تھے کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان مفید اور ضروری اصلاحی امور کو غائبین تک بھی پہنچادیں اور نیز یہ بھی حکم فرماتے کہ جو لوگ کسی عذر پردہ یا دوری شرم یا رعب کیوجہ سے مجھ سے اپنی ضرورتوں کا اظہار نہیں کرسکتے تم لوگ اُنکی ضرورتیں مجھ تک پہنچادیا کرو اسلئے کہ جو شخص بادشاہ تک اُس شخص کی حاجۃ پہنچائے جو خود نہیں پہنچا سکتا تو حق تعالیٰ شانہ قیامت

ويخرجون ادلة يعني على الخير قال فسألته عن مخرجه كيف كان يصنع فيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخزن لسانه الا فيما يعنيه ويؤلفهم ولا ينفرهم ويكرم كريم كل قوم ويوليه عليهم ويحذر الناس ويحترس منهم من غير ان يطوي على احد منهم بشره وخلقه ويتفقد اصحابه ويسأل الناس عما في الناس ويحسن الحسن ويقويه ويقبح القبيح ويوهيه معتدل الامر غير مختلف لا يغفل مخافة ان يغفلوا او يميلوا لكل حال عنده عتاد لا يقصر عن الحق ولا يجاوزه الذين يلونه من الناس خيارهم افضلهم عنده اعمهم نصيحة واعظمهم عنده منزلة احسنهم مواساة وموازرة قال فسألته عن

اے ہداۃ للناس ۱۲ — اے الی ۱۲ — اے الحسین ۱۲ — اے یجعلہ والیا ۱۲ — اے یحفظ انفسہم ۱۲ — یفعل خ — اے یسقط ۱۲ — اے لا یعجز عن اقامۃ الحق ۱۲ — بدل من خیارہم ۱۲ — النصیحۃ ارادۃ الخیر للمنصوح ۱۲ — ای المشارکۃ والمساہمۃ فی المعاش والرزق ۱۲

کے دن اُس شخص کو ثابت قدم رکھیں گے لہٰذا تم لوگ اس میں ضرور کوشش کیا کرو حضورؐ کی مجلس میں اہل ضرورت ہی کا تذکرہ ہوتا تھا اور ایسے ہی امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے خوشی سے سنتے تھے اسکے علاوہ لایعنی اور فضول باتیں حضور کی مجلس میں نہ ہوتی تھیں صحابہؓ حضورؐ کی خدمت میں دین کے طالب بنکر حاضر ہوتے تھے اور بلا کچھ چکھے وہاں سے نہیں آتے تھے (چکھنے سے مراد امور دینیہ حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اور حسی چکھنا بھی مراد ہو سکتا ہے اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ موجود ہوتا اُسکی تواضع فرماتے) صحابہؓ ہدایت اور خیر کے لئے رہنما بنکر آتے تھے امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے باہر تشریف آوری کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ حضور ضروری امور کے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے فضول تذکروں میں وقت ضائع نہیں فرماتے تھے آنیوالوں کی تالیف قلوب فرماتے انکو مانوس فرماتے متوحش نہیں بناتے تھے ہر قوم کے کریم و معزز کا اکرام و اعزاز فرماتے اور اُسکو خود اپنی طرف سے بھی اُسی قوم پر متولی اور سردار مقرر فرما دیتے، لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے (یا مضر امور سے بچنے کی تاکید فرماتے) اور خود اپنی بھی خلقت کی تکلیف رسانی سے حفاظت فرماتے لیکن کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور خوش خلقی کو نہیں ہٹاتے تھے اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے لوگوں کے آپس کے معاملہ کی تحقیق فرما کر انکی اصلاح فرماتے اچھی بات کی تحسین فرما کر تقویۃ فرماتے اور بُری بات کی برائی بتلا کر اُسکو زائل فرماتے، ہر امر میں میانہ روی اختیار فرماتے نہ کہ تلون، لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے مبادا کہ وہ دین سے غافل ہو جاویں یا کسی امر میں حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے دین سے اکتا جاویں

۱ے یخزن بضم الزای وکسرہا ای یحبس ویحفظ ویعنیہ بفتح اولہ ای یہمہ ۱۲

۲ے یحذر ای یحذر بعض الناس من بعض وامرہم بالحزم او یحذرہم من عذاب اللہ والیم عقابہ ۱۲ قالہ المناوی

۳ے بشرہ بکسر فسکون طلاقۃ وجہہ وبشاشتہ وفیہ رفع توہم نشأ من قولہ یحترس ولذا اکدہ بقولہ وخلقہ بضمتین او ضم اولہ ای حسن خلقہ قالہ القاری ۱۲

۴ے عتاد بفتح اولہ ہو العدۃ والتاہب یعنی انہ اعد لکل امر من الامور حکما من الاحکام دلیلا من ادلۃ الاسلام ۱۲

مجلسہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم ولا یجلس الا علی ذکر واذا انتھی الی قوم جلس حیث ینتھی بہ المجلس ویامر بذلک یعطی کل جلسائہ بنصیبہ لا یحسب جلیسہ ان احدا اکرم علیہ منہ من جالسہ او فاوضہ فی حاجۃ صابرہ حتی یکون ھو المنصرف ومن سألہ حاجۃ لم یردہ الا بہا او بمیسور من القول قد وسع الناس بسطہ وخلقہ فصار لہم ابا وصاروا عندہ فی الحق سواء مجلسہ مجلس علم وحیاء وصبر وامانۃ لا ترفع فیہ الاصوات ولا تؤبن فیہ الحرم ولا تنثی فلتاتہ متعادلین یتفاضلون فیہ بالتقوی متواضعین یوقرون فیہ الکبیر ویرحمون

جمع فلتۃ وہی الزلۃ یعنی لم یکن بمجلسہ فلتات فتنثی ۱۲

ہر کام کے لئے آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا امر حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد سے تجاوز فرماتے آپ کی خدمت میں حاضر ہونیوالے خلقت کے بہترین افراد ہوتے تھے آپ کے نزدیک افضل وہی ہوتا تھا جس کی خیر خواہی عام ہو، آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لے، امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی مجلس کے حالات دریافت کئے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ کی نشست و برخاست سب ذکر اللہ کیساتھ ہوتی تھی جب کسی جگہ آپ تشریف لیجاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف رکھتے اور اسی کا لوگوں کو حکم فرماتے ہر بیٹھنے والے کا دیکھنے میں حق ادا فرماتے آپ کے پاس کا ہر بیٹھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور سب سے زیادہ میرا اکرام فرما رہے ہیں جو آپکے پاس بیٹھتا یا کسی امر میں آپ کی طرف کوئی مراجعت کرتا تو حضور اُس کے پاس بیٹھے رہتے یہانتک کہ وہ خود اٹھنے کی ابتدا کرے جو آپ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ اُسکو مرحمت فرماتے یا اگر نہ ہوتی تو نرمی سے جواب فرماتے آپکی خندہ پیشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں کو عام تھی آپ تمام خلقت کے شفقت میں باپ تھے اور تمام خلقت حقوق میں آپکے نزدیک برابر تھی، آپ کی مجلس مجلس علم و حیاء اور صبر و امانت تھی (یعنی یہ چاروں باتیں اُسمیں حاصل کیجاتیں یا یہ کہ چاروں باتیں اُس میں موجود ہوتی تھیں) نہ اُس میں شور و شغب ہوتا تھا نہ کسی کی عزت و آبرو اتاری جاتی تھی، اُس مجلس میں اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تھی تو اُسکو شہرت نہیں دیجاتی تھی، آپس میں سب برابر شمار کئے جاتے تھے ایک کو دوسرے پر فضیلت تقوی سے ہوتی تھی، ہر شخص دوسرے کے

ت الله

لہ لا تؤبن بضم المثناۃ الفوقانیۃ فہمزۃ ساکنۃ فموحدۃ مخففۃ مفتوحۃ وتشدد ایضا فنون من الابن ھی العقد فی القضبان لانہ تعیبہا فالمراد بہ العیب قالہ المناوی ۱۲

ٹہ لا تنثی بضم اولہ او سکون النون وفتح المثلثۃ ای لا تشاع فلتاتہ بفتح الفاء واللام ای زلاتہ یعنی اذا فرطت من بعض حاضریہ سقطۃ لم تنش عنہ ذکرہ المناوی ۱۲

فیہ الصغیر ویؤثرون ذوالحاجۃ ویحفظون الغریب حدثنا محمد بن عبد اللہ ابن بزیع ثنا بشر بن المفضل ثنا سعید عن قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو اُھدی الی کراع لقبلت ولو دعیت علیہ لاجبت حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمن ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن جابر قال جاءنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس براکب بغل ولا برذون حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن انا ابونعیم ثنا یحیی بن ابی الہیثم العطار قال سمعت یوسف ابن عبد اللہ بن سلام قال سمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوسف واقعدنی فی حجرہ ومسح علی راسی حدثنا اسحاق بن منصور ثنا ابوداؤد انبانا الربیع وھو

سلہ برذون بکسر موحدۃ وسکون راء وفتح ذال معجمۃ ھو الفرس الاعجمی وقیل الترکی ای لم یکن راکب بغل ولا فرس بل کان ماشیا طالبا لمزید الثواب ۱۲ قاری

ساتھ تواضع سے پیش آتا تھا بڑوں کی تعظیم کرتے تھے، چھوٹوں پر شفقت کرتے تھے، اہل حاجت کو ترجیح دیتے تھے اجنبی مسافر آدمی کی خبرگیری کرتے تھے **ف** الغرض ہر بات اور ہر امر شریفانہ اخلاق سے منتہا پر تھی، اور کیوں نہ ہوتی جبکہ آپ کی بعثت میں تکمیل اخلاق کی غرض شامل تھی،،

نمبر ۸ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کا ایک پیر بھی دیا جاوے تو میں قبول کروں اور اگر اسکی دعوت کیجاوے تو میں ضرور جاؤں **ف** یعنی مجھے ہدیہ قبول کرنے میں بلکہ کسی جگہ جانے میں بھی اسکا خیال نہیں ہوتا کہ اتنی ذرا سی چیز کے لئے کیا جاؤں، بلکہ اللہ کی نعمت سمجھکر اسکو کمال رغبت سے قبول کرتا ہوں،،

نمبر ۹ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (میری عیادت کے لئے) تشریف لاتے نہ خچر پر سوار تھے نہ ترکی گھوڑے پر (یعنی نہ گھٹیا سواری پر سوار تھے نہ بڑھیا پر) بلکہ پاپیادہ تشریف لائے) **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع مقصود ہے، کہ امراء و سلاطین زمانہ کی طرح سواری کے عادی نہ تھے ..،،

نمبر ۱۰ یوسف بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام یوسف تجویز فرمایا تھا اور مجھے اپنی گود میں بٹھلایا تھا اور میرے سر پر دست مبارک پھیرا تھا **ف** اس حدیث میں حضور اقدس

ابن جبیر ثنا یزید الرقاشی عن انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حج علی رحل رث وقطیفۃ کنا نری ثمنہا اربعۃ دراہم فلما استوت بہ راحلتہ قال لبیک بحجۃ لا سمعۃ فیہا ولا ریاء حدثنا اسحاق ثنا عبد الرزاق ثنا معمر عن ثابت البنانی وعاصم الاحول عن انس بن مالک ان رجلا خیاطا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرب لہ ثریدا علیہ دباء وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاخذ الدباء وکان یحب الدباء قال ثابت فسمعت انسا یقول فما صنع لی طعام اقدر علی ان یصنع فیہ دباء الا صنع حدثنا محمد بن اسمعیل ثنا عبد اللہ بن صالح حدثنی معاویۃ بن صالح عن یحیی بن سعید عن عمرۃ قالت قیل لعائشۃ ماذا کان یعمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتہ قالت کان بشرا من البشر

صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال شفقت بچوں پر کمال رحمت معلوم ہوتی ہے"۔

نمبر ۱۱ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا جس پر ایک کپڑا تھا جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درم ہو گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ خدایا اس حج کو ریا اور شہرت سے بری فرمائیو۔ **ف** یہ حدیث اسی باب میں پانچویں نمبر پر گذر چکی ہے۔

نمبر ۱۲ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، کھانے میں ثرید اس پر کدو پڑا ہوا پیش کیا حضور کو چونکہ کدو مرغوب تھا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے کدو نوش فرمانے لگے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا جس میں مجھے کدو ڈلوانے کی قدرت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو۔ **ف** ثرید شوربے میں بھیگی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں، یہ قصہ حضور کے سالن کے باب کی گیارہویں حدیث میں بھی گذر چکا ہے وہاں بجائے ثرید کے شوربے روٹی کا ذکر ہے، ممکن ہے کہ دونوں چیزیں ہوں یا ثرید اسکو مجازاً کہدیا ہو یا اس حدیث میں شوربا روٹی اجزا کے لحاظ سے کہدیا ہو۔

نمبر ۱۳ عمرۃ کہتی ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ

یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ

باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا عباس بن محمد الدوری ثنا عبد اللہ بن یزید المقرئ ثنا اللیث بن سعد حدثنی ابو عثمان الولید بن ابی الولید عن سلیمان بن خارجۃ عن خارجۃ بن زید ابن ثابت قال دخل نفر علی زید بن ثابت فقالوا لہ حدثنا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ماذا احدثکم کنت جارہ فکان اذا نزل علیہ الوحی بعث الی فکتبتہ لہ فکنا اذا ذکرنا الدنیا ذکرھا معنا واذا ذکرنا الآخرۃ ذکرھا معنا واذا

زماناً ومدحاً شوہہ مزرعۃ الآخرۃ ۱۲ ق

وسلم دولت کدہ پر کیا کرتے تھے، انھوں نے فرمایا کہ عام آدمیوں کی طرح رہتے تھے۔ اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے، اور خود ہی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے اور اپنے کام خود ہی کر لیتے تھے، ف علماء کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ جوں بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سراسر نور تھے وہاں میل کچیل کہاں ایسے ہی آپ کا پسینہ سراسر عطر تھا، اس لئے اس تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ احتمالاً کہ شاید کسی دوسرے کی جوں چڑھ گئی ہو تلاش فرماتے تھے۔۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات میں

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق شہرۂ آفاق ہیں، حق تعالیٰ شانہ نے بھی کلام اللہ شریف میں انک لعلیٰ خلق عظیم سے آپ کے خلق کی تعریف فرمائی، آپ کے اخلاق جمیلہ اور عادات شریفہ آج دنیا میں ضرب المثل ہیں اور اخلاق محمدی کی عالم میں دھوم ہے، اس باب میں مصنف نے پندرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔۔

نمبر ۱ خارجہ کہتے ہیں کہ ایک جماعت زید بن ثابت کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور کے کچھ حالات سنائیں، انھوں نے فرمایا کہ حضور کے کیا کیا حالات سناؤں (وہ احاطہ بیان سے باہر ہیں) میں حضور کا ہمسایہ تھا جب حضور پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلا بھیجتے میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا، حضور

ف عن

[1] خلق بضم فسکون وبضمتین السجیۃ و الطبیعۃ وہو الصورۃ الباطنۃ من النفس و اوصافہا ومعانیہا بمنزلۃ الخلق للصورۃ الظاہرۃ واوصافہا ومعانیہا ولہما اوصاف حسنۃ او قبیحۃ ۱۲

[2] المقرئ اسم فاعل من اقراء بمعنی تعلیم القرآن ۱۲

ذکرنا الطعام ذکرہ معنا فکل ھذا احدثکم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا اسحاق بن موسی ثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن زیاد ابن ابی زیاد عن محمد بن کعب القرظی عن عمرو بن العاص قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل بوجھہ وحدیثہ علی اشر القوم یتالفھم بذلک فکان یقبل بوجھہ وحدیثہ علی حتی ظننت انی خیر القوم فقلت یا رسول اللہ انا خیر او ابوبکر فقال ابوبکر فقلت یا رسول اللہ انا خیر ام عمر فقال عمر فقلت یا رسول اللہ انا خیر ام عثمان فقال عثمان فلما سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصدقنی

اشر استعمال الالف فیہ قلیل وقیل لیقال اشر الا فی لغۃ ردیۃ ۱۲

ہمارے ساتھ عنایت درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا تذکرہ ہم کرتے تھے حضورؐ بھی ہمارے ساتھ ویسا ہی ذکر فرماتے تھے۔ جب ہم لوگ کچھ دنیاوی ذکر کرتے تو حضورؐ بھی اس قسم کا تذکرہ فرماتے اور جس وقت آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور آخرت کے تذکرے فرماتے جب کچھ کھانے پینے کا ذکر ہوتا تو حضور بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں **ف** اس اخیر جملہ کا ترجمہ مشائخ درس کے نزدیک یہی ہے جو لکھا گیا لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک شروع حدیث میں (حضور کے کیا حالات سناؤں) کی ساتھ مرتبط اور ترجمہ یہ ہے کہ (حضور کے ہر نوع کے حالات سنا سکتا ہوں) اسلئے جس قسم کے تذکرہ کی درخواست کرو وہ سناؤں،

نمبر ۲ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قوم کے بدترین شخص کی طرف بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تالیف قلوب کے خیال سے اپنی توجہ اور اپنی کلام مبذول فرماتے تھے چنانچہ خود میری طرف حضورؐ کی توجہات عالیہ اور کلام کا رخ ایسا رہتا تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں قوم کا بہترین شخص ہوں جس کی طرف حضور سب سے زیادہ توجہ فرماتے ہیں، میں نے اسی خیال پر ایک دن دریافت کیا کہ حضورؐ میں افضل ہوں یا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عمر رضی اللہ عنہ حضورؐ نے فرمایا کہ عمرؓ پھر میں نے پوچھا کہ میں افضل ہوں یا عثمان رضی اللہ عنہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عثمانؓ جب میں نے حضورؐ سے تصریحاً پوچھا تو حضورؐ نے بلا رعایت صحیح صحیح فرما دیا (میری مدارات میں مجھے افضل نہیں فرمایا) مجھے اپنی اس حرکت پر بعد میں ندامت ہوئی اور یہ خیال ہوا کہ مجھے ایسی بات ہرگز نہیں پوچھنی چاہئے تھی، **ف** بلا ولا حضور کی

فلوددت انی لم اکن سالتہ حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا جعفر بن سلیمان الضبعی[1] عن ثابت عن انس بن مالک قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط[2] وما قال لشئ صنعتہ لم صنعتہ ولا لشئ ترکتہ لم ترکتہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست قط خزا ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت قط مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا قتیبۃ بن سعید واحمد بن عبدۃ ھو الضبی[3] والمعنی واحد قالا ثنا حماد بن

(حاشیہ بین السطور: ہذہ الندامۃ من السوال استحیاء من الخطاء الفاحش ۱۲)

خاص توجیہ کی بنا پر اپنے کو سب سے افضل سمجھتے تھے۔ اس لئے کہ پہلی طویل روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضور کی عادت شریفہ افضل کے ترجیح دینے کی تھی، لیکن بسا اوقات تالیف قلب کے خیال سے مدارات میں غیر افضل کو بھی ترجیح دیجاتی تھی، یہ ترتیب سوال کی اس بنا پر ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الناس جانتے تھے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی تصریح آتی ہے کہ ہم حضورؐ ہی کے زمانہ میں سب سے زیادہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے۔

نمبر ۳ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے مجھے کبھی کسی بات پر حضورؐ نے اف تک بھی نہیں فرمایا نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں کیا اور اسیطرح نہ کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق میں تمام دنیا سے بہتر تھے ایسے ہی خلقہ کے اعتبار سے بھی حتی کہ میں نے کبھی کوئی ریشمی کپڑا یا خالص ریشم یا اور کوئی نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے نرم ہو، میں نے کبھی کوئی مشک یا کوئی عطر حضور کے پسینہ کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا ف یہ کوئی مبالغہ آمیز یا اعتقادی بات نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کرکے خوشبو کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا، جس سے آپ مصافحہ کرتے تھے تمام دن اس کے ہاتھ سے خوشبو مہکتی تھی۔

---

[1] الضبعی بضم المعجمۃ وفتح الموحدۃ نسبۃ الی ضبیعۃ بن قیس او ضبیعۃ ابن ربیعۃ کذا فی ھامش التھذیب ۱۲

[2] قط بفتح قاف وتشدید طاء مضمومۃ کذا فی اصول ای ابدا وہی لتوکید نفی الماضی ۱۲

[3] الضبی بفتح الضاد المعجمۃ والباء المکسورۃ المشددۃ نسبۃ الی بنی ضبۃ وھو جماعۃ ۱۲

زید عن سلم العلوی عن انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان عندہ رجل بہ اثر صفرۃ قال وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یکاد یواجہ احدا بشیء یکرھہ فلما قام قال للقوم لو قلتم لہ یدع ھذہ الصفرۃ حدثنا محمد ابن بشار ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن ابی اسحاق عن ابی عبد اللہ الجدلی واسمہ عبد بن عبد عن عائشۃ انہا قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح حدثنا ھارون بن اسحاق الھمدانی ثنا عبدۃ عن ھشام ابن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ شیئا قط الا ان یجاھد فی سبیل اللہ ولا ضرب خادما ولا امرأۃ حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی ثنا فضیل بن عیاض عن منصور عن الزھری

لہ سلم بفتح فسکون قالہ القاری ہو سلم بن قیس العلوی البصری والعلوی نسبۃ لقبیلۃ بنی علی بن ثوبان قالہ المناوی ۱۲
کہ الجدلی بفتح الجیم والدال منسوب الی قبیلۃ جدیلۃ ۱۲

نمبر ۴ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جسپر زرد رنگ کا زعفرانی کپڑا تھا حضور کو جس شخص کی کوئی بات ناپسند ہوتی تو اکثر بلا ضرورت منہ در منہ اُسکو منع نہیں فرماتے تھے، جب وہ شخص چلا گیا تو حضور نے فرمایا کہ تم لوگ اُسکو زرد کپڑے سے منع کر دیتے تو اچھا ہوتا **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم امت پر شفقت کی وجہ سے اسطرح خصوصیت سے اسلئے نہیں روکتے تھے کہ کبھی اُسکے انکار یا اعتراض کا سبب بنجاوے جس سے کفر تک نوبت پہونچ جاوے اگر ان امور سے اطمینان ہوتا تو منع بھی فرمادیتے چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو ایسے ہی کپڑوں کو حضور نے خود منع فرمادیا تھا۔ (وغیرہ وغیرہ)

نمبر ۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ فحش گو تھے نہ تکلف فحش گوئی اور سخت کلامی فرماتے تھے نہ بازاروں میں چلا کر خلاف وقار باتیں کرتے تھے بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرمادیتے تھے اور در گذر فرماتے تھے،،

نمبر ۶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسیکو نہیں مارا نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی باندی وغیرہ) کو

عن عروۃ عن عائشۃ قالت ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منتصرا من مظلمۃ ظلمہا قط ما لم ینتہک من محارم اللہ تعالیٰ شیٔ فاذا انتہک من محارم اللہ تعالیٰ شیٔ کان من اشدہم فی ذلک غضبا وما خیر بین امرین الا اختار ایسرہما ما لم یکن ماثما حدثنا ابن ابی عمر ثنا سفیان عن محمد بن المنکدر عن عروۃ عن عائشۃ قالت استاذن رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عندہ فقال بئس ابن العشیرۃ او اخو العشیرۃ ثم اذن لہ فلما دخل الان لہ القول فلما خرج قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ما قلت ثم النت لہ القول فقال یا عائشۃ ان من شر الناس من ترکہ الناس او ودعہ الناس اتقاء فحشہ

نمبر ۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ نہیں لیتے تھے البتہ اللہ کے دین کی حرمتوں میں سے کسی کی بے حرمتی ہوتی تو حضور سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی دو امروں میں اختیار دئے جاتے تھے تو ہمیشہ سہل کو اختیار فرماتے تا وقتیکہ اس میں کسی قسم کی معصیت وغیرہ نہ ہو **ف** تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جنگ احد میں جب عتبہ نے آپ پر پتھر چلایا اور آپ کا دنداں مبارک شہید ہو گیا اور چہرۂ انور خون آلودہ ہو گیا تو بعض حاضرین نے عرض کیا کہ اس موذی کے لئے بددعا فرماویں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ ناواقف ہیں،،

نمبر ۸ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ سے ایک شخص نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے قبیلہ میں برا آدمی ہے، اور اسکو حاضری کی اجازت بھی مرحمت فرمادی اسکے اندر آنے پر اس کیساتھ نہایت نرمی سے باتیں کیں، جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ حضورؐ نے اس کے بارہ میں اول یہ لفظ فرمایا تھا پھر اسقدر نرمی سے کلام فرمائی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ عائشہؓ بدترین لوگوں میں وہ ہے کہ لوگ اس کی بدکلامی کی وجہ سے اسکو چھوڑ دیں، **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نرم کلامی تالیف قلب اور اس کے مانوس کرنے کے لئے فرمائی نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] مظلمۃ بکسر اللام اسم لما تطلبہ عن الظالم وہو ما اخذ منک و بفتح اللام مصدر ظلمہ وقیل بالکسر والفتح الظلم وہو وضع الشیٔ فی غیر محلہ قالہ القاری ۱۲

[2] ظلمہا بصیغۃ المجہول والضمیر المستتر راجع الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والظلم متعد الی مفعول واحد فلا یظہر لتعدی ظلم ہہنا بالضمیر المنصوب وجہ الا ان یقال بنزع الخافض قالہ القاری ۱۲

[3] رجل قیل اسمہ عیینۃ ابن حصن وقیل مخرمۃ ولا یبعد تعدد القضیۃ ولم یکن اسلم حینئذ وان کان اسلم ظاہرا قالہ القاری قال المناوی قال الخطیب وعیاض وغیرہما الصحیح انہ عیینۃ قالوا ویبعد ان یقول ہذا فی حق مخرمۃ لانہ من خیار الصحابۃ اھ ۱۲

حدثنا سفیان بن وکیع ثنا جمیع بن عمر بن عبد الرحمن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی هالة زوج خدیجة یکنی ابا عبد اللہ عن ابن لابی هالة عن الحسن بن علی رضی اللہ عنهما قال قال الحسین بن علی سألت ابی عن سیرة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی جلسائه فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم دائم البشر سهل الخلق لین الجانب لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب ولا فحاش ولا عیاب ولا مشاح[1] یتغافل عما لا یشتهی ولا یؤیس منه ولا یجیب فیه قد ترك نفسه من ثلاث المراء والاکبار[2] وما لا یعنیه وترك الناس من ثلاث کان لا یذم احدا ولا یعیبه ولا یطلب عورته ولا یتکلم الا فیما رجا ثوابه واذا تکلم اطرق جلساؤه کانما علی رؤسهم الطیر فاذا سکت تکلموا

(دائم البشر: ای دائم البشاشة ۱۲ — الصخب شدة الصوت ۱۲ — بخیل سیئ — المراء الجدال ۱۲ — الاطراق ان یقبل ببصره الی صدره ویسکت ساکتا ۱۲ نهایة)

کی عادت شریفہ بھی نرم کلامی کی تھی اور اُس کے آنے سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو اس امر پر متنبہ بھی کر دیا کہ حضورؐ کے اس طرز کی وجہ سے اسکو مخلص نہ سمجھیں وہ کچھ بھلا آدمی نہیں ایسا نہ ہو کہ اس دھوکہ کی وجہ سے کسی مضرت میں پڑ جاویں۔"

نمبر ۹ امام حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام حسینؓ نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضورؐ کا اپنے اہل مجلس کی ساتھ طرز پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہمیشہ خندہ پیشانی خوش خلقی کی ساتھ متصف رہتے تھے کسی بات میں آپکی موافقت کی ضرورت ہوتی تو سہولت سے موافق ہو جاتے تھے، نہ آپ بدخو تھے نہ سخت گو اور سخت دل، نہ آپ چلا کر بولتے تھے نہ بدکلامی فرماتے تھے نہ عیب گیر تھے ناپسند بات سے اعراض فرماتے، دوسرے کی کوئی خواہش آپکے پسند نہ آتی تو اُس کو مایوس بھی نہ فرماتے اور صاف جواب بھی نہ دیتے تھے آپ نے تین باتوں سے اپنے آپکو مبرّا فرما رکھا تھا، جھگڑے سے اور تکبر سے اور بیکار بات سے، اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا نہ کسی کی مذمت فرماتے نہ کسی کو عیب لگاتے نہ کسی کے عیوب تلاش فرماتے آپ صرف وہی کلام فرماتے جو باعث اجر ہوتی جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے صحابہ اسطرح گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے اُنکے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، جب آپ چپ ہو جاتے تب وہ حضرات کلام کرتے

[1] مشاح بضم المیم وتشدید الحاء اسم فاعل من مفاعلة الشح وهو البخل وفی نسخة صحیحة بدله مداح ای لم یکن مبالغا فی المدح وفی اخری ولا مزاح قاله القاری ۱۲

[2] الاکبار بکسر فسکون فموحدة استعظام نفسه فی الجلوس والمشی وغیره وفی نسخة الاکثار واختاره القاضی عیاض فی شفاء والمراد به اکثار الکلام ۱۲

لا یتنازعون عندہ الحدیث ومن تکلم عندہ انصتوا لہ حتی یفرغ حدیثہم عندہ حدیث اولہم یضحک مما یضحکون منہ ویتعجب مما یتعجبون ویصبر للغریب
(اے حدیث افضلہم ای کاول تکلمہم ۱۲)　(اے الصحابۃ یستجلبون الغرباء الی المجلس الاقدس ۱۲)
علی الجفوۃ فی منطقہ ومسألتہ حتی ان کان اصحابہ لیستجلبونہم ویقول اذا رایتم
(اے اذا جفاہ فی نطقہ وسوالہ ۱۲)
طالب حاجۃ یطلبہا فارفدوہ ولا یقبل الثناء الا من مکافیٔ ولا یقطع علی احد
(الارفاد الاعطاء والاعانۃ ۱۲)　(المکافاۃ یا داش دادن ۱۲)
حدیثہ حتی یجوز[1] فیقطعہ بنہی او قیام حدثنا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن ابن مہدی ثنا سفین عن محمد بن المنکدر قال سمعت جابر بن عبد اللہ یقول ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا[2] حدثنا

آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے آپ سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک سب ساکت رہتے ہر شخص کی بات (توجہ سے سننے میں) ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو (یعنی بیقدری سے کسی کی بات نہیں سُنی جاتی تھی) جس بات سے سب ہنستے آپ بھی تبسم فرماتے، اور جس سے سب لوگ تعجب کرتے تو آپ بھی تعجب میں شریک رہتے یہ نہیں کہ سب سے الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں مسافر آدمی کی سخت گفتگو اور بے تمیزی کے عرض ہر سوال پر صبر فرماتے اسی لئے بعض صحابہؓ آپکی مجلس اقدس تک مسافروں کو لیکر آیا کرتے تھے (تاکہ اُنکے جابیجا ہر قسم کے سوالات سے خود بھی منتفع ہوں اور وہ امور جو ادب کیوجہ سے یہ حضرات خود نہ پوچھ سکتے تھے وہ بھی معلوم ہوجاویں) آپ یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو اُس کی امداد کیا کرو، اگر آپ کی کوئی تعریف کرتا تو آپ اُس کو گوارا نہ فرماتے) البتہ اگر بطور شکریہ ادا احسان کے ذیل میں کوئی آپکی تعریف کرتا تو آپ سکوت فرماتے کسی کی گفتگو قطع نہ فرماتے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرنے لگتا تو اُسکو روکدیتے یا کھڑے ہوجاتے تاکہ وہ خود رک جائے **ف** یہ حدیث گذشتہ باب کی ساتویں حدیث کا ٹکڑا ہے، مفصل روایت جسمیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام سوالات ہیں شفاء قاضی عیاض میں موجود ہیں امام ترمذی نے حسب مناسبت مقام خاص خاص جز تخریج کئے ہیں،،

نمبر ۱۰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص کے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا **ف** اگر اُسوقت موجود ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرمالیتے

[1] یجوز بالجیم والزای ای تجاوز عن الحد وفی نسخۃ بالجیم والراء من الجور والمیل ۱۲
[2] فقال بینہ الحدیث السابق بانہ لم یردہ الا بہا او بمیسور من القول ولنعم ما قیل، ؎ ما قال لا قط الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لاوہ نعما

عبد اللہ بن عمران ابو القاسم القرشی المکی ثنا ابراھیم بن سعد عن ابن شہاب
عن عبید اللہ عن ابن عباس[11] قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس
بالخیر وکان اجود ما یکون فی شھر رمضان حتی ینسلخ فیاتیہ جبریل فیعرض علیہ
القرآن فاذا لقیہ جبریل کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر[1] من
الریح المرسلۃ حدثنا قتیبۃ بن سعید ثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن
انس[12] بن مالک قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخر شیئا لغد حدثنا
ھرون بن موسی بن ابی علقمۃ الفروی[2] المدنی حدثنی ابی عن ھشام بن
سعد عن زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر[13] بن الخطاب ان رجلا جاء الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ ان یعطیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عندی

یا اس کے حق میں دعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو کسی اور طریقہ سے عطا فرماویں۔

نمبر ۱۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ ہر وقت سخی تھے بالخصوص رمضان المبارک میں تمام ماہ اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے اسمیں بھی جس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاکر آپکو کلام اللہ شریف سناتے اس وقت آپ بھلائی اور نفع پہنچانے میں تیز بارش لانیوالی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے، **ف** ترمذی کی روایت سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ۹۰ ہزار درہم جس کے تقریباً بیس ۲۰ ہزار روپیہ سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بورئیے پر ڈلوا دئے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کر دئے ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا جس کا قصہ تیسری حدیث میں حدیث نمبر ۱۳ کے ذیل میں آرہا ہے۔

نمبر ۱۲ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے دن کیواسطے کسی چیز کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے **ف** جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرما دیتے۔ ۱۲

نمبر ۱۳ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت مند نے حضور سے کچھ سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس تو اس وقت کچھ موجود نہیں تم میرے نام سے خرید لو جب کچھ آوے گا تو میں ادا کر دوں گا

---

۱ اجود بالخیر ای سخی یبذل الخیر من الریح المرسلۃ فانہا ینشأ عنہا جود کثیر لانہا تنشر السحاب وتملؤھا ماء ثم تبسطہا لتعم الارض فیحیا بہ الموات ویخرج النبات و تعبیرہ بافعل نص فی کونہ اعظم جودا منہا لانہا قد تخلو عن المطر وہو علیہ السلام لا ینفک عن المطر ۱۲

۲ الفروی بفتح الفاء و سکون الواو نسبۃ الی فروا سم بجد لہ ۱۲

شئی ولکن ابتع علی فاذا جاء نی شئی قضیتہ فقال عمر یا رسول اللہ قد اعطیتہ فما کلفک اللہ ما لا تقدر علیہ فکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول عمر فقال رجل من الانصار یا رسول اللہ انفق ولا تخف من ذی العرش اقلالا فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعرف البشر فی وجہہ لقول الانصاری ثم قال بہذا امرت

حدثنا علی بن حجر ثنا شریک عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقناع من رطب واجر زغب فاعطانی ملأ کفہ حلیا وذہبا حدثنا علی بن خشرم وغیر واحد قالوا انا عیسی بن یونس عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل الہدیۃ ویثیب علیہا

باب ما جاء فی حیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکے پاس جو کچھ تھا آپ دے چکے ہیں وسعت سے زیادہ کا آپ کو حق تعالیٰ شانہ نے مکلف نہیں بنایا، حضور کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ پسند نہ آیا تو ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ جسقدر جی چاہے خرچ کیجئے رب العرش سے کمی کا اندیشہ نہ کیجئے، حضور کو انکا عرض کرنا پسند آیا، اور حضورؐ نے تبسم فرمایا جس کا اثر چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوتا تھا اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ نے بھی اسی کا حکم فرمایا ہے۔ +

نمبر ۱۴ ربیع کہتی ہیں کہ میں ایک طباق کھجور کا اور کچھ چھوٹی چھوٹی پتلی پتلی ککڑیں لیکر حاضر خدمت ہوئی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنا دست مبارک بھر کر سونا اور زیور مرحمت فرمایا **ف** یہ حدیث حضورؐ کے میوہ کے ذکر میں گذر چکی ہے۔ +

نمبر ۱۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اسپر بدلہ بھی دیا کرتے **ف** کمال خلق ہے کہ ہدیہ واپس کرنے میں دوسرے کی دلشکنی کا خیال ہے اور بدلہ نہ دینے میں اسکو کوئی نفع نہیں اسلئے اس صورت میں اسکی دلداری بھی ہوگئی اور کوئی نقصان بھی نہ ہوا

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا کا ذکر

لہ قد اعطیتہ ای السائل قبل ہذا او اعطیت المیسور من القول وہو قولک ما عندی شئی قالہ المناوی قلت ویحتمل ان یکون الضمیر الی المال والقصۃ مختصرۃ وفی شرح الطیب عن الترمذی انہ اتی الیہ تسعون الف درہم فوضعت علی حصیر فما رد سائلا حتی فرغ منہا فجاءہ رجل فسأل فقال ماعندی شئی ولکن ابتع علی لحدیث فیحتمل ان یکون المرجع ذلک المال الذی قسمہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

سہ علی بن حجر الخ الحدیث بسندہ ومتنہ فکر تقدم فی آخر باب فاکہۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ان الروایۃ ہناک بالشک فی ہہنا بلفظ وذہبا ۱۲

حدثنا محمود بن غیلان ثنا ابو داؤد ثنا شعبة عن قتادة قال سمعت عبد الله ابن ابی عتبة یحدث عن ابی سعید الخدری قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اشد حیاء من العذراء فی خدرها وکان اذا کرہ شیئا عرفناہ فی وجهه

حدثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع انا سفیان عن منصور عن موسی بن عبد الله بن یزید الخطمی[1] عن مولی لعائشة قال قالت عائشة ما نظرت الی فرج رسول الله صلی الله علیه وسلم او قالت ما رأیت فرج رسول الله صلی الله علیه وسلم قط

باب ما جاء فی حجامة رسول الله صلی الله علیه وسلم

ف، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کمال درجہ منتہی پر تھا جس باب کو شروع کیا جاوے اُس میں آپکے اتصاف کے لئے الفاظ کما حقہ میسر نہیں ہوتے آپ کی حیا کے واقعات دو چار نہیں ہیں سیکڑوں واقعات اس کے شاہد ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کثرت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نگاہ نہیں جماتے تھے یعنی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کسی سے بالمقابل نہیں ہوتے تھے، امام ترمذی نے بھی نمونۃً اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں،،

نمبر ۱، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیاء میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردہ میں ہو کہیں زائد بڑھے ہوئے تھے، جب حضور کو کوئی بات ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرہ سے پہچان لیتے حضور اظہار ناپسندیدگی نہ فرماتے،،

نمبر ۲، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کی حیاء اور تستر کی وجہ سے مجھے کبھی آپکے محل شرم دیکھنے کی ہمت نہیں پڑی اور کبھی نہیں دیکھا۔ ف جب حضور کی شرم کیوجہ سے ہمت نہیں پڑی تو خود حضور کو کیا دیکھتے، چنانچہ ایک دوسری روایت میں اسکی بھی نفی ہے جب حضرت عائشہؓ باوجودیکہ تمام بیبیوں میں سب سے زیادہ بے تکلف تھیں اُنکا یہ حال ہے تو اور دوسروں کا تو کیا ذکر، چنانچہ حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حضور کے محل ستر کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا،،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگی پچھنے لگوانے کا ذکر

[1] الخطمی بفتح معجمة وسکون مهملة نسبة الی خطم قبیلة من العرب

غرفناہ

حدثنا علی بن حجر ثنا اسمعیل بن جعفر عن حمید قال سئل انس بن مالک عن کسب الحجام فقال انس احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجمہ ابوطیبۃ فامر لہ بصاعین من طعام وکلم اھلہ فوضعوا عنہ من خراجہ وقال ان افضل ما تداویتم بہ الحجامۃ او ان من امثل دوائکم الحجامۃ حدثنا عمرو بن علی ثنا ابوداؤد ثنا ورقاء بن عمر عن عبد الاعلی عن ابی جمیلۃ عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وامرنی فاعطیت الحجام اجرہ حدثنا ھرون بن اسحاق الہمدانی ثنا عبدۃ عن سفیان الثوری عن جابر عن الشعبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم فی الاخدعین وبین الکتفین واعطی الحجام

ف اس باب میں مصنف نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں"

نمبر ۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سینگی لگوانے کی اجرت کا مسئلہ پوچھا کہ جائز ہے یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ ابوطیبہ نے حضور کے سینگی لگائی تھی آپ نے دو صاع کھانا (ایک روایت میں کھجور بھی آیا ہے) مرحمت فرمایا اور انکے آقاؤں سے سفارش فرما کر انکے ذمہ جو محصول تھا اسمیں کمی کرا دی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سینگی لگانا بہترین دوا ہے **ف** محصول سے یہ مراد ہے کہ غلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اتنی مقدار روزانہ ہمارے حوالہ کر دیا کر و بقیہ سے ہمیں کچھ کام نہیں وہ تمہارا، اسطرح کا غلام عبد ماذون کہلاتا ہے انکا روزانہ تین صاع مقرر تھا حضور کی سفارش سے ایک صاع کم ہوکر دو صاع رہ گیا، صاع میں علماء کا اختلاف ہے فقہاء حنفیہ کے نزدیک تقریباً چار سیر وزن کا ایک صاع ہوتا ہے"

نمبر ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگی لگوائی اور مجھے اسکی مزدوری دینے کا حکم فرمایا میں نے اسکو ادا کیا۔" +

نمبر ۳ ابن عباس رض کہتے ہیں کہ حضور نے گردن کی دونوں جانب پچھنے لگوائے اور دونوں شانوں کے درمیان اور اسکی اجرت بھی مرحمت فرمائی اگر نا جائز ہوتی تو حضور کیسے مرحمت فرماتے، **ف** چونکہ سینگی لگانے میں منہ سے خون کھینچنا پڑتا ہے اسوجہ سے بعض احادیث میں اسکی کمائی اور اس پیشہ کی برائی آئی ہے جس

ل خراجہ بفتح الخاء المعجمۃ ما یوظف علی المملوک کل یوم ولفظ کلمہ مشعر بالشفاعۃ دون الامر ۱۲

اجرہ ولو کان حرامًا لم یعطہ حدثنا ھرون بن اسحاق ثنا عبدۃ عن ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا حجامًا فحجمہ وسألہ کم خراجك فقال ثلثۃ اصع فوضع عنہ صاعًا واعطاہ اجرہ حدثنا عبد القدوس بن محمد بن العطار البصری ثنا عمرو بن عاصم ثنا ھمام وجریر بن حازم قالا ثنا قتادۃ عن انس بن مالك قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحتجم فی الاخدعین والکاھل وکان یحتجم لسبع عشرۃ وتسع عشرۃ واحدی وعشرین حدثنا اسحاق بن منصور انا عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وھو محرم بملل علی ظھر القدم

باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بنا پر بعض علماء اسکی اجرت کو ناجائز فرماتے ہیں، حضرت ابن عباسؓ انپر اعتراض فرماتے ہیں کہ اگر یہ ناجائز ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مرحمت فرماتے،، +

نمبر ۴ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک سینگی لگانیوالے کو بلایا جس نے آپکے سینگی لگائی حضورؐ نے اُس سے اُسکا روزانہ محصول دریافت فرمایا تو انھوں نے تین صاع بتلایا حضورؐ نے ایک صاع کم کرادیا اور سینگی لگانیکی اجرت مرحمت فرمائی **ف** بظاہر یہ وہی ابو طیبہ ہیں جن کا قصہ باب کی پہلی حدیث میں گذر چکا،، +

نمبر ۵ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم گردن کی دونوں جانبوں میں اور ہر دو شانوں کے درمیان سینگی لگواتے تھے اور عمومًا ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۱ تاریخ میں اسکا استعمال فرماتے تھے **ف** ان تاریخوں کی اور بھی بعض روایات میں خصوصیت آئی ہے،، +

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موضع ملل میں (جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے) حالت احرام میں پشت قدم پر سینگی لگوائی **ف** حالت احرام میں سینگی لگوانا بعض ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بال نہ کھڑیں،،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض نام اور بعض القاب کا ذکر

ابو طیبہ ۱۲

ما بین الکتفین ۱۲

۱ ؎ وھو محرم کرھہ مالك مطلقا والحدیث حجۃ علیہ و قالت الحنفیۃ لا باس فی احتجام المحرم ما لم ینقض شعرًا ۱۲

۲ ؎ بملل بحمل موضع بین مکۃ والمدینۃ علی سبعۃ عشر میلا من المدینۃ ۱۲

حدثنا سعید بن عبد الرحمن المخزومی وغیر واحد قالوا ثنا سفین عن الزھری عن محمد بن جُبَیر بن مطعم عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لی اسماءً انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیٌّ حدثنا محمد بن طریف الکوفی ثنا ابوبکر بن عیاش عن عاصم عن ابی وائل عن حذیفۃ قال لقیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض طرق المدینۃ فقال انا محمد وانا احمد

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے القاب معنی کے لحاظ سے تعظیماً اور تعریفاً استعمال کئے گئے ہیں چنانچہ ترمذی کی شرح میں ابن العربی سے ایکہزار نام نقل کئے جاتے ہیں لیکن مصنفؒ نے اپنی عادت کیموافق مختصر نمونہ کے طور پر احادیث وارد کی ہیں اسلئے اس باب میں بھی صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی جنمیں نو نام آگئے

نمبر ۱ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں منجملہ اُنکے محمدؐ ہے اور احمدؐ ہے اور ماحی ہے جسکے معنی مٹانیوالے کے ہیں حق تعالیٰ شانہ نے میرے ذریعہ سے کفر کو مٹایا اور ایک نام حاشر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت میں حشر کے لئے سب سے پہلے آپکو اٹھاویں گے اور تمام امت آپکے بعد حشر کیجائے گی تو گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے حشر کا سبب بنے اور ایک نام میرا عاقب ہے جس کے معنی پیچھے آنیوالے کے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے پیچھے تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔۔

نمبر ۲ حذیفہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضورؐ سے راستہ میں ملا حضورؐ تشریف لیجا رہے تھے، تذکرۃً حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمدؐ ہے اور احمدؐ ہے اور نبی الرحمۃ ہے یعنی حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ذات والا صفات کو مسلمان اور کافر سب کے لئے باعث رحمت بنایا ہے (چنانچہ خود قرآن شریف میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ارشاد ہے مسلمانوں کے لئے آپ کا رحمت ہونا ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا وسیلہ ہے، کفار کے لئے اس لئے کہ حضورؐ کے الطاف و شفقت کیوجہ سے پہلی امتوں کی طرح اس امت پر عذاب نازل نہ ہوا، اور نیز جبتک آپ کے دین کا بقا رہیگا اُسوقت تک عالم کا نظام باقی رہیگا جس وقت تمام دنیا میں ایک

نسخہ طرق

وانا نبی الرحمۃ ونبی التوبۃ وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم حدثنا اسحاق بن منصور ثنا النضر بن شمیل نا حماد بن سلمۃ عن عاصم عن زر عن حذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ بمعناہ ھکذا[1] قال حماد بن سلمۃ عن عاصم عن زر عن حذیفۃ

باب[2] ما جاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا قتیبۃ[3] بن سعید ثنا ابو الاحوص عن سماک بن حرب قال سمعت

بھی اللہ کا نام لینے والا باقی نہ رہیگا نظام عالم درہم برہم ہوکر قیامت قائم ہوجاویگی) نیز ایک نام میرا نبی التوبہ ہے (کہ آپکی امت کے لئے صرف توبہ اپنے شرائط کی ساتھ گناہوں کی معافی کے لئے کافی کردیگئی بخلاف بعض امم سابقہ کے کہ قتل نفس وغیرہ اُس میں شرط تھا) ایسے ہی ایک نام مقفی ہے (یعنی سب سے پیچھے آنے والا جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو، یا پہلے انبیا کا اتباع کرنے والا، علماء نے دونوں معنی لکھے ہیں، دوسرے معنی کا یہ حاصل ہے کہ اصل توحید اور اصول دین میں آپ جملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے موافق تھے) ایک نام حاشر ہے جس کا مطلب گذشتہ حدیث میں گذر چکا، ایک لقب آپ کا نبی الملاحم ہے (یعنی وہ نبی جس کی امت میں جہاد زیادہ ہوگا اور ہمیشہ رہیگا، چنانچہ آپکی پیشینگوئی ہے کہ میری امت میں جہاد قیامت تک رہیگا، حتی کہ اخیر حصہ امت دجال سے قتال کریگا) **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اسماء کو خاص طور سے اسلئے ذکر فرمایا کہ یہ نام پہلی کتابوں میں پیشینگوئی کے طرز پر لکھے ہوئے تھے اہل کتاب ان اسماء والقاب وصفات سے آپ کو پہچانتے تھے۔"

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گذر اوقات کا ذکر

ف یہ باب پہلے بھی گذر چکا ہے بعض نسخوں میں سب روایات ایک ہی جگہ ذکر کی ہیں مقام کا مناسب بھی یہی بات ہے لیکن جو نسخے ہمارے پاس موجود ہیں اُن میں یہ باب مکرر پایا جاتا ہے اگر نقل کرنیوالوں کی غلطی سے ایسا نہیں ہوا تو بہت ممکن ہے کہ خود امام ترمذی نے کسی مصلحت سے اسکو مکرر لکھا ہو غور سے متفرق مصالح اسکی سمجھ میں آتی ہیں مصنف نے اس موجودہ باب میں نو حدیثیں ذکر کی ہیں جنمیں سے بعض مکرر ہیں جو پہلے ابواب میں گذر چکی ہیں۔

[1] ھکذا الخ ذکر المصنف ھذا السند الثانی لمکان الاختلاف بین السندین ثم نبہ بھذا الکلام علی محل الخلاف بان حماد بن سلمۃ لم یقل عن عاصم عن ابی وائل کما قال ابو بکر بن عیاش بل ذکر بدل ابی وائل زرا ۱۲

[2] باب الخ ھذہ الترجمۃ مکررۃ تقدم اول الکتاب والشک ان زیادات بعض الاحادیث فی باب لا یوجب تکرار العنوان وبعضھم ذکروا ھھنا توجیہات متکلفۃ ۱۲

[3] حدثنا قتیبۃ الخ الحدیث بسندہ ومتنہ مکرر تقدم فی باب صفۃ ادام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

النعمان بن بشیر یقول السنتم فی طعام و شراب ما شئتم لقد رأیت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم وما یجد من الدقل ما یملأ بطنہ حدثنا ھرون بن اسحاق ثنا عبدۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عایشۃ قالت ان کنا ال محمد نمکث شھرا ما نستوقد بنار ان ھو الا التمر والماء حدثنا عبد اللہ بن ابی زیاد ثنا سیار ثنا سہل بن اسلم عن یزید بن ابی منصور عن انس عن ابی طلحۃ قال شکونا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجوع ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بطنہ عن حجرین قال ابو عیسی ھذا حدیث غریب من حدیث ابی طلحۃ لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ ومعنی قولہ ورفعنا عن بطوننا عن حجر حجر کان احدھم یشد

نمبر ۱ نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ تم لوگ کھانے پینے میں اپنی مرضی موافق منہمک نہیں (اور جتنا دل چاہے تم لوگ نہیں کھاتے ہو) حالانکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے یہاں ردی کھجوریں بھی پیٹ بھر نہیں تھیں **ف** یہ حدیث سالن کے باب میں دوسرے نمبر پر گذر چکی ہے۔

نمبر ۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ حضورؐ کے اہل و عیال ایک ایک ماہ تک ہمارے یہاں آگ نہیں جلتی تھی صرف کھجور اور پانی پر گذارا تھا۔

نمبر ۳ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر دکھلائے کہ ہر شخص کے پیٹ پر بھوک کی شدت کیوجہ سے ایک پتھر بندھا ہوا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے دکھلائے کہ حضورؐ کو شدت بھوک ہم سے زیادہ تھی اور ہم سے زیادہ وقت بدون کھائے گذر چکا تھا **ف** اہل مدینہ کی یہ عادت تھی کہ شدت بھوک کیوقت جب عاجز ہو جاتے تو پیٹ سے پتھر باندھ لیتے تاکہ اُسکی سختی کی وجہ سے چلنے پھرنے میں ضعف لاحق نہ ہو، بعض علما کی یہ رائے ہے کہ یہ مدینہ کے کسی پتھر کی ساتھ خاص ہے اُس کی وجہ سے بھوک میں کسیقدر تسکین ہو جاتی ہے لیکن ظاہر پہلا ہی قول ہے اسلئے کہ اب بھی اکثر ایسا کیا جاتا ہے کہ شدت بھوک کیوقت پیٹ کو کسی کپڑے کا سخت باندھ لینا ضعف اور بھوک کی بیچینی میں مفید و مؤید ہوتا ہے۔

---

۱ ما شئتم صفۃ مصدر محذوف ای السنتم متنعمین فی طعام و شراب مقدار ما شئتم فما موصولۃ ویجوز ان یکون مصدریۃ ۱۲ قاری۔
۲ عبد اللہ بن ابی زیاد بالاضافۃ الی لفظ الجلالۃ فما فی بعض النسخ بدونہ تصحیف من الناسخ ۱۲
۳ فرفع الخ اشکل علی الحدیث بروایات الوصال وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام یطعمنی ربی ویسقینی ولذا اضطر ابن حبان الی انکار احادیث وضع الحجر اسًا ولیس کذلک فانھا ثابتۃ بوجوہ فلا بد من الجمع بان الاطعام منہ تعالی مخصوص بالوصال او یجمع بتنوع احوالہ باختلاف الاحوال باختلاف الاوقات او یحمل ذلک علی اول الامر ۱۲
۴ قال ابو عیسی الخ قال البیجوری رواتہ ثقات فلا تضرہا الغرابۃ لانھا تجامع الحسن والصحۃ ۱۲

فی بطنہ الجوع من الجہد والضعف الذی بہ من الجوع حدثنا محمد بن اسمعیل ثنا آدم بن ابی ایاس ثنا شیبان ابو معویۃ ثنا عبد الملک بن عمیر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ساعۃ لا یخرج فیہا ولا یلقاہ فیہا احد فاتاہ ابو بکر فقال ما جاء بک یا ابا بکر فقال خرجت القی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانظر فی وجہہ والتسلیم علیہ فلم یلبث ان جاء عمر فقال ما جاء بک یا عمر قال الجوع یا رسول اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا قد وجدت بعض ذلک فانطلقوا الی منزل ابی الہیثم بن التیہان[1] الانصاری وکان رجلا کثیر النخل والشجر والشاء ولم یکن لہ خدم فلم یجدوہ فقالوا لامرأتہ این صاحبک فقالت انطلق یستعذب لنا الماء فلم یلبثوا ان جاء ابو الہیثم بقربۃ یزعبہا فوضعہا

(حواشی بین السطور: اسمہ مالک ۱۲ — بفتح التاء الفوقانیۃ وکسر التحتانیۃ المشددۃ و بالنون — بفتحتین جمع خادم غلاما او جاریۃ ۲ صحاح — بفتح الہاء وسکون الیاء و بالثاء المثلثۃ — ای یجیئ لنا بالماء العذب لا استعذاب آب خوش کشیدن ۱۲ — ای الا ان جاء او لان جاء ۱۲ — ای یحملہا — کشیدن ۱۲)

[1] التیہان بفتح التاء الفوقانیۃ وکسر التحتانیۃ المشددۃ وہو لقب واسمہ عامر وقیل عتیک واسم ابی الہیثم مالک ۱۲

نمبر ۴ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت دولتخانہ سے باہر تشریف لائے کہ اُس وقت نہ حضور کی عادت شریفہ باہر تشریف لانے کی تھی نہ کوئی شخص حضور کی خدمت میں اُس وقت دولتخانہ پر حاضر ہوتا تھا، حضور کی باہر تشریف آوری پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضور نے ابو بکرؓ سے بیوقت آنیکا سبب پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ جمال جہاں آرا کی زیارت اور سلام کے لئے حاضر ہوا ہوں (یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کمال تناسب کیوجہ سے تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر خلاف عادت باہر تشریف آوری کی نوبت آئی تو اُس یکجاں دو قالب پر بھی اس کا اثر ہوا) تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، حضور نے اُن سے بھی بے وقت حاضری کا سبب پوچھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی اسی وجہ سے گھر سے آیا تھا، تینوں حضرات ابو الہیثم انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے وہ اہل ثروت لوگوں میں تھے کھجوروں کا بڑا باغ تھا بکریاں بھی بہت سی تھیں، البتہ خادم کوئی نہیں تھا اسلئے گھر کا کام سب خود ہی کرنا پڑتا تھا یہ حضرات جب اُنکے مکان پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر والوں کے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، جو خادم نہ ہونے کیوجہ سے خود ہی کرنا پڑتا تھا لیکن انکے پہونچتے ہی وہ بھی مشکیزہ جو مشکل سے اٹھتا تھا

ثم جاء یلتزم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفدیہ بابیہ وامہ ثم انطلق بھم الی حدیقتہ فبسط لھم بساطا ثم انطلق الی النخلۃ فجاء بقنو[1] فوضع فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم افلا تنقیت لنا من رطبہ فقال یارسول اللہ انی اردت ان تختاروا او تخیروا من رطبہ وبسرہ فاکلوا وشربوا من ذلک الماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا والذی نفسی بیدہ من النعیم الذی تسألون عنہ یوم القیمۃ ظل بارد ورطب طیب وماء بارد فانطلق ابوالھیثم لیصنع لھم طعاما فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تذبحن لنا ذات در فذبح لھم عناقا او جدیا[2] فاتاھم بھا فاکلوا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھل لک خادم قال لا قال فاذا اتانا سبی فاتنا

بدقت اٹھاتے ہوئے واپس آئی حضور کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے اور زبان حال سے

ہم نشیں جب میرے ایام بھلے آئیں گے + بن بلائے میرے گھر آپ چلے آئیں گے

پڑھتے ہوئے حضور کو لپٹ گئے) اور حضور پر اپنے ماں باپ کو نثار کرکے معانقہ کیا اور باغ میں چلنے کی خواہش کی وہاں پہونچکر فرش بچھایا اور دین و دنیا کے سردار مایہ فخر مہمان کو بٹھاکر ایک خوشہ جس میں ہر طرح کی کھجوریں تھیں سامنے حاضر کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ توڑنے کی کیا ضرورت تھی اس میں ابھی کچھ کچی بھی ہیں جو ضائع ہونگی، میزبان نے عرض کیا تاکہ اپنی پسند سے پکی اور گدری ہر نوع کی حسب رغبت نوش فرماویں ہر سہ حضرات نے نوش فرمائی اور پانی پیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جنکا ہر لحظہ تعلیم امت تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے یہ بھی اُس نعیم میں داخل ہے جنکا سوال قیامت میں ہوگا اور سورۂ الہکم التکاثر کے ختم پر حق تعالیٰ شانہ نے اسکا ذکر فرمایا ہے اُنکے شکر کے متعلق سوال ہوگا کہ ہماری نعمتوں کا کس درجہ شکر ادا کیا اللھم لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک کس کس قدر نعمتیں دریں ٹھنڈا سایہ اور ٹھنڈا پانی اور تر و تازہ کھجوریں۔ اسکے بعد میزبان کھانے کی طیاری کے لئے جانے لگے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ فرط محبت میں کیفما اتفق مت ذبح کر دینا بلکہ ایسا جانور ذبح کرنا جو دودھ کا نہ ہو، میزبان نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور بعجلت تمام کھانا طیار کرکے

ف نخلتہ

[1] بقنو بکسر القاف وسکون النون بوزن حمل ای عذق کما فی روایۃ مسلم ۱۲

[2] او جدیا شک من الراوی والعناق بفتح العین انثی المعز لہا اربعۃ اشہر والجدی بفتح الجیم وسکون الدال ذکر المعز مالم یبلغ سنۃ قالہ البیجوری ۱۲

فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم براسین لیس معہما ثالث فاتاہ ابوالہیثم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اختر منہما فقال یا نبی اللہ اختر لی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المستشار مؤتمن[2] خذ ھذا فانی رأیتہ یصلی واستوص بہ معروفا[1] فانطلق ابوالہیثم الی امرأتہ فاخبرھا بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت امرأتہ ما انت ببالغ ما قال فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ان تعتقہ قال فہو عتیق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لم یبعث نبیا ولا خلیفۃ

[2] ای حق ان یکون امینا فیما یسأل عن الامور فلا یخون المستشیر بکتمان مصلحۃ ۱۲

[1] استوص الخ ای افعل بہ معروفاً و وصیۃ منی فمعروفاً منصوب باستوص لتضمینہ معنی افعل ۱۲

حاضرِ خدمت کیا اور مہمانوں نے تناول فرمایا حضورؐ نے اُس وقت یہ ملاحظہ فرماکر کہ مشتاق میزبان سب کام خود ہی کررہا ہے اور شروع میں میٹھا پانی بھی خود ہی لاتے دیکھا تھا اسلئے دریافت فرمایا کہ تمھاری پاس کوئی خادم نہیں، نفی میں جواب ملنے پر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر کہیں سے غلام آویں تو تم یاد دلانا اُسوقت تمھاری ضرورت کا لحاظ رکھا جائیگا، اتفاقاً ایک جگہ سے صرف دو غلام آئے تو ابوالہیثم نے حاضر ہوکر وعدۂ عالیجاہ کی یاددہانی کی، حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جونسا دل چاہے پسند کرلو جو تمھاری ضرورت کے مناسب ہو یہ جان نثار دلدادہ حضورؐ کی موجودگی میں اپنی کیا رائے رکھنے اسلئے) درخواست کی کہ حضورؐ ہی میرے لئے پسند فرماویں (وہاں بجز دینداری کے اور کوئی وجہ ترجیح اور پسندیدگی ہو ہی نہیں سکتی تھی اسلئے) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے اس لئے میں امین ہونے کی حیثیت سے فلاں غلام کو پسند کرتا ہوں اسلئے کہ میں نے اُسکو نماز پڑھتے دیکھا لیکن میری ایک وصیت اسکے بارہ میں یاد رکھیو کہ اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیجیو ابوالہیثم خوش خوش اپنی ضرورتوں کے لئے ایک مددگار ساتھ لیکر گھر گئے اور حضورؐ کا فرمان عالیشان بھی بیوی کو سُنا دیا، انھوں نے کہا کہ حضورؐ کے ارشاد کی کما حقہ تعمیل نہ ہوسکیگی، اور اس نیک بھلائی کا معاملہ کہ ارشاد عالیجاہ کا امتثال ہو جائے ہم سے نہ ہوسکے گا اسلئے اسکو آزاد ہی کردو کہ اسی سے امتثال ارشاد ممکن ہے اس راضی بجا و مجسم اخلاص خاوند نے فوراً آزاد کردیا اور اپنی دقتوں اور تکالیف کی ذرا بھی پرواہ نہ کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب واقعہ اور جان نثار صحابی کے ایثار کا حال معلوم ہوا کہ ہر نبی اور اس کے جانشینوں کے لئے حق تعالیٰ شانہ دو باطنی مشیر اور مصاحب کا پیدا فرماتے ہیں جن میں سے ایک ہم بھلائی کی ترغیب دیتا ہے

الاولہ بطانتان بطانة [1] تامره بالمعروف وتنهاه عن المنكر وبطانة لا تالوه خبالا ومن
يوق (بصيغة المجهول من الوقاية اى يحفظ ١٢) بطانة السوء (السوء والسوء كالكره والكره الضعف ١٢) فقد وقى حدثنا عمر بن اسمعيل بن مجالد بن سعيد حدثني
ابى عن بيان حدثنى قيس بن ابى حازم قال سمعت سعد ۵ بن ابى وقاص يقول
انى لاول رجل هراق دما فى سبيل الله وانى لاول رجل رمى بسهم فى سبيل الله
لقد رأيتنى اغزو فى العصابة من اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ما ناكل الا ورق
الشجر والحبلة [2] حتى تقرحت اشداقنا [3] حتى ان احدنا ليضع كما تضع الشاة والبعير
واصبحت (صارت ١٢) بنو اسد يعزروننى فى الدين لقد خبت [4] اذا وضل عملى حدثنا محمد

اور ہر برائی سے روکتا ہے، دوسرا مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا جو شخص اسکی برائی سے بچا دیا جاوے وہ ہر قسم کی برائی سے روک دیا گیا **ف** ابو الہیثم کی بیوی بمنزلہ بہترین مشیر کار کے تھیں جنھوں نے مشورہ دیکر ایک کار خیر یعنی ایک نمازی غلام کو آزاد کرا دیا اور اپنی ضروریات اور مشقت کے بعد کے حصول کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔"

نمبر ۵ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں سب سے پہلا وہ شخص جس نے کسی کافر کا خون بہایا ہو، اور ایسے ہی پہلا وہ شخص ہے جس نے جہاد میں تیر پھینکا ہو، ہم لوگ امت محمدیہ کی ایک جماعت ایسی حالتیں جہاد کیا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی درختوں کے پتے اور خاردار درختوں کے پھل ہم لوگ کھایا کرتے تھے جس کی وجہ سے پاخانہ میں بھی اونٹ اور بکری کی طرح مینگنیں نکلا کرتی تھی اسکے بعد بھی قبیلہ بنو اسد کے لوگ اسلام کے بارہ میں مجکو دھمکاتے ہیں اگر میری دین سے ناواقفیت کا یہی حال ہی تو خسر الدنیا والاخرة دنیا اس تنگی و عسرت میں گئی اور دین کی یہ حالت کہ نماز سے بھی واقفیت نہ ہوئی **ف** اس حدیث میں چونکہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اس وقت کی تنگی دکھلانی مقصود تھی اسلئے تمام قصہ کو مختصر کر دیا اس حدیث ذیل میں ۲ قصہ ہو گئے پہلا قصہ وہ ہے جس کے بارہ میں حدیث وارد ہوئی جسکو عربی حاشیہ میں مختصر لکھا گیا، دوسرا قصہ اُس جنگ کا ہے جسکا ذکر حضرت سعدؓ نے اپنی اس حدیث میں فرمایا یہ قصہ سریہ خبط کا ہے جو باختلاف اقوال ۸ھ یا رجب ۸ھ میں ہوا ہے جسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ تین سو مہاجرین و انصار کو ابو عبیدہ

---

[1] بطانة بالكسر لباء الموحدة صاحب سره الذى يستشيره فى اموره تشبيها له ببطانة الثوب ١٢

[2] الحبلة بضم مهملة و سكون موحدة ثمرة السمرة يشبه اللوبيا وقيل ثمر العضاة والعضاة كل شجرة يعظم وله شوك قاله القارى ١٢

[3] اشداقنا جمع شدق فى القاموس الشدق بالكسر ويفتح والدال مهملة طفطفة الفم من باطن الخد بجمعه اشداق اى صارت اطراف الفم ذات قروح ١٢

[4] وكان سبب الحديث انه كان امير البصرة وكانوا وشوا به الى عمر قالوا لا يحسن يصلى فاراد الى قدم الاسلام فانى كنت محتاجا للتاديبهم خسرت وخبت ١٢

ابن بشار ثنا صفوان بن عیسی ثنا عمرو بن عیسی ابو نعامة[1] العدوی قال سمعت خالد[6] بن عمیر و شویسا[2] ابا الرقاد قالا بعث عمر بن الخطاب عتبة بن غزوان وقال انطلق انت ومن معك حتی اذا کنتم فی اقصی ارض العرب وادنی بلاد ارض العجم فاقبلوا[3] حتی اذا کانوا بالمربد[4] وجدوا هذا الکذان[5] فقالوا ما هذه قالوا هذه البصرة فساروا حتی اذا بلغوا حیال الجسر الصغیر فقالوا ههنا امرتم فنزلوا فذکروا

(مقابل ۱۲) (پل چھوٹا ۱۲) (سے لکڑی ۱۲) (ای فی ہذا المکان بالاقامۃ والنزول ۱۲) (الواو لفتح ق با لجمع المراد)

بن الجراح کی ماتحتی میں مدینہ منورہ سے پانچ روز کی منزل پر ساحل سمندر کی جانب قبیلہ جہینہ کے مقابلے کے لئے بھیجا گیا، اس لشکر میں اول تین اونٹ یومیہ ذبح ہوتے تھے اور جب اونٹوں کی قلت کے خوف سے امیر نے ذبح کی ممانعت فرمادی تو کچھ مقدار کھجوریں تقسیم ہوتی تھیں اور وہ بھی کم ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچگئی کہ ایک کھجور یومیہ فی آدمی ملتی تھی لیکن جب وہ بھی ختم ہوچکیں تو درختوں کے پتے جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی خبط کے معنی پتے جھاڑنے کے ہیں اسی لئے اسکا نام سریۃ الخبط مشہور ہوگیا، اسکا طویل قصہ ابتداء حسرت کا اور انتہائے لطف کا ہے جس کو تاریخ اسلام کی طویل کتابوں میں دیکھا جاوے۔"

نمبر ۶ خالد بن عمیر اور شویس کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو حکم فرمایا کہ تم اپنے رفقا کی ساتھ (جو تین سو مجاہد تھے عجم کیطرف) چلے جاؤ اور جب منتہائے سرزمین عرب پر پہونچو جہاں کہ سرزمین عجم بہت ہی قریب رہجاوے (تو وہاں قیام کرنا مقصد انکی روانگی کا یہ تھا کہ دربار عمری میں یہ اطلاع پہونچی تھی کہ عجم کا ارادہ عرب پر حملہ کا ہے یا بروایت دیگر یزدجرد نے عجم سے امداد منگائی ہے جس کا یہ راستہ ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو ناکہ بندی کے لئے ارسال فرمایا تھا) وہ لشکر چلا اور جب مربد بصرہ پر پہونچے تو وہاں عجیب طرح کے سفید سفید پتھر نظر پڑے لوگوں نے استعجابًا آپس میں پوچھا کہ یہ کیا چیز ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ بصرہ ہیں (بصرہ اصل لغت میں سفیدی مائل پتھروں کو کہتے ہیں اسکے بعد پھر شہر کا نام پڑگیا تو گویا انھوں نے جواب دیا کہ یہ بھی ایک قسم کے پتھر ہیں) اسکے بعد عمری ہدایت کے موافق آگے بڑہے اور جب دجلہ کے چھوٹے پل کے قریب پہونچے تو لوگوں نے تجویز کیا کہ حضرت عمرؓ کی متعینہ جگہ یہی موقعہ ہے اسلئے وہاں پڑاؤ ڈالدیا، راوی نے اس جگہ تمام قصہ (یعنی خراسان کے لشکر کے آنے اور عتبہ کے فتح کرنیکا پورا قصہ)

[1] ابو نعامة بفتح النون علی الصحیح قاله القاری عن المغنی والعدوی بفتح العین والدال المهملتین" ۱۲

[2] شویسا مصغرا معجمة اوله ومهملة آخره هو شویس ابن حیاش ابو الرقاد بضم الراء بعدها قاف خفیفة ۱۲

[3] فاقبلوا قال القاری فعل ماض من الاقبال بمعنی توجهوا" ۱۲

[4] المربد بکسر میم فسکون ففتح موحدة موضع بالبصرة واصلها من ربد بالمکان اذا قام به وهو موضع حبس الابل او تجفیف الرطب" ۱۲

[5] الکذان بفتح الکاف وتشدید الذال الحجارة رخوة مائلة الی البیاض" ۱۲

الحدیث بطولہ قال فقال عتبۃ بن غزوان لقد رایتنی وانی لسابع سبعۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لنا طعام الا ورق الشجر حتی تقرحت اشداقنا فالتقطت بردۃ فقسمتہا بینی وبین سعد فما منا من اولئک السبعۃ احد الا وھو امیر مصر من الامصار وستجربون الامراء بعدنا حدثنا عبد اللہ ابن عبد الرحمن ثنا روح بن اسلم ابو حاتم البصری ثنا حماد بن سلمۃ ثنا ثابت عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد اخفت فی اللہ وما یخاف احد ولقد اوذیت فی اللہ وما یؤذی احد ولقد اتت علی ثلثون من بین لیلۃ ویوم

مفصل ذکر کیا مگر امام ترمذی کو چونکہ اس جگہ ذکر کرنے سے مقصود تنگ حالی کا بیان کرنا ہے جسکا ذکر اخیر میں ہے اسلئے تمام حدیث کو مختصر کرکے اس جملہ کو ذکر کر دیا) پس عتبہ نے اپنے اُس خطبہ میں یہ بھی پڑھا تھا یہ بھی) بیان کیا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اپنی یہ حالت دیکھی ہے کہ میں اُن سات آدمیوں میں سے ایک ہوں جو اُسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہمارے پاس کھانیکے لئے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا اُنکے کھانے سے ہمارے منہ چھل گئے تھے مجھے اتفاقاً ایک چادر مل گئی تھی جسکو میں نے اپنے اور سعد کے درمیان نصف نصف تقسیم کی (حق تعالیٰ جل شانہ نے اُس تنگحالی اور تکالیف کا دنیا میں بھی یہ اجر مرحمت فرمایا کہ) ہم سات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی جگہ کا امیر نہ ہو (چونکہ یہ جماعت بڑی تکالیف برداشت کرنے اور مجاہدات کے بعد امیر ہوئی ہے اسلئے اسکا معاملہ اپنی جماعتوں کے ساتھ بہترین معاملہ ہے جو تم کو بعد میں آنیوالے امراء کے تجربہ حال سے معلوم ہوگا اسلئے کہ) تم اُن امراء کا عنقریب تجربہ کرنیوالے ہو جو بعد میں آنیوالے ہیں۔

نمبر ۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ کے راستہ میں اسوقت خوف دلایا گیا ہوں جسوقت کوئی بھی نہیں ڈرایا گیا اور اسقدر ستایا گیا ہوں کہ کوئی شخص بھی نہیں ستایا گیا مجھے تیس شب و روز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے کھانیکے لئے کوئی چیز ایسی نہیں تھی جسکو کوئی جاندار جگر کھا سکے بجز اُس تھوڑی سی مقدار کے جو بلال کی بغل میں چھپی ہوئی تھی

لہ سعد ای ابن ابی وقاص علی ما فی الاصول المصححۃ وفی بعض النسخ سبعۃ وھو سھو لما فی روایۃ مسلم فقسمتہا بینی وبین سعد بن مالک فاتزرت بنصفہا واتزر سعد بنصفہا قالہ القاری ۱۲

ومالی لبلال طعام یاکلہ ذوکبد الا شیٔ یواریہ ابط بلال حدثنا عبد اللہ بن
(اے حیوان ای ما معنا طعام سواء یا کلہ الدواب او الانسان ۱۲)
عبد الرحمن انبانا عفان بن مسلم ثنا ابان بن یزید العطار ثنا قتادۃ عن انس بن
مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یجتمع عندہ غداء ولا عشاء من خبز ولحم الا علی
ضفف[1] قال عبد اللہ قال بعضھم ھو کثرۃ الایدی حدثنا عبد بن حمید ثنا
محمد بن اسمٰعیل بن ابی فدیک ثنا ابن ابی ذئب عن مسلم بن جندب عن
نوفل بن ایاس الھذلی قال کان عبد الرحمن بن عوف لنا جلیسا وکان نعم الجلیس
وانہ انقلب بنا ذات یوم حتی اذا دخلنا بیتہ ودخل فاغتسل ثم خرج واتینا[2] بصحفۃ فیھا
خبز ولحم فلما وضعت بکی عبد الرحمن فقلت لہ یا ابا محمد ما یبکیک قال ھلک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یشبع ھو واھل بیتہ من خبز الشعیر فلا اراناَ

ف حدثنا

[1] قولہ ضفف تقدم الکلام علی الحدیث فلا تغفل ۱۲
[2] بیناء المجہول من الاتیان قالہ القاری والمناوی ۱۲

ف یہ قصہ جیسا کہ مصنف نے اپنی جامع میں لکھا ہے کسی وقت مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لیجانیکے زمانہ کا ہے جو ہجرت کا زمانہ نہیں، اس لئے کہ اُس وقت حضرت بلال رضی اللہ آپ کیساتھ نہ تھے بلکہ اُس کے علاوہ کسی اور موقع پر یہ قصہ پیش آیا۔

نمبر ۹ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کبھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر صبح کے کھانے میں یا شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتی تھیں مگر حالت ضفف میں۔ **ف** ضفف کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ حضور کے گذارۂ اوقات کے بارہ میں جو باب پہلے ذکر ہو چکا ہے اُسکی اخیر حدیث کے ذیل میں اسکی مفصل تقریر گذر چکی ہے۔

نمبر ۱۰ نوفل بن ایاس کہتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف جو عشرۂ مبشرہ میں سے ایک صحابی ہیں ہماری ہم نشینی در حقیقۃً بہترین ہم نشین تھے ایک مرتبہ ہم اُنکی ساتھ کسی جگہ سے لوٹے واپسی میں اُنکے مکان پر گئے اُنھوں نے اول غسل کیا اُسکے بعد ایک بڑے برتن میں روٹی گوشت لاکر رکھا گیا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ اُسکو دیکھکر رونے لگے اور میرے دریافت کرنے پر رونے کی یہ وجہ بتلائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال تک کبھی بھی اس کی نوبت نہیں آئی کہ آپ نے یا آپ کے گھر والوں نے جو کی روٹی ہی سے شکم سیری

اخرنا لما ھو خیر لنا

في نسخة عيش على خلاف ماكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۲

باب ماجاء فی سنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ای عمره صلى الله عليه وسلم ۱۲

حدثنا احمد بن منیع ثنا روح بن عبادة ثنا زکریا بن اسحاق ثنا عمرو بن دینار عن ابن عباس قال مکث النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ ثلث عشرۃ یوحی الیہ وبالمدینۃ عشرا وتوفی وھو ابن ثلث وستین سنۃ حدثنا محمد بن بشار ثنا محمد ابن جعفر عن شعبۃ عن ابی اسحاق عن عامر بن سعد عن جریر عن معاویۃ انہ[1] سمعہ یخطب قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو ابن ثلث وستین وابوبکر وعمر وانا ابن ثلث وستین سنۃ حدثنا حسین بن مہدی البصری

قال محمد بن اسمعيل البخاري ثلث وستون اكثر في الرواية وهو الراجح عند احمد ايضا ۱۲

قيل مات معاوية وهو ابن ثمان وسبعين وقيل سنة ثمانين ۱۲

[1] انہ سمعہ یعنی ان جریرا سمع معاویۃ حال کونہ خطیبا ۱۲

فرمائی ہو اب حضورؐ کے بعد جہانتک میرا خیال ہے ہم لوگوں کی یہ ثروت کیحالت کسی بہتری کے لئے نہیں ہے

ف حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو ایسی حالتوں میں اسکا خوف ہوتا تھا کہ خدانخواستہ اس وعید میں داخل نہ ہو جاویں کہ تم اپنی خوبیوں کا بدلہ دنیا میں پاچکے ہو، جس کا قرآن شریف کی اس آیۃ میں ذکر ہے۔ اذھبتم طیباتکم فی حیوتکم الدنیا الآیۃ۔‘‘

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر

ف اس باب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے چھ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں‘‘

نمبر ۱ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد تیرہ (۱۳) سال مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے اور دس سال ہجرۃ کے بعد مدینہ منورہ قیام رہا اور تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں وصال ہوا۔ **ف** حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جنکا مختصر تذکرہ پہلے بھی گذر چکا ہے محدثین اور اہل تاریخ کے نزدیک یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔‘‘

نمبر ۲ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ میں یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا حضرات شیخین رضی اللہ عنہما یعنے حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا وصال بھی تریسٹھ سال کی عمر میں ہوا میری بھی اسوقت تریسٹھ سال کی عمر ہے **ف** کیا بعید ہے

ثنا عبد الرزاق عن ابن جریج عن الزهری عن عروة عن عائشة[3] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مات وهو ابن ثلث وستین سنة حدثنا احمد بن منیع ویعقوب بن ابراهیم الدورقی قالا ثنا اسمعیل[1] بن علیة عن خالد الحذاء حدثنی عمار[2] مولی بنی هاشم قال سمعت ابن عباس[4] یقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو ابن خمس وستین حدثنا محمد بن بشار ومحمد بن ابان قالا ثنا معاذ ابن هشام حدثنی ابی عن قتادة عن الحسن عن دغفل[5][3] بن حنظلة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبض وهو ابن خمس وستین سنة قال ابو عیسیٰ (ای الترمذی ۱۲) ودغفل لا نعرف له سماعا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا[4] حدثنا اسحٰق بن موسی الانصاری ثنا معن ثنا مالک بن انس عن ربیعة ابن ابی عبد الرحمٰن عن انس[6] بن مالک انه سمعه یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ولا بالابیض الامهق ولا بالآدم ولا بالجعد

(المفرط ۱۲) (ای قصیر قصیر ۱۲)

کہ مجھے بھی یہ طبعی اتباع نصیب ہو جاوے، محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ تمنا پوری نہیں ہوئی اسلئے کہ انکا وصال تقریباً اسی (۸۰) سال کی عمر میں ہوا ہے۔

نمبر ۳ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی مروی ہے کہ حضورؐ کا وصال تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں ہوا

نمبر ۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ حضورؐ کا وصال ۶۵ سال کی عمر میں ہوا

ف یہ روایت پہلی سب روایتوں کے خلاف ہے باب کے ختم پر اسکی کچھ گفتگو آویگی۔

نمبر ۵ دغفل بن حنظلہ سدوسی سے بھی یہی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر میں ہوا **ف** امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ دغفل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے مگر حضورؐ سے انکی ملاقات ثابت نہیں۔

نمبر ۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانبے قد تھے نہ پستہ قد (نیز رنگ کے لحاظ سے) نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ آپکے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل

---

[1] اسمعیل بن ابراہیم وعلیة اسم امه وکان یکره ان یقال له ابن علیة لکن غلبت علیه بالشهرة۔

[2] عمار بفتح فتشدید بن ابی عمار مولی بنی هاشم وفی نسخة عمارة وهو سهو من الکاتب ۱۲

[3] دغفل بفتح الدال المهملة اول الحروف ثم معجمة ساکنة ففاء مفتوحة کجعفر ۱۲

[4] رجلا ای مجاوزا عن حد الصباء ولعل المصنف ذهب تبعا للبخاری الی انه لا بد لها من ثبوت اللقی ولا یکفی مجرد المعاصرة ۱۲

القطط ولا بالسبط بعثہ اللہ تعالیٰ علی راس اربعین سنۃ فاقام بمکۃ عشر سنین و بالمدینۃ عشر سنین وتوفاہ اللہ تعالیٰ علی راس ستین سنۃ ولیس فی راسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضاء حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید عن مالک بن انس عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمن عن انس بن مالک نحوہ

باب ماجاء فی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا ابو عمار الحسین بن حریث وقتیبۃ بن سعید وغیر واحد قالوا انا سفیان

سیدھے (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگر یالہ پن لئے ہوئے) چالیس سال کی عمر میں آپکو نبوت ملی اُس کے بعد دس سال حضور نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں ساٹھ سال کی عمر میں حضور کا وصال ہوا اُسوقت آپکے سر مبارک اور داڑھی میں تقریباً بیس بال بھی سفید نہیں ہونگے **ف** حضرت انس کی یہ حدیث کتاب کے بالکل شروع میں گذر چکی ہے اُس کے فائدہ میں ان تینوں روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور مختلف روایات میں توجیہ بھی ذکر کر دیگئی، علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ عمر شریف کے بارہ میں ترسیٹھ سال کی روایت صحیح ہے باقی روایتیں اُس کی طرف راجع کیجا سکتی ہیں یا اُنہیں نیچے کے راویوں سے کسی قسم کی غلطی ہوئی، چنانچہ حضرت عائشہ کے بھانجے عروۃ بن الزبیر نے حضرت ابن عباس کی پینسٹھ برس والی روایت کو غلط بتلایا ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُسکو وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باتفاق اہل تاریخ دوشنبہ کے روز ہوا ہے لیکن تاریخ میں اختلاف ہے اکثر مورخین کا قول بارہ ۱۲ ربیع الاول کا ہے مگر اس میں ایک نہایت قوی اشکال ہے وہ یہ کہ ۱۰ھ کی ۹ ذی الحجہ جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عرفات پر تشریف فرما تھے وہ باتفاق محدثین جمعہ کا دن تھا اس کے بعد خواہ ذی الحجہ محرم صفر تینوں مہینہ ۳۰ دن کے ہوں یا ۲۹ دن کے بہر صورت ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کی نہیں ہو سکتی اسی لئے بعض محدثین نے دوسرے قول کو ترجیح دی۔ کہ حضور کا وصال ۲ ربیع الاول کو ہوا۔

[1] قتیبۃ بن سعید تقدم ہذا الحدیث بہذا السند فی اول الکتاب فارجع الیہ ۱۲

ابن عیینۃ عن الزھری عن انس بن مالک قال اٰخر نظرۃ نظرتھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشف الستارۃ یوم الاثنین فنظرت الی وجھہ کانہ ورقۃ مصحف والناس یصلون خلف ابی بکر فاشار الی الناس ان اثبتوا وابوبکر یؤمھم والقی السجف وتوفی من اٰخر ذلک الیوم حدثنا محمد بن مسعدۃ البصری ثنا سلیم بن اخضر عن ابن عون عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کنت مسندۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی صدری او قالت الی حجری فدعا بطست لیبول فیہ ثم بال فمات صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا قتیبۃ ثنا اللیث عن ابن الھاد عن موسی بن سرجس عن القاسم ابن محمد عن عائشۃ انھا قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بالموت وعندہ قدح فیہ ماء وھو یدخل یدہ فی القدح ثم یمسح وجھہ بالماء ثم یقول اللھم اعنی علی منکرات الموت او قال علی سکرات الموت حدثنا الحسن بن الصباح

نمبر ۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جسوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دیدار نصیب ہوا وہ اُسوقت ہوا جبکہ حضورؐ نے مرض الوفات میں دوشنبہ کے روز پردہ اٹھایا۔ اُسوقت آپ کا چہرۂ مبارک گویا مصحف شریف کا ایک پاک صاف ورق تھا لوگ اُسوقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے (صحابہؓ آپ کو دیکھکر فرط خوشی میں پیچھے ہٹنے لگے اس خیال سے کہ شاید آپ تشریف لاتے ہوں) حضورؐ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور اُسی دن وصال ہو گیا ف یہ وہی شنبہ کے روز کا آخری نظارہ ہے جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انداز فرمایا کہ نظام شرعی قائم ہو گیا اور لاؤلا ابوبکرؓ نیابت کا حق ادا کر دیگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جسکو دنیا کی آنکھوں نے دیکھ لیا۔

نمبر ۲۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وصال کے وقت میں نے حضور عالی کو اپنے سینہ پر سہارا دے رکھا تھا کہ آپ نے پیشاب کے لئے طشت منگایا اور پیشاب سے فراغت حاصل فرمائی اُسکے بعد پھر وصال ہو گیا

نمبر ۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وصال کیوقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک پیالہ پانی کا رکھا تھا کہ اُس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے (کہ یہ شدت حرارۃ اور

ف۱ یوم الاثنین منصوب علی الظرفیۃ فلفظ کشف الستارۃ ساد مسد الخبر ای اٰخر نظرۃ نظرتھا الی وجھہ حین کشف الستارۃ یوم الاثنین وقیل مرفوع علی انہ خبرہ ۱۲

ف۲ السجف بفتح السین المھملۃ وقیل بکسر وسکون الجیم الستر ۱۲

ف۳ اٰخر ذلک الیوم ھذا بیان فی جزم اھل السیر بانہ توفی حین اشتد الضحی قال العسقلانی و یجمع بینھما بان اطلاق الاٰخر بمعنی ابتداء الدخول فی اول النصف الثانی ۱۲

ف۴ مسندۃ علی بناء الفاعل ای جعلت ظھرہ علیہ السلام مستندا الی صدری ۱۲

ف۵ المنکر ضد المعروف والمراد شدائدہ ومکروھاتہ والاشک انھا امور منکرۃ لاتالفھا الطبع ۱۲

البزار ثنا مبشر[1] بن اسمعیل عن عبد الرحمن بن العلاء عن ابیہ عن ابن عمر عن عائشۃ قالت لا اغبط[2] احدا بھون موت بعد الذی رأیت من شدۃ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو عیسیٰ سألت ابا زرعۃ فقلت لہ من عبد[3] الرحمن بن العلاء ھذا قال ھو عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج[4] حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء ثنا ابو معاویۃ عن عبد الرحمن بن ابی بکر ھو[5] ابن الملیکی عن ابن ابی ملیکۃ عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ما نسیتہ قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع[6] الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی موضع فراشہ حدثنا محمد بن بشار وعباس العنبری وسوار بن عبد اللہ وغیر واحد قالوا انا یحیی

(یعنی رشک بھی نہیں ۱۲) (بکسر الموحدۃ من باب ضرب ۱۲) (بجیمین فتح المیم وکسرہ ۱۲) (علی صیغۃ المجہول ۱۲) (ای النبی او اللہ ۱۲)

گھبراہٹ کے وقت سکون کا سبب ہوتا ہے) اُس وقت حضورؐ بارگاہ الٰہی میں یہ دعا فرما رہے تھے کہ یا اللہ موت کی شدائد پر میری امداد فرما۔“ ✣

نمبر ۴ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت تکلیف کے بعد اب مجھے کسی کی بھی مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا **ف** اسلئے کہ شدت مرض گناہوں کے سقوط اور مراتب کے بلند ہونیکا سبب ہوتا ہے۔“ ✣

نمبر ۵ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے وصال کیوقت آپکے دفن میں صحابہؓ کا اختلاف ہوا (کسی نے مسجد نبوی کو پسند کیا اور کسی نے بقیع کو کسی کا خیال جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام کے مدفن پہ پہنچانیکا ہوا تو کسی کا وطن اصلی مکہ مکرمہ واپس لانیکا غرض مختلف رائیں ہو رہی تھیں) کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کا ارشاد نقل فرمایا کہ انبیاء کا وصال اُسی جگہ ہوتا ہے جہاں اُنکا دفن پسندیدہ ہو اس لئے حضورؐ کو آپکے وصال ہی کی جگہ دفن کرنا چاہئے **ف** چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ سے یہ سب امور انجام پانے مقدر ہو چکے تھے اس لئے اس نوع کے مسائل بھی خصوصیت سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو معلوم تھے۔“

[1] مبشر بفتح الموحدۃ وکسر الشین المعجمۃ الثقیلۃ ۱۲

[2] لا اغبط فیہ اشعار بانہ لو کان کرامۃ لکان ص اولی بہ والتحقیق ان الشدۃ کانت فی مقدمات الموت لا فی نفس سکراتہ کما یتوہم فمراد عائشۃ انی لا اتمنی من غیر سبق مرض ۱۲ قاری

[3] من عبد الرحمن قال القاری وانما استفہم عنہ لان عبد الرحمن بن العلاء متعدد بین الرواۃ ۱۲

[4] اللجلاج بجیمین وفتح اللام الاولی کذا فی ھامش التہذیب عن المغنی ۱۲

[5] ھو الخ فیہ ان المشہور بہذہ النسبۃ ہو عبد الرحمن بنفسہ لا ابوہ فتامل ۱۲

[6] الموضع الخ اشکل علیہ بنقل موسیٰ علیہ السلام یوسف من مصر الی فلسطین واشکل ایضا ان مقتضی الحدیث ان وفاۃ عیسیٰ تکون فی الحجرۃ الشریفۃ والتوجیہ فی کلیہما منسع ۱۲

ابن سعید عن سفیان الثوری عن موسی بن ابی عائشۃ عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس وعائشۃ رضی اللہ عنہم ان ابا بکر قبل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ما مات حدثنا نصر بن علی الجھضمی ثنا مرحوم بن عبد العزیز العطار عن ابی عمران الجونی عن یزید بن بابنوس عن عائشۃ ان ابا بکر رضی اللہ عنہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ فوضع فمہ بین عینیہ ووضع یدیہ علی ساعدیہ وقال وانبیاہ واصفیاہ واخلیلاہ حدثنا بشر بن ہلال الصواف البصری ثنا جعفر بن سلیمان عن ثابت عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منہا کل شیء فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انکرنا قلوبنا حدثنا محمد بن حاتم ثنا عامر

نمبر ۶ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضورؐ کے وصال کے بعد تشریف لاکر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا **ف** یہ حدیث مختصر ہے۔

نمبر ۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے آپکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپکے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھکر یہ فرمایا ہائے نبی ہائے صفی اور ہائے خلیل

نمبر ۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں مدینہ کی ہر چیز منور اور روشن بن گئی تھی، اور جس دن حضورؐ کا وصال ہوا ہے مدینہ کی ہر چیز تاریک بن گئی تھی ہم لوگ حضورؐ کے وصال کے بعد مٹی سے ہاتھ بھی جھاڑنے نہیں پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا **ف** یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کا اعمال وعقائد میں تغیر ہوا، بلکہ فیض صحبت اور مشاہدہ ذات کے انوار جو ہر وقت مشاہدہ ہوتے تھے وہ حاصل نہ رہے، چنانچہ اب بھی سالکین کو مشائخ کی یہاں کی حاضری اور غیبت میں انوار کا بین فرق محسوس ہوتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اُن انوار کے حصول کے لئے اب مجاہدات ذکر فکر کرایا جاتا ہے اور اُس وقت کسی چیز کی ضرورت نہ تھی، جمال جہاں آرا

لہ الجونی بفتح الجیم نسبۃ الی جون بطن من ازد ۱۲
۲ بابنوس بموحدتین فالف فموحدۃ ساکنۃ فنون مضمومۃ فمہملۃ بصری کذا فی المناوی ۱۲
۳ انکرنا بصیغۃ المتکلم الماضی ای تغیرت قلوبنا بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم تبق علی ما کانت من الرقۃ والصفاء وفی الحدیث حجۃ لمشائخ الصوفیۃ ورد علی من انکر مجاہدات المشائخ مستدلا بان الصحابۃ لم یفعلوہ ۱۲

حاشیہ: ضاءت واضاءت بمعنی استضاءت ۔ لفی دفنہ: قید لنفی النقص یریدانھم لم یجدوا قلوبھم علی ما کانت علیہ من الصفاء والالفۃ والرقۃ

ابن صالح عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين حدثنا محمد بن ابى عمر ثنا سفين بن عيينة عن جعفر ابن محمد عن ابيه قال قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين فمكث ذلك اليوم وليلة الثلثاء ودفن من الليل[1] وقال سفيان وقال غيره يسمع صوت المساحى[2] من اخر الليل حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا عبد العزيز بن محمد عن شريك بن عبد الله بن ابى نمر عن ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف قال توفى

کی زیارت ہی سیکڑوں جلووں سے زیادہ تھی۔"

نمبر ۹ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔"

نمبر ۱۰ امام باقرؒ سے منقول ہے کہ حضورؐ کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا، یہ روز اور شنبہ کا روز اسی انتظام میں گزرا، اور منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضورؐ والا کو قبر شریف میں اُتارا۔ سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقرؒ کی حدیث میں تو یہی ہے جو گذرا لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ اخیر حصہ شب میں پھاوڑہ کی آواز آتی تھی۔ **ف** گویا اخیر حصہ شب میں قبر کھودی گئی، اس حدیث میں یہ خلجان کیا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں اسقدر تاخیر کیوں کی گئی، حالانکہ دفن کی تعجیل میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقۃ یہ ہے کہ اس موقع پر جسقدر مراحل درپیش تھے اُسکے لحاظ سے یہ بھی کچھ تاخیر نہیں ہوئی، سب سے اہم کام مہم خلافت تھی، تجہیز و تکفین کے ہر ہر جزو میں جس کی ضرورت تھی نبی ہونے کیوجہ سے ہر ہر جزو میں حکم معلوم کرنے اور اختلاف زائل کرنے کی ضرورت تھی، چنانچہ گذشتہ اختلاف سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کوئی مکہ مکرمہ واپس لیجانے پر مصر تھا اور کوئی مدفن ابراہیمی پر وغیرہ وغیرہ ایسے ہی تجہیز و تکفین، اور صلوۃ الجنازہ، اس کے علاوہ انصار میں بیعت کا مسئلہ بحث میں آجانے سے یہ مہم اور بھی زیادہ سخت بن گئی تھی کہ اگر کوئی نا اہل امیر بن گیا تو دین کا سنبھالنا مشکل پڑ جاویگا، مسئلہ امارت کے علاوہ تمام اہل مدینہ کی فرادی فرادی نماز کہ اس کے لئے بھی بہت زیادہ وقت درکار تھا۔"

نمبر ۱۱ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا اور سہ شنبہ کو

---

[1] من الليل اى ليلة الاربعاء على ما عليه الاكثر وفيه اقوال اخر من ليلة الثلثاء و يوم الثلثاء وغير ذلك والجمع متسع ۱۲

[2] المساحى بفتح الميم وكسر الحاء المهملة جمع مسحاة وهى كالمجرفة الا انها من حديد كذا فى الصحاح وفى النهاية ان ميمه زائدة لانه من السحو بمعنى الازالة والكشف ۱۲

مسحاة كالمجرفة الا انها من حديد ۱۲ صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین ودفن یوم الثلثاء قال ابو عیسے ھذا حدیث غریب حدثنا نصر بن علی الجھضمی انا عبد اللہ بن داود قال نا سلمۃ بن نبیط اخبرنا عن نعیم بن ابی ھند عن نبیط بن شریط عن سالم بن عبید وکانت لہ صحبۃ قال اغمی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرضہ فافاق فقال حضرت الصلوۃ فقالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل للناس او قال بالناس ثم اغمی علیہ فافاق فقال حضرت الصلوۃ قالوا نعم فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ ان ابی رجل اسیف اذا قام ذلک المقام بکی فلا یستطیع فلو امرت غیرہ قال ثم اغمی علیہ فافاق فقال مروا بلالا فلیؤذن ومروا ابا بکر فلیصل بالناس فانکن صواحب وصواحبات یوسف قال

قبر شریف میں اُتارے گئے **ف** منگل بدھ کی درمیانی شب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دفن فرمائے گئے جسکو عرفاً منگل کا دن بھی کہا جا سکتا ہے اور بدھ کا دن بھی، اسلئے یہ روایت پہلی روایت کے کچھ خلاف نہیں

نمبر ۱۲ سالم بن عبید صحابی کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض الوفات میں بار بار غشی ہوتی تھی اور جب افاقہ ہوتا تو زبان سے یہ نکلتا کہ نماز کا وقت ہو گیا یا نہیں اور نماز کا وقت ہو جانیکا حال معلوم ہوتے پر چونکہ مسجد تک تشریف لیجانیکی طاقت نہ تھی اسلئے ارشاد عالی ہوا کرتا کہ بلال سے کہو کہ نماز کی طیاری کریں اور صدیق اکبر نماز پڑھائیں متعدد مرتبہ ایسا ہی ہوا لیکن ابو بکر صدیق طبعی طور پر نرم دل پیدا ہوتے تھے رقت اکثر طاری ہو جاتی تھی اور پھر حضور کی ساتھ کا تعلق، اُنکی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی جانتی تھیں کہ میرے باپ سے آپ کی خالی جگہ نہ دیکھی جائے گی، اسلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے درخواست کی کہ میرا باپ ابو بکر رقیق القلب ہے جب حضور کی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں گے تو رونے لگیں گے اور نماز پڑھانے کی طاقت نہیں رکھیں گے اسلئے کسی اور کو فرما دیجئے کہ نماز پڑھائیں، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعدد مرتبہ سوال وجواب پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم عورتیں یوسف علیہ السلام کے قصہ والی عورتیں بننا چاہتی ہو ابو بکر سے کہو کہ نماز پڑھاویں

لہ اخبرنا ببناء المجہول علی ما علیہ اکثر من شراح الشمائل وقیل ببناء الفاعل فلفظ اخبرنا قبل سلمۃ زائد ویؤیدہ فقدانہ فی بعض النسخ ۱۲
لہ شریط قال الجزری بفتح الشین المعجمۃ صحیح وبضمہا غلط فاحش،،
لہ اغمی بصیغۃ المجہول ای غشی وفی الحدیث جواز الاغماء علی الانبیاء بخلاف الجنون فانہ نقص ینافی مقامہم ۱۲،،

فامر بلال فاذن وامر ابوبکر فصلی بالناس ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجد خفۃ فقال انظروا لی من اتکئ علیہ فجاءت بریرۃ ورجل اٰخر فاتکاء علیہما فلما راٰہ ابوبکر ذھب لینکص (النکوص بر گشتن ۱۲) فاومی الیہ ان یثبت مکانہ حتی قضی ابوبکر صلوتہ ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض فقال عمر واللہ لا اسمع (اے اسمع ۱۲) احدا یذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض الا ضربتہ بسیفی ھذا قال کان الناس اُمّیین لم یکن فیہم نبی قبلہ فامسک الناس قالوا یا سالم انطلق الی صاحب رسول اللہ

(حضرت عائشہؓ کے ذہن میں یہ مضمون بھی تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رقیق القلب ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی خیال تھا کہ لوگ حضورؐ کی جگہ حضرت صدیق کو کھڑا ہوا دیکھیں گے تو نحوست کا وسوسہ کریں گے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نماز پڑھانے کی درخواست کی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ سے بھی اپنی موافقت پر اصرار کرایا اس لئے حضورؐ نے انکو یوسف علیہ السلام کے قصہ والیوں کی ساتھ تشبیہ دی کہ امر ناحق کی امداد میں حضرت یوسف علیہ السلام پر زلیخا کی موافقت کا اصرار کرتی تھیں بعض علماء نے وجوہ تشبیہ اور بھی بتلائی ہیں مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ اللہ جل شانہ اور مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسیکو نہیں مانیں گے) امتثال حکم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی (اور حضورؐ کے وصال تک سترہ نمازیں (یعنی ۱۲) ادا فرمائیں، اس دوران میں) ایک مرتبہ حضورؐ کو کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا دیکھو کوئی سہارا دیکر مسجد تک لیجانیوالا ہے اس ارشاد پر دو خادم حاضر ہوئے اور حضورؐ اُن کے سہارے مسجد تک تشریف لے گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو دیکھکر پیچھے ہٹنے کا ارادہ فرمایا تو حضورؐ نے اشارہ سے منع فرما دیا (حضورؐ نے نماز پڑھی اور دوشنبہ کے روز وصال ہوا۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے اوپر یہ سخت وقت جس قدر بھی مشکل اور کٹھن تھا وہ ظاہر ہے منافقین اور مخالفین کے فتنہ اور حضورؐ کے ۲۳ سالہ باغ کی حفاظت اور ان سب کی ساتھ حضور جیسی ذات کی مفارقت اور اُس ذات کی جدائی جس کی بدولت گھر باہر خویش و اقارب مال و متاع سب لٹا دیا تھا اور چونکہ آج صبح سے افاقہ کے آثار معلوم ہو رہے تھے جو درحقیقت سنبھالا تھا نہ کہ افاقہ اسلئے حضورؐ کے وصال کی خبر کا

لہ لا اسمع الخ وکان یقول انما ارسل الیہ صلی اللہ علیہ وسلم کما ارسل الی موسی علیہ السلام فلبث عن قومہ اربعین لیلۃ او یظن انہ من الغشیان المعتاد لہ صلی اللہ علیہ وسلم " ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم فادعہ فاتیت ابا بکر وھو فی المسجد فاتیتہ ابکی دھشا فلما
رآنی قال لی اقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت ان عمر یقول لا اسمع
احدا یذکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض الا ضربتہ بسیفی ھذا فقال
لی انطلق فانطلقت معہ فجاء ھو والناس قد دخلوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یا ایھا الناس افرجوا لی فافرجوا لہ فجاء حتی اکب علیہ ومسہ فقال انک
میت وانھم میتون ثم قالوا یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم فعلموا ان قد صدق قالوا یا صاحب
رسول اللہ انصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قالوا وکیف قال یدخل

سلہ یدخل الخ قیل ان فوجا فوجا دخلوا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وکل واحد منھم صلی علیہ علیحدۃ وروی ان علیا قال لا یؤم احد کم علیہ لانہ امامکم حال حیوتہ وحال مماتہ وقد ورد فی بعض الروایات انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی علی الوجہ المذکور ولذا وقع التاخیر فی دفنہ ۱۲

باوجود بہت جلد خبر مشہور ہوجانے کے بہت سے حضرات کو یقین نہیں آیا چنانچہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (جیسے
باعظمت اور قوی القلب آدمی بھی باایں فضل وکمال اور بدیں شجاعت وہمت تحمل نہ فرماسکے اور خود رفتہ
ہوکر برہنہ تلوار لیکر کھڑے ہوگئے اور یہ فرمانے لگے کہ واللہ (حضور کا وصال نہیں ہوا) جو شخص یہ کہیگا کہ حضورؐ
کا وصال ہوگیا ہے اسکی گردن اڑا دونگا، چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی نبی کی وفات کا پہلے سے تجربہ نہیں تھا
اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر سب ساکت ہوگئے اور صحابہؓ نے سالم سے کہا کہ حضورؐ کے ساتھی ابوبکر
رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ (وہ ہی اس طغیانی کیوقت اس کشتی کو کنارہ لگائیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
افاقہ کی صورت دیکھکر گھروالونکی خبر لینے کے لئے تشریف لیگئے ہوئے تھے) سالم کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا متحیرانہ
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اپنے محلہ کی مسجد میں تھے میری مضطربانہ حالت دیکھکر دریافت فرمایا
کہ حضورؐ کا وصال ہوگیا میں نے اسکی اطلاع کی اور یہ بھی عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں کہ میں جسکو یہ کہتے
ہوئے سنونگا کہ حضورؐ کا وصال ہوگیا اسکی گردن اڑا دونگا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میری ساتھ تشریف لائے
اور مجمع کو ہٹا کر حضورؐ کے پاس تشریف لے گئے اور حضورؐ کے چہرہ مبارک پر گہری نظر ڈالکر آپکی پیشانی کو بوسہ دیا
اور یہ آیت پڑھی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک تم بھی وفات پانیوالے ہو
اور وہ سب دشمن بھی مرنیوالے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ اے حضورؐ کے رفیق کیا آپکی وفات ہوگئی، حضرت

قوم فيكبرون ويدعون ويصلون ثم يخرجون ثم يدخل قوم فيكبرون ويصلون
ويدعون ثم يخرجون حتى يدخل الناس قالوا يا صاحب رسول الله ايدفن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم قالوا اين قال في المكان الذي قبض الله
فيه روحه فان الله لم يقبض روحه الا في مكان طيب فعلموا ان قد صدق ثم
امرهم ان يغسله بنو ابيه[1] واجتمع المهاجرون يتشاورون فقالوا انطلق (انطلقوا) بنا الى
اخواننا من الانصار ندخلهم معنا في هذا الامر (بنصب الخلافة اى امر الخلافة ۱۲) فقالت الانصار (ومن جملة القائلين عمر) منا امير ومنكم
امير فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه من له[2] مثل هذه الثلث ثاني اثنين

ف اى فن

[1] بنو ابيه وهم علی والعباس وابناه فضل وقثم واسامة بن زيد وصالح الحبشی والمراد ببنی ابيه مباشرتهم بغسله ولا ينافی مساعدة غيرهم ۱۲

[2] من له مثل هذه الثلثة الخ ای من ثبت له مثل هذه الفضائل الثلثة التی اولها لابی بكر فهو استفهام انكاری علی الانصار حيث توهموا ان لهم حقا فی الخلافة اذ جعل رسوله ثانی اثنين والثانية اثبات الصحبة والثالثة اثبات المعية ۱۲

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک آپ دار البقا کو روانہ ہو چکے ہیں اُسوقت صحابہؓ کو یقین ہو گیا۔ پھر انھوں نے آپ سے دیگر امور دریافت کئے اسلئے کہ ہر ہر جز میں احتمال خصوصیت تھا اسلئے اول نماز جنازہ کو پوچھا کہ پڑھی جائیگی یا نہیں آپ نے فرمایا کہ پڑھی جاویگی، انھوں نے پوچھا کہ کسطرح پڑھیں (تمام اہل مدینہ مشتاق ہیں) آپنے فرمایا کہ ایک ایک جماعت حجرہ کے اندر جاوے اور بلا جماعت نماز پڑھکر چلی آوے اسیطرح سب لوگ نماز پڑھیں، پھر صحابہؓ نے پوچھا کیا حضورؐ دفن کئے جاوینگے آپنے فرمایا کہ یقیناً دفن کئے جاویں گے، انھوں نے پوچھا کہ کس جگہ قبر شریف بنائی جاویگی آپ نے فرمایا کہ جس جگہ آپکا وصال ہوا ہے وہی جگہ مدفن ہے، اسلئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپکا وصال اُسی جگہ فرمایا جو جگہ حق تعالیٰ شانہ کو پسندیدہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہر ہر بات پر اطمینان ہوتا رہا اور بیشک سچ فرمایا کہتے رہے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہلبیت اور حضورؐ کے قریب رشتہ داروں کو تجہیز و تکفین کے انتظام کا حکم فرمایا (اور حفاظت اسلام اور رفع اختلافات کے لئے کسی شخص کو مدار رائے بنانے کی تجویز شروع ہوئی) مشورہ یہ ہوا کہ صحابہؓ کی شرکت سے کوئی امر قرار پانا چاہئے، انصار نے یہ تجویز کی کہ انصار میں ایک امیر مستقل ہو، اور مہاجرین میں علیحدہ امیر ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کون ہے وہ شخص جس کے لئے ایک ہی واقعہ میں تین فضیلتیں ہوں چہ جائیکہ اور فضائل اور پھر یہ تین بھی ایسی کہ جن میں ہر ایک کمال فضل پر دال ہو،،،

اوّل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اتحاد و ارتباط اور تنہائی کیوقت ساتھ دینا جس کو

اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا من ھما[۱] قال ثم بسط یدہ فبایعہ وبایعہ الناس بیعۃ حسنۃ جمیلۃ حدثنا نصر بن علی ثنا عبد اللہ بن الزبیر شیخ باھلی قدیم بصری ثنا ثابت البنانی عن انس[۱۳] بن مالک قال لما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کرب الموت ما وجد فقالت فاطمۃؓ واکرباہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا کرب علی ابیک بعد الیوم انہ قد حضر من ابیک مالیس بتارک منہ احدا الوفاۃ یوم القیمۃ[۲] حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری ونصر بن علی قالا حدثنا عبد ربہ بن بارق الحنفی قال سمعت جدی ابا امی[۳] سماک بن ولید یحدث انہ سمع ابن[۱۴] عباس یحدث انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کان لہ فرطان من امتی ادخلہ اللہ تعالی بہما الجنۃ فقالت لہ عائشۃ فمن کان لہ فرط من امتک قال ومن کان لہ فرط

(ای لیس اللہ بتارک من ذلک الامر احدا ۱۲) (الفرط والفارط المتقدم فی الماء ۱۲ ع)

حق تعالیٰ شانہ ثانی اثنین اذھما فی الغار سے ارشاد فرما رہے ہیں، دوسرے حق تعالیٰ شانہ ان کو حضورؐ کا ساتھی اور رفیق فرما رہے ہیں، تیسرے اللہ جل شانہ کی معیت، کسقدر بڑی ذات ہے ان دونوں حضرات کی (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برابر کونسی ہستی ہوسکتی ہے) اسکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لئے ہاتھ پھیلا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اُسکے بعد سقیفہ کے سب لوگوں نے برضا و رغبت بیعت کی۔۔

نمبر ۱۳ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الوفات کی سخت تکلیف برداشت فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہائے ابا کی تکلیف حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر کچھ تکلیف نہیں ہوگی، بیشک آج تیرے باپ پر وہ اٹل چیز اتری ہے یعنی موت جو قیامت تک کبھی کسی سے ٹلنے والی نہیں۔۔

نمبر ۱۴ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دو بچے ذخیرۂ آخرت بنجاویں تو حق تعالیٰ شانہ اُنکی بدولت اُسکو ضرور جنت میں داخل فرماویں گے

نـ لا ابیک

۱ من ہما الاستفہام للتقریر والتفخیم ای من الاثنان المذکوران فی ھذہ الآیۃ ۱۲
۲ یوم القیمۃ منصوب بنزع الخافض وھو کلمۃ الی ویجوز ان یکون مفعولا فیہ ویراد بہ یوم الوفاۃ لان یوم موت کل احد یوم قیامتہ کما ورد قالہ القاری ۱۲
۳ ابا امی بیان للجد ۱۲

یاموفقة قالت فمن لم یکن له فرط من امتك قال فانا فرط لامتی لن یصابوا بمثلی

باب ماجاء فی میراث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا حسین بن محمد ثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عمرو بن الحارث اخی جویریة له صحبة قال ماترك رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا سلاحه وبغلته وارضا جعلها صدقة حدثنا محمد بن المثنی ثنا ابوالولید ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن ابی سلمة عن ابی هریرة قال جاءت فاطمة الی ابی بکر رضی اللّٰہ عنهما فقالت من یرثك فقال اهلی وولدی فقالت مالی لا ارث ابی فقال ابوبکر سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

(حواشی: فی الجنات والاسولة الواقعة موقعها ۱۲ — صحابی قلیل الحدیث ۱۲ — فی سبیل اللّٰہ ۱۲ — اورثہ مالا میراث گذاشت بوے خواستہ ۱۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ جسکے لئے ایک ہی بچہ ہو اُس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ جسکا ایک ہی بچہ چلدیا ہو وہ بھی بخشدیا جاویگا، حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جسکا ایک بھی بچہ نہ مرا ہو تو آپ نے فرمایا کہ اُنکے لئے میں ذخیرۂ آخرت بنونگا، اسلئے کہ میری وفات کا رنج اُن کی اولاد سب سے زیادہ ہوگا،،

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا ذکر

ف اس باب میں مصنفؒ نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں سب کا حاصل یہی ہے کہ آپکا اور جملہ انبیاء کا متروکہ مال صدقہ ہوتا ہے وہ وارثوں پر تقسیم نہیں ہوتا۔،،

نمبر ۱ عمرو بن الحارث جو ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں یہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکہ میں صرف ہتھیار اور (اپنی سواری کا) خچر اور کچھ حصہ زمین کا چھوڑا تھا اور اُنکو بھی صدقہ فرما گئے تھے **ف** چونکہ یہ چیزیں صدقہ کے حدود میں داخل ہوگئی تھیں، اس لیے ان میں میراث جاری نہیں ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمالی کپڑوں کا ذکر معمولی چیز ہونے کی وجہ سے نہیں کیا گیا۔،،

نمبر ۲ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائیں اور دریافت فرمایا کہ تمھارا کون وارث ہوگا، انھوں نے فرمایا کہ میرے اہل وعیال،

له جعلها صدقة قیل الضمیر راجع الی الثلثة لقوله علیه السلام نحن معاشر الانبیاء لا نورث ماترکناه صدقة والظاهر انها للارض لان المراد بقوله جعلها صدقة بیان کونها من الصدقات حال حیوته قاله القاری ۱۲

ویقول لا نورث ولکنی اعول من کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یعولہ وانفق
(اصلہ لا یورث منا فحذف من واستتر ضمیر المتکلم فی الفعل ۱۲)
علی من کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینفق علیہ حدثنا محمد بن المثنی
ثنا یحیی بن کثیر العنبری ابو غسان ثنا شعبۃ عن عمرو بن مُرّۃ عن ابی البختری
ان العباس وعلیا جاآ الی عمر یختصمان یقول کل واحد منہا لصاحبہ انت
کذا انت کذا فقال عمر لطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف وسعد نشدتکم
باللّٰہ اسمعتم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کل مال نبیّ صدقۃ (۱۲ ای موقوف) الا ما

حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ عنہا نے پوچھا پھر میں اپنے والد کے متروکہ کی وارث کیوں نہیں بنی، حضرت صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا کہ حضورؐ کے اس ارشاد کیوجہ سے کہ ہم انبیاء کی جماعت کا کوئی وارث نہیں ہوتا، البتہ (میں وقف کا متولی ہونے کیوجہ سے) جن لوگوں کا روزینہ حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے مقرر فرما رکھا تھا اُسکو میں بھی ادا کرونگا۔ اور جن لوگوں پر حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم خرچ فرمایا کرتے تھے اُنپر میں بھی خرچ کرونگا **ف** بظاہر حضرت فاطمہ رضی اللّٰہ عنہا یہ خیال فرماتی تھیں کہ بادشاہ ہونے کیوجہ سے حضورؐ کے مال کو ترکہ میراثی قرار نہیں دیا گیا، اسلئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمھارا بھی کوئی وارث ہوگا یا نہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے شرعی مسئلہ کے موافق جواب مرحمت فرمایا ورنہ اُنکی اپنی وصیت کے موافق جس میں انھوں نے فرمایا کہ اس مال کو بیت المال میں واپس کر دینا جس کا مفصل بیان میرے رسالہ سوانح صدیق میں انشاء اللّٰہ ملے گا۔ اُس کے موافق حضرت ابو بکر رضی اللّٰہ عنہ کا بھی کوئی وارث نہیں ہوا۔ +

نمبر ۳ ابو البختری رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں، کہ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ دونوں حضرات حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کے دور خلافت میں اُن کے پاس تشریف لائے، ہر ایک دوسرے پر اعتراض کر رہا تھا اور اُسکو انتظام کے ناقابل بتلا رہا تھا، حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ نے اکابر صحابہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبد الرحمنؓ بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان سب حضرات کو متوجہ فرما کر یہ کہا کہ تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تم سب نے حضورؐ سے یہ نہیں سُنا کہ نبی کا تمام مال صدقہ ہوتا ہے بجز اُسکے جو وہ اپنے

لہ ابی البختری بفتح الموحدۃ واسکان الخاء المعجمۃ و فتح الفوقانیۃ ہو سعید بن فیروز بن ابی عمران فما قیل بالحاء المہملۃ منسوب الی البختر بمعنی حسن المشی لیس بشئ قالہ القاری ۲۱

الطعمة انا لا نورث وفی الحدیث قصة[1] حدثنا محمد بن المثنی ثنا صفوان بن عیسی عن اسامة بن زید عن الزهری عن عروة عن[4] عائشة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا فھو صدقة حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمن ابن مھدی ثنا سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن[5] ابی ھریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقسم ورثتی دینارا ولا درھما ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی[2] فھو صدقة حدثنا الحسن بن علی الخلال ثنا بشر بن عمر قال سمعت مالک بن انس عن الزھری عن[6] مالک بن اوس بن الحدثان قال دخلت علی عمر فدخل علیہ عبدالرحمن بن عوف وطلحة وسعد وجاء علی والعباس یختصمان فقال لھم عمر انشدکم بالذی باذنہ تقوم السماء

اہل کو کھلائے ہم انبیاء کی جماعت کسیکو اپنا وارث نہیں بناتے، اس حدیث میں طویل قصہ ہے۔"

ف امام ترمذی کا مقصود صرف میراث نہ ہونیکا ذکر تھا وہ حاصل ہوگیا تھا اسلئے پورا قصہ طویل ہونے کیوجہ سے ذکر نہیں فرمایا ابوداؤد شریف اور مسلم شریف کی روایات میں مفصل موجود ہے۔"

نمبر ۴ حضرت عائشہؓ سے بھی یہی روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم انبیاء کی جماعت جو مال چھوڑتی ہے وہ صدقہ فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔"

نمبر ۵ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے ورثہ دینار اور درہم تقسیم نہ کریں میرے ترکہ سے اہل وعیال کا نفقہ اور میرے عامل کا نفقہ نکالنے کے بعد جو کچھ بچے وہ صدقہ ہے

ف عامل سے مراد وہ شخص بھی بتلایا گیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفۂ وقت ہونیوالا ہو، اور وہ بھی کہا گیا ہے جو زمینوں کی پیداوار جمع کرکے لانیوالا ہو۔ دونوں محتمل ہیں۔"

نمبر ۶ مالک بن اوس کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو اُنکے پاس عبدالرحمنؓ بن عوف اور طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاص بھی تشریف لائے (اُسکے تھوڑی دیر بعد) حضرت عباسؓ اور حضرت علی جھگڑتے ہوئے تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب حضرات کی

[1] قصة اخرجھا ابوداؤد وغیرہ مفصلا ۱۲"

[2] عاملی ھو الخلیفة بعدہ والقائم علی تلک الصدقة والناظر فیھا وخادمہ فی حوائطہ وکیلہ واجیرہ او کل عامل للمسلمین وکان علیہ السلام یاخذ من صفایاہ نفقة اھلہ ثم ابو بکر ثم عمرؓ واستغنی عنہ عثمانؓ بمالہ فاقطعھا مروان وغیرہ من اقاربہ فلم تزل فی ایدیھم حتی ردہ عمرؓ ابن عبدالعزیز ۱۲

والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فقالوا اللھم[1] نعم وفی الحدیث قصۃ طویلۃ حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمن ابن مہدی ثنا سفیان عن عاصم بن بہدلۃ عن زر بن حبیش عن عائشۃ قالت ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینارا ولا درھما ولا شاۃً ولا بعیراً قال واشک فی العبد والامۃ

باب ماجاء فی رؤیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام

حدثنا محمد بن بشار ثنا عبدالرحمن بن مہدی ثنا سفیان عن ابی اسحاق

طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اُس ذات پاک کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جسکے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں کیا تمہیں حضورؐ کے اس ارشاد کا علم ہے کہ ہم انبیا کی جماعت کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم ترکہ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے، اُن سب حضرات نے فرمایا کہ بیشک یہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے، اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے۔ **ف** یہ وہی قصہ ہے جس کی طرف پہلی حدیث ابوالبختری کی روایت میں اشارہ گذر چکا ہے کہا جاتا ہے کہ حضرت طلحہؓ وغیرہ حضرات کو حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے اپنی سفارش ہی کے لئے پہلے بھیجا تھا۔

نمبر ۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ، راوی کہتے ہیں کہ مجھے غلام اور باندی کے ذکر میں شک ہوگیا کہ حضرت عائشہؓ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ نہ غلام نہ باندی، یا نہیں فرمایا۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا تذکرہ

ف خواب کی حقیقت کیا ہے اور واقعی چیز ہے یا مجرد خیالات طویل بحثیں ہیں جو اس جگہ کے مناسب نہیں البتہ علماء نے لکھا ہے کہ خواب کبھی اُس فرشتہ کے تصرف سے ہوتا ہے جو اُس پر مقرر ہے، یہ حق ہوتا ہے اور کبھی شیطانی اثر اور نفسانی خطرات بھی اس کا سبب ہوتے ہیں یہ عام خواب کے متعلق ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر خواب میں ہو تو وہ تصرفات شیطانی سے خالی ہوتی ہے

[1] اللھم صدر الکلام به لتاکید الحکم کما هو العرف ولا احتیاط والتحرز عن الوقوع فی الغلط و المیم فیه بدل حرف النداء والمقصود من النداء فی حقه سبحانه هو التضرع والتذلل لا حقیقة النداء فانه لیس ببعید ولا بغائب قاله القاری ۱۲

عن ابی الاحوص عن عبداللّٰہ[1] عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من رآنی فی المنام فقد رآنی[1] فان الشیطان لا یتمثل بی حدثنا محمد بن بشار و محمد بن المثنی قالا ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن ابی حصین[2] عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ بی حدثنا قتیبۃ ثنا خلف بن خلیفۃ عن ابی مالک الاشجعی عن ابیہ[3] قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من رآنی فی المنام فقد رآنی قال ابو عیسیٰ و ابو مالک ھذا ھو سعد بن طارق بن اشیم و طارق[3] بن اشیم و ھو من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و قد روی عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم احادیث و سمعت علی بن حجر یقول قال خلف بن خلیفۃ رأیت

لیکن پھر بھی اگر حلیہ شریف کے موافق نہ ہو یا کوئی ارشاد نبوی کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کی غلطی کوتاہی اور قصور کی بنا پر ہوتا ہے اسکو شراح و مشائخ آئینہ سے تشبیہ دیا کرتے ہیں کہ ایک شیٔ کو اگر سرخ آئینہ میں دیکھو تو سرخ نظر آتی ہے اور سبز میں سبز ایسے ہی سیاہ سفید اور لانبی چوڑی غرض مختلف الانواع نظر آتی ہے، اب رہا یہ امر کہ حضورؐ کی عین ذات نظر آتی ہے یا شبیہ مثال محققین نے اسی دوسرے قول کو ترجیح دی ہے مصنفؒ نے اس باب میں سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔،،

نمبر ۱ عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھی کو دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔،،

نمبر ۲ ابو ہریرہ رضی اللّٰہ عنہ سے بھی آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے حقیقۃً مجھی کو دیکھا ہے اسلئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا **ف** حق تعالیٰ جل شانہٗ نے جیسا کہ عالم حیات میں حضور اقدس صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو شیطان کے اثر سے محفوظ فرما دیا تھا ایسے ہی حضورؐ کے وصال کے بعد بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپکی صورت بنا سکے۔،،

نمبر ۳ طارق بن اشیم سے بھی یہ ارشاد نبوی منقول ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے

---

[1] فقد رآنی اشتکل فی الحدیث بان الشرط والجزاء متحدان واجیب بان اتحادھما دال علی التناھی فی المبالغۃ ای فقد رأی حقیقتی علی کمالھا لا شبہۃ ولا ارتیاب ۱۲

[2] ابی حصین بفتح حاء مھملۃ اول الحروف ثم صاد مھملۃ مکسورۃ قال المناوی و تبعہ البیجوری ھو احمد بن عبداللّٰہ بن یونس التمیمی ام ولیس بصواب ھذا بل الظاھر انہ عثمان ابن عاصم الاسدی ۱۲

[3] وطارق ای والد ابی مالک صحابی قد روی عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیر ھذا الحدیث فثبت صحبتہ وذکر مقولۃ خلف ابن خلیفۃ لبیان علو اسنادہ بان بینہ و بین النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثلثۃ وسائط،، ۱۲

عمرو بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا غلام صغیر حدثنا قتیبۃ هو ابن سعید ثنا عبد الواحد بن زیاد عن عاصم بن کلیب حدثنی ابی انہ سمع اباهریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثلنی قال ابی فحدثت بہ ابن عباس فقلت قد رایتہ فذکرت الحسن بن علی فقلت شبہتہ بہ فقال ابن عباس انہ کان یشبہہ حدثنا محمد ابن بشار حدثنا ابن ابی عدی و محمد بن جعفر قالا حدثنا عوف بن ابی جمیلۃ عن یزید الفارسی وکان[1] یکتب المصاحف قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام زمن ابن عباس فقلت لابن عباس انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم فقال ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول

[1] وکان یکتب المصاحف اشارۃ الی برکۃ عملہ وشرفہ فلذا رأی هذا الرؤیا العظیمۃ ۱۲

حقیقۃً مجھی کو دیکھا اس لئے شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔

نمبر ۴ کلیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھے وہ حقیقۃً مجھی کو خواب میں دیکھتا ہے اسلئے کہ شیطان میرا شبیہ نہیں بن سکتا، کلیب کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تذکرہ کیا اور یہ بھی کہا کہ مجھے خواب میں زیارت اقدس میسر ہوئی اسوقت مجھے امام حسن رضی اللہ عنہ کا خیال آیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اس خواب کی صورت کو امام حسنؓ کی صورت کے بہت مشابہ پایا۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ واقعی امام حسنؓ آپ کے بہت مشابہ تھے۔ **ف** آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سینہ اور اس کا مافوق امام حسن رضی اللہ عنہ کا اور تحتانی حصہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ مشابہ تھے۔

نمبر ۵ یزید فارسی کلام اللہ شریف لکھا کرتے تھے ایک مرتبہ خواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس کے حیات کے زمانہ میں حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضرت ابن عباسؓ سے خواب عرض کیا انھوں نے اول ارشاد نبوی سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقۃً مجھی کو دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان

ان الشیطان لا یستطیع ان یتشبہ بی فمن رآنی فی النوم فقل رانی هل تستطیع ان تنعت هذا الرجل الذی رایته فی النوم قال نعم انعت لک رجلاً[1] بین الرجلین جسمه ولحمه اسمر الی البیاض اکحل العینین حسن الضحک جمیل دوائر الوجه قد ملأت لحیته ما بین هذه الی هذه قد ملأت نحره قال عوف ولا ادری ما کان مع هذا النعت فقال ابن عباس لو رأیته فی الیقظة ما استطعت ان تنعته فوق هذا

قیل هذا بیان لطوله کما ان الاول بیان لعرضها تامل ۱۲

قال ابو عیسیٰ[2] ویزید الفارسی وهو یزید بن هرمز وهو اقدم من یزید الرقاشی وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی الله عنهما احادیث ویزید الرقاشی لم یدرک ابن عباس وهو یزید بن ابان الرقاشی وهو یروی عن انس بن مالک ویزید الفارسی ویزید الرقاشی کلاهما من اهل البصرة وعوف بن ابی جمیلة هو عوف الاعرابی حدثنا ابو داؤد سلیمان بن سلم البلخی ثنا النضر بن شمیل قال قال عوف الاعرابی انا اکبر من[3] قتادة حدثنا عبد الله بن ابی زیاد ثنا یعقوب ابن ابراهیم بن سعد حدثنا ابن اخی ابن شهاب الزهری عن عمه قال قال ابو سلمة قال ابو قتادة[4] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من رآنی یعنی فی

سنا ہے یعنی بالاصدقات ۱۲

میری صورت نہیں بنا سکتا یہ ارشاد سُنا کر پوچھا کیا خواب کی دیکھی ہوئی صورت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو میں نے عرض کیا کہ آپکا بدن اور آپکا قامت دونوں چیزیں معتدل اور درمیانی (یعنے جسم نہ زیادہ موٹا نہ زیادہ دُبلا ایسے ہی قد نہ زیادہ لانبا نہ زیادہ پستہ بلکہ معتدل) آپ کا رنگ گندمی مائل بسفیدی آنکھیں سُرمگیں خندہ دہن خوبصورت گول چہرہ ڈاڑھی نہایت گنجان جو پورے چہرہ کا احاطہ کئے ہوئے تھی اور سینہ کے ابتدائی حصہ پر پھیلی ہوئی تھی، عوف جو اس روایت کے ایک راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ میری استاد نے ان مذکورہ صفات کے ساتھ کوئی اور صفت بھی بیان فرمائی تھی یا نہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم حیات میں دیکھتے تو اس سے زیادہ حلیہ قدس نہ بتا سکتے گویا بالکل ہی صحیح حلیہ بیان کر دیا تم نے

۶ ابو قتادہ سے بھی حضورؐ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے

---

[1] رجلا ای هو رجل بین الرجلین ای بین کثیر اللحم وقلیله او بین البائن والقصیر ۱۲

[2] قال ابو عیسیٰ الخ غرض المصنف بیان ان مسمی یزید رجلان متغایران بالعصر فهذا الذی رآه علیه السلام فی المنام هو یزید ابن هرمز رأی ابن عباس وروی عنه ویزید الآخر الرقاشی لم یدرک ابن عباس ۱۲

[3] انا اکبر من قتادة لعل غرض المصنف بذکر هذا القول ان روایة قتادة عن ابن عباس معروف فلما کان عوف اکبر منه فروایته عن الراوی عن ابن عباس غیر مستبعد ۱۲

سلہ فعلیک بالاثر اراد المصنف ہذا الاثر والذی بعدہ مع عدم ملائمتہما لعنوان الباب بمنزلۃ الوصیۃ منہ رحمہ اللہ بالاحتیاط فی الاخذ واعتبار من یوخذ عنہ ولذا التزم اکثر المحدثین بیان تراجمہم فی اول مؤلفاتہم او اواخرہا وانا العبد الضعیف المقتفر الی رحمۃ ربہ القصوی عبدالمدعو بزکریا بن یحیی الکاندھلوی وطنا الحنفی مسلکا الرشیدی الخلیلی مشربا قد اخذ العلوم الشرعیۃ الدینیۃ من الفقہ والحدیث وغیرہا عن عمہ رئیس اہل التقی الشیخ الحافظ الحاج محمد الیاس المقیم بنظام الدین الدہلی نفعنی اللہ عزوجل بفیوضہ ومتع المسلمین بطول بقائہ وعن والدہ المرحوم المغفور منبع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ راس الادباء والمحدثین سید العلماء المتفقہین منبع الفضائل العلیا والفواضل القصوی الحافظ الحجۃ الثقۃ الشیخ مولانا محمد یحیی نور اللہ مرقدہ وبرد مضجعہ واداہ فی الجنات العلیا وعن المرشد الکامل فخر الفقہاء والمحدثین قدوۃ العلماء المکملین شیخ مشائخ العرب والعجم حضرت الحافظ العلامۃ الاجل شیخی واقائی الحاج خلیل احمد شارح ابی داود ازالت شموس فیوضہ زعۃ والوارد ورہ طالعۃ واخذ الکتب الالیۃ من المنطق والفلسفۃ وغیرہا بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ

فی النوم فقد رأی الحق حدثنا عبداللہ ابن عبدالرحمن انا معلی بن اسد ثنا عبدالعزیز بن المختار ثنا ثابت عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتخیل بی قال ورؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ حدثنا محمد بن علی قال سمعت ابی یقول قال عبداللہ ابن المبارک اذا ابتلیت بالقضاء فعلیک[1] بالاثر حدثنا محمد بن علی حدثنا النضر اخبرنا ابن عوف عن ابن[2] سیرین قال ہذا الحدیث

واقعی امر دیکھا، اُس میں کچھ غلطی نہیں۔" +

نمبر ۷ انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھے خواب میں دیکھے اُس نے تحقیقۃً مجھی کو دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مؤمن کا وہ خواب جو فرشتہ کے اثر سے ہوتا ہے، نبوۃ کے چھیالیس جزو میں سے ایک جزو ہوتی ہے **ف** علماء نے اسکے مطلب میں مختلف عنوانات اختیار فرمائے ہیں، لیکن ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ چونکہ علم نبوۃ کا ایک جزو فرمایا ہے اور علوم نبوی انبیاء کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اس لئے اس کو بھی انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص سمجھنا چاہئے۔" +

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں دیکھنے کا ذکر ختم ہو چکا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کو دو اثروں پر ختم کیا ہے۔" +

نمبر ۱ عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ اگر کبھی قاضی اور فیصل کنندہ بننے کی نوبت آوے تو منقولات کا اتباع کیجیو، **ف** مقصود یہ کہ خود رائی اور اپنی عقل پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اکابر کے کلام احادیث اور اقوال صحابہؓ کا اتباع کرنا چاہئے۔" +

نمبر ۲ ابن سیرین کہتے ہیں کہ یہ حدیث (اور ایسے ہی اور دینی علوم سب) دین میں داخل ہیں لہٰذا علم حاصل کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو، **ف** مقصود یہ ہے کہ جس سے دین حاصل کرو اُسکی دیانت تقویٰ مذہب مسلک اچھی طرح تحقیق کر لو، ایسا نہ کرو کہ ہر شخص

دین فانظروا عمن تاخذون دینکم

کے کہنے پر عمل کرو خواہ وہ کیسا ہی بے دین ہو، اس لئے کہ اُس کی بد دینی اثر کئے بغیر نہیں رہیگی، اس ہمارے دور میں جو قیامت کا بہت ہی قریب زمانہ ہے ایک یہ بھی سخت مضرت کی بات ہوگئی کہ ہر شخص خواہ کتنا ہی جاہل یا کتنا ہی بد دین ہو تھوڑی سی صفائی تقریر و تحریر سے علامہ اور مولانا بنجاتا ہے اور رنگین کپڑوں سے صوفی اور مقتدا بنجاتا ہے عام لوگ ابتداءً ایک عام غلط فہمی کیوجہ سے اُنکی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پھر اپنی ناواقفیت سے اُنکا شکار بنجاتے ہیں، وہ غلط فہمی یہ ہے کہ عامۃ قلوب میں یہ سما گیا ہے کہ انظروا الی ما قال ولا تنظروا الی من قال (آدمی کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کیا کہا یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ کس نے کہا) حالانکہ یہ مضمون فی نفسہ اگرچہ صحیح ہے لیکن اُس شخص کے لئے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا جو کہا وہ حق کہا یا باطل غلط کہا۔ یا صواب لیکن جو لوگ اپنی ناواقفیت دینی کیوجہ سے کھرے کھوٹے صحیح و غلط میں تمیز نہ کر سکتے ہوں اُنکو ہر شخص کی بات سننی مناسب نہیں کہ اسکا نتیجہ مآل کار مضرت و نقصان ہوتا ہے یہ ہی سبب ہے کہ اس دور میں کوئی دعویدار اگر ولایت امامت نبوت رسالت حتی کہ خدائی تک کا بھی نعوذ باللہ دعوی کرے تو ایک گروہ فوراً اُس کا تابع بنجاتا ہے۔ والی اللہ المشتکی وھو المستعان“

الحمد للہ والمنۃ کہ ۸ رجمادی الاخری ۱۳۴۶ھ شب جمعہ میں اس ترجمہ سے فراغت ہوئی،، فقط

زکریا عفی عنہ کاندھلوی
مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

فی المدرسۃ العلیۃ الشہیرۃ
الفائقۃ علی الاقران فی نشر
العلوم المسماۃ بمظاہر العلوم
لازالت محفوظا عن السموم
فانا افتخر بحمد اللہ تعالی
بمشائخی العظام واقول مفتخرا
اولئک اشیاخی فجئنی بمثلہم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع
واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العلمین والصلوۃ
والسلام علی سیدنا و
مولٰنا محمد والہ وصحبہ
اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین،،
الثامن من اخری الجمادین
الجمعہ

چونکہ اس ناکارہ کو اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اس لئے اس ترجمہ کو نظر ثانی کے لئے اپنے محترم بزرگ الفاضل العلامہ مولانا عبد الرحمن صاحب صدر المدرسین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے حوالہ کیا مولانا نے اپنے مشاغل علمیہ اور عدیم الفرصتی کے باوجود اسکی بالاستیعاب نظر ثانی فرما کر اکثر جگہ اصلاح بھی فرمائی، فجزاہم اللہ تعالی عنی خیر الجزاء اور اخیر میں یہ عبارت بھی تحریر فرمائی،،، الحمد للہ کہ یہ عاجز بھی ۲۷ ررجب ۱۳۴۴ھ بروز پنجشنبہ کو اسکے دیکھنے سے فارغ ہوا۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ونبینا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ط

تقریظ نخبۃ العصر راس العلماء تاج الاتقیاء منبع العلوم النقلیۃ والعقلیۃ فقید المثال حضرت الحافظ الحجۃ الثقۃ الثبت الغنی عن التعریف مولانا الحاج الاستاذ الشیخ عبد اللطیف ناظم مدرسۃ مظاہر العلوم سہارنپور متع اللہ المسلمین بجزیل فضلہ وفیضہا

الحمد للہ الذی جعل اللسان مترجما عما فی ضمیر الانسان وعلمہ ما لم یعلم من البیان وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانس والجان وعلی آلہ وصحبہ ذوی الایقان، اما بعد فلا یخفی علی اولی النہی ان افضل المشاغل شغل الحدیث فلذا اعتنی ببعضہم اعمارہم فی خدمۃ ھذا الفن الشریف منہم اخی المعظم وحبی المکرم الشیخ زکریا بن الشیخ محمد یحیی المرحوم الکاندھلوی بارک اللہ فی علمہ وعملہ فمن خدماتہ المتعلقۃ بالحدیث تعلیقہ وشرحہ علی شمائل الترمذی فی الہندی والعربی فانہ ترجمہا اولا فی الہندیۃ ثم زاد علیہا تعلیقا فی العربیۃ لیفید بصیرۃ الطلبۃ العربیۃ ولقد رایت مواضع عدیدۃ ومواقع متفرقۃ منہا فلقد اوضح المغلقات وکشف المشکلات فجزاہ اللہ خیرا الجزاء عنی وعن سائر المسلمین فی دار الجزاء ۔۔ +

عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

تقریظ منبع الفضائل ومجمع الفواضل شمس سماء التحقیق مرکز دوائر التدقیق مخزن الفیوض العلامۃ الماجد الاوحد مولانا الشیخ ظفر احمد تھانوی دام ظلہم العالی

بعد الحمد والصلوۃ احقر نے اجمالی نظر سے رسالہ متبرکہ (خصائل النبوی) مؤلفہ حبیبی الفاضل العلامۃ المحدث ابن المحدث مولانا الحافظ الحاج مولوی محمد زکریا صاحب بلغہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجات الکمال کا مطالعہ کیا، ترجمہ اور شرح حدیث سے جو مسرت اور حظ حاصل ہوا بے تکلف بات یہ ہے کہ بال بال میں جان آتی تھی اور جوں جوں پڑھتا تھا انبساط اور فرح میں ترقی ہوتی تھی، ایک خاص بات جو میرے مذاق کے موافق تھی وہ اسماء رجال سے بحث اور سند کی تحقیق تھی جو فن حدیث کا اعلیٰ جزء ہے [عـــہ] اس کے ساتھ ترجمہ اور شرح کی عمدگی مزید براں ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور عامۃ الناس کو اس سے مستفید بنائیں، اور یہ رسالہ مؤلف کے لئے ذخیرۂ آخرت و خدمت کلام نبوی کی مزید توفیق کا سبب بنے۔ آمین والسلام

ظفر احمد تھانوی

عـــہ یہ بات چونکہ طلباء کے مناسب تھی اس لئے صرف عربی حاشیہ میں رکھی گئی۔ ۔۔ از طابع

تقریظ مخزن العلوم النقلیہ والعقلیہ فرید الدہر وحید العصر حضرت العلامۃ المفضال منبع الفضل والکمال مولانا الشیخ عبد الرحمٰن سلمہ اللہ المنان کاملپوری صدر المدرسین مظاہر العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً امابعد بندہ ناچیز نے رسالہ خصائل النبوی مؤلفہ مخدومی و مخدوم زادہ حضرت مولانا مولوی محمد زکریا صاحب مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور مفصل دیکھا اور بغور ملاحظہ کیا بحمد اللہ نہایت مفید اور کارآمد پایا۔ شمائل نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں گو مصنفہ کتب بکثرت ہیں، مگر ایسی کتاب جو عوام و خواص ہر طبقہ کے لئے مفید ہو نہیں تھی، اللہ تعالیٰ و تبارک حضرت مخدوم کو جزائے خیر اور ترقی مدارج سے مالا مال فرمائے کہ جنہوں نے نہایت کوشش سے اس تالیف میں ایسے ایسے فوائد مفیدہ حل عبارت و تقریر معانی کے بعد تحریر فرمائے ہیں کہ عامہ کتب میں ناظرین کو نہیں ملیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مکرم و محترم کی اس سعی فی الدین کو قبول فرما کر ذخیرہ عقبیٰ بناویں اور آئندہ کے لئے ایسی خیرات اور فوائد کی توفیق عنایت فرماویں اور آپ کے وجود با برکت سے ہم متوسلین اور دیگر اہل اسلام کو بھی مستفیض فرماتے رہیں۔۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

بندۂ ناچیز عبد الرحمٰن کاملپوری

قصیدۂ تاریخیہ از علامہ محترم ماہر التقریر والقلم الادیب الاریب مولانا مولوی جمیل احمد صاحب تھانوی مدرس مدرسۂ مظاہر العلوم و مدیر رسالۃ المظاہر سہارنپور زادہم اللہ فضلاً و فضالاً

لکھی شیخ الحدیث مدرسہ نے — شمائل کی وہ شرح عبرت آموز
کہ جس کی دید سے اہل نظر کو — میسر آئے ہے اک ساز اور سوز
روایت ترمذی کی شرح انکی — نبی کا حال پھر خود لذت اندوز
تطابق اور پھر مذہب کی ترجیح — مخالف کے لئے ہے جو کہ لب دوز
عجب انداز رکھتی ہے یہ سیرت — وہ دیکھیں پڑھتے ہیں جو سیرتیں روز

جمیل اب طبع کی تاریخ لکھدو
زہے شرح شمائل عالم افروز
۱۳ ھ ۴۶

